ماہنامہ

جہدِ حق

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

HRCP

Monthly JEHD-E-HAQ - May 2014 - Registered No. CPL-13

جلد نمبر 21......شمارہ نمبر05...مئی 2014......قیمت5روپے

تحفظ؟

لاہور: دراب پٹیل آڈیٹوریم 'ایوان جمہور' میں پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کا سالانہ اجتماع 27 اپریل 2014 کو منعقد ہوا۔ اس موقع پر کمیشن نے ایک سیمینار کا بھی انعقاد کیا جس میں سیاسی پارٹیوں کے نمائندوں اور قانونی ماہرین نے حصہ لیا۔ سیمینار کا موضوع تھا ''نئے سکیورٹی قوانین اور انسانی حقوق کی تحقیر''

انسدادی اقدامات کے فقدان کے باعث انسانی حقوق کی صورتحال مزید ابتر ہوئی

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق نے انسانی حقوق کی بگڑتی صورتحال اور ان معاملات کو ترجیح نہ دینے پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔ کمیشن برائے انسانی حقوق کے کونسل اور سالانہ عمومی اجلاسوں کے اختتام پر جاری ہونے والے بیان میں کہا گیا کہ: ''پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آرسی پی) کی جنرل باڈی اور ایگزیکٹو کونسل اس امر پر شدید تشویش کا اظہار کرتے ہیں کہ گزشتہ سال اکتوبر میں منعقد ہونے والے اجلاس سے لے کر اب تک چھ ماہ کے دوران انسانی حقوق کی صورتحال میں کوئی بہتری نہیں آئی۔ اس کے علاوہ تشویش کی نئی وجوہات سامنے آئی ہیں۔ مندرجہ ذیل معاملات کی خاص طور پر نشاندہی کرنا ضروری ہے۔

1۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کی کوئی سمت نہیں۔ واضح پالیسیوں کا فقدان ہے۔ ہمسایہ ممالک کے ساتھ تعلقات کے حوالے سے علاقائی تناؤ کو فوری طور پر ختم کرنے کی ضرورت ہے۔ ایچ آرسی پی حکومت کو یہ تجویز پیش کرتا ہے کہ حکومت پلاننگ کمیشن کے کار منصبی کو وسعت دے تاکہ یہ ملک کو درپیش سیاسی و سماجی مسائل کے حوالے سے ایک تھنک ٹینک کے طور پر کام کر سکے اور اس حوالے سے واضح پالیسیاں اور حکمت عملی وضع کی جا سکے۔

2۔ انسداد دہشت گردی پالیسیوں کو شہریوں کو نشانہ بنانے کی بجائے ان کا تحفظ کرنا چاہیے۔ قانون سازی سے متعلقہ اقدامات جن کا مقصد لاقانونیت اور دہشت گردی کا خاتمہ ہے، کے باعث ملزم کے حقوق سے متعلق خدشات میں اضافہ ہوا ہے۔ ان خدشات کا جائزہ لیا جانا چاہیے اور چیلنجوں کے خاتمے سے متعلق قوانین من مانے اور انسانی حقوق کی خلاف ورزی پر مبنی نہیں ہونے چاہئیں۔

3۔ ایچ آرسی پی کو افسوس ہے کہ بلوچستان حکومت نے اس کے ایک انسانی حقوق کمیشن تشکیل دینے کے مطالبے پر کوئی توجہ نہیں دی۔ یہ تجویز پیش کی گئی تھی کہ کوئٹہ میں اعزازی حیثیت سے ایک خودمختار انسانی حقوق کمشنر اور ہر ضلعے میں انسانی حقوق کے افسران تعینات کیے جائیں۔ یہ بات افسوس ناک ہے کہ ایچ آرسی پی کی تو تک، جہاں ایک اجتماعی قبر دریافت ہوئی تھی، کا دورہ کرنے کی درخواست منظور نہیں کی گئی۔

4۔ اگرچہ گزشتہ سال دسمبر میں دوسرے صوبوں سے پہلے بلدیاتی انتخابات کا انعقاد کرنے پر بلوچستان حکومت مبارکباد کی مستحق ہے تاہم منتخب کردہ افراد نے ابھی تک حلف نہیں لیا اور اس نظام کے فوائد لوگوں کی پہنچ سے دور ہیں۔ دیگر صوبوں نے تاحال ان اہم انتخابات، جو کہ اختیارات کو نچلی سطح تک منتقل کرتے ہیں اور لوگوں کے مسائل کو حل کرتے ہیں، کا انعقاد نہیں کیا۔ تاہم، ایچ آرسی پی بلوچستان حکومت کے دہشت گردی کے متاثرین، جن میں عام شہری شامل ہیں، کو معاوضہ فراہم کرنے کے فیصلے کا خیر مقدم کرتا ہے۔

5۔ ایچ آرسی پی دھونس اور قانونی کروائی کی دھمکیوں کے ذریعے میڈیا کی آزادی کو سلب کرنے کی کوششوں پر تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسے بڑے بڑے میڈیا اداروں کے درمیان جاری الفاظ کی جنگ، جسے یہ میڈیا کی آزادی اور اس کی عسکری اسٹیبلشمنٹ پر تنقید کرنے کی قابلیت کی راہ میں رکاوٹ تصور کرتا ہے، پر بھی سخت تشویش ہے۔

6۔ میڈیا اپنی ذی شعور بحث کی حوصلہ افزائی کرنے اور رواداری کی ثقافت کو فروغ دینے کی ذمہ داری کو پورا کرنے میں بھی ناکام ہو رہا ہے۔ کمیشن یہ سمجھتا ہے کہ وقت آ گیا ہے کہ پاکستان ٹیلی ویژن کو ایک خودمختار ادارہ بنایا جائے۔

7۔ ایچ آرسی پی مالاکنڈ میں ایکشنز ان ایڈ آف سول پاور آرڈیننس کے تحت من مانی گرفتاریوں کی مذمت کرتا ہے۔ مالاکنڈ سے جبری گمشدگیوں اور زیر حراست اموات کی خبریں بھی موصول ہوئی ہیں، جس سے ریاستی قوت کے غلط استعمال کی نشاندہی ہوتی ہے۔

8۔ ایچ آرسی پی ایک مرتبہ پھر غیر مسلموں کی عبادت گاہوں پر حملوں کی مذمت کرتا ہے۔ لاڑکانہ، تھرپارکر اور حیدر آباد میں مندروں پر متعدد حملے کیے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ کراچی میں ایک ڈیڑھ سو سالہ مندر کو

فہرست

تھرپارکر کے سانحے سے سبق سیکھنے کی ضرورت ہے 6
منافع بخش اداروں کی فروخت 7
گھریلو تشدد کا شکار بننے والی ترک خاتون میئر 8
زرعی شعبے کے مسائل 9
زبان کا مسئلہ 10
کاری، کارو کہہ کر مار ڈالا 12
جنسی تشدد کے واقعات 13
عدم برداشت کی انتہا 18
عورتیں، بچے 19
تعلیم 20
صحت 21
اقلیتیں 23
قانون نافذ کرنے والے ادارے 24
2013 میں پاکستان میں انسانی حقوق کی صورتحال کا مختصر جائزہ 25
سیکرٹری جنرل کی رپورٹ 29
حسابات کا گوشوارہ 30
انسانی حقوق کے سرگرم کارکنوں کی سالانہ ورکشاپ 31
خودکشی کے واقعات 36
اقدام خودکشی کے واقعات 42
پاکستان میں صنفی استحصال اور سول سوسائٹی کا ردعمل۔ بدترین سال 2012 کا جائزہ 45
جہد حق پڑھنے والوں کے خطوط 50

ایک نجی تعمیراتی کمپنی کی جانب سے انڈر پاس اور پلوں کی تعمیر کے باعث نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے۔ تضحیک مذہب قوانین کے ذریعے مذہبی اقلیتوں کو اذیتیں پہنچانے کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ وقت آ گیا ہے کہ حکومت اور پارلیمنٹ جرات کا مظاہرہ کرے اور ان قوانین میں تبدیلی کے لیے بحث کا آغاز کرے۔

9۔ اقلیتوں کے عدم تحفظ کی عکاسی اس بات سے ہوتی ہے کہ ہزاروں افراد ملک چھوڑ کر جا چکے ہیں۔ مذہبی عدم رواداری میں اضافے کے باعث لوگ اسلام قبول کرنے پر مجبور ہیں۔

10۔ تھر پارکر کی خشک سالی اور اس کی وجہ سے ہونے والی اموات خراب نظم و نسق علامت ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر

باعث تشویش معاملات ہیں، جن میں بالائی سندھ میں اغواء برائے تاوان کے علاوہ سندھی قوم پرستوں کے اغواء اور ماورائے عدالت قتل کے واقعات شامل ہیں۔

11۔ لوگوں کو دہشت گردوں کے ساتھ ہونے والے مذاکرات کی شرائط سے آگاہ نہیں کیا گیا، جس کے باعث ان خدشات میں اضافہ ہوا ہے کہ شہریوں کے حقوق، بالخصوص خواتین اور مذہبی اور فرقہ وارانہ اقلیتوں کے حقوق کی قیمت پر انہیں رعایت دی جا سکتی ہے۔

12۔ جبری گمشدگیوں اور لاشیں پھینکنے کے واقعات کا دائرہ کار خیبر پختونخوا اور سندھ تک وسیع ہو گیا ہے۔ مجرموں کے لیے سزا سے استثنٰی، جس کے بارے میں ایچ آر سی پی کا کہنا ہے کہ یہ ان واقعات میں اضافے کی ایک بڑی وجہ ہے، کا خاتمہ کیا جائے اور تمام افراد کو جبری گمشدگیوں سے تحفظ فراہم کرنے کے بین الاقوامی میثاق کی توثیق کی جائے۔

13۔ پاکستان میں بہت سے حلقوں کے لیے زندگی گزارنا بہت مشکل ہو گیا کہ سکیورٹی خدشات کے علاوہ معاشی مواقع کے فقدان کے باعث لوگ ملک چھوڑنے پر مجبور ہیں۔

14۔ مہنگائی کی وجہ سے لوگوں کی بنیادی ضروریات زندگی، جن میں صحت، تعلیم اور خوراک شامل ہیں، تک رسائی ممکن نہیں رہی۔ غریب لوگوں کی آمدنی میں اضافے کے لئے معیشت کو بحال کیا جائے تاکہ وہ باوقار طریقے سے بنیادی ضروریات کو پورا کر سکیں۔

15۔ ایچ آر سی پی اس بات کا اعادہ کرتا ہے کہ فاٹا کو فوری طور پر مرکزی قومی دھارے میں شامل کرنے کی ضرورت ہے۔ اور اس حوالے سے غفلت برتنے پر نہ صرف اس مصائب کے شکار علاقے کے لوگوں کو بلکہ پورے ملک کو سنگین نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا۔

16۔ انسانی حقوق کا دفاع کرنے والے کارکنان کو بہت سے خطرات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور ان کے لیے مسلح تصادم سے متاثرہ علاقوں، جن کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے، میں کام کرنا یا رپورٹنگ کرنا مشکل ہو رہا ہے، ان کی حفاظت اور کام میں آسانیاں پیدا کرنے کی جانب ترجیحی بنیادوں پر توجہ دی جائے۔

17۔ پولیو ورکرز پر حملہ اور ان واقعات میں اضافہ تشویش کا باعث ہے اور یہ طویل المعیادی اقدامات کا تقاضا کرتے ہیں جن میں ان علاقوں میں، جہاں لاقانونیت ویکسینیشن کی راہ میں رکاوٹ ہے، میں آگاہی مہم کا انعقاد کرنا اور حکومت کی رٹ قائم کرنا شامل ہے۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 28 اپریل 2014]

وکیل کو دھمکیاں قابل مذمت ہیں

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے ملتان سنٹرل جیل کے اندر کمرہ عدالت میں تضحیک مذہب کے ملزم کے وکیل کو دی جانے والی دھمکیوں پر شدید تشویش کا اظہار کیا ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ جن افراد نے دھمکیاں دی تھیں ان کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے اور وکیل صفائی کا تحفظ یقینی بنایا جائے۔

جمعرات کو جاری ہونے والے ایک بیان میں کمیشن نے کہا: ایچ آر سی پی کو کھلی عدالت میں تضحیک مذہب کے ملزم جنید حفیظ کے وکلاء کو ملنے والی دھمکیوں پر شدید تشویش لاحق ہے۔ ملزم کے وکیل راشد رحمان اور اللہ داد 09 اپریل، بروز بدھ کو مقدمے کی سماعت کے موقع پر جج کے سامنے پیش ہوئے تھے۔ سکیورٹی تحفظات کے باعث مقدمے کی سماعت ملتان سنٹرل جیل میں ہو رہی ہے۔

ملزم کی بریّت کے لیے دلائل کے دوران، تین افراد نے جج کی موجودگی میں راشد رحمان ایڈووکیٹ کو مخاطب ہوتے ہوئے کہا: ''آپ اگلی مرتبہ عدالت نہیں آ سکیں گے کیونکہ آپ اب مزید زندہ نہیں رہ سکیں گے۔'' مسٹر رحمان نے دھمکی کی جانب جج کی توجہ دلائی تاہم اطلاع کے مطابق جج صاحب خاموش رہے۔

تضحیک مذہب کے ملزم کو وکیل حاصل کرنے اور اُس کی خدمات جاری رکھنے کے حوالے سے جو مشکلات درپیش ہوتی ہیں اُن سے ہر فرد آگاہ ہے۔ ایچ آر سی پی اسے ملزم کو قانونی نمائندگی دینے سے دانستہ انکار کے مترادف سمجھتا ہے۔

ایچ آر سی پی کا خیال ہے کہ محض متعصب افراد کی ہی یہ خواہش ہو سکتی ہے کہ ملزم کو قانونی نمائندگی نہ ملے۔ اگر یہ شرمناک کھیل جاری رہا تو ایچ آر سی پی یہ نتیجہ اخذ کرنے پر مجبور ہو گا کہ ملزم کو قانونی نمائندگی حاصل کرنے کی اجازت نہ دینے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے اور یہ کہ ٹرائل جاری رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ ایچ آر سی پی کا مطالبہ ہے کہ مذکورہ مقدمے میں وکیل کو دھمکیاں دینے والے تینوں افراد کے خلاف بلاتاخیر قانونی کارروائی کی جائے اور وکیل صفائی کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے مؤثر اقدامات کیے جائیں۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 10 اپریل 2014]

ایچ آر سی پی بلوچستان سے اغوا کیے گئے مزدوروں اور کوسٹ گارڈ اہلکاروں کی رہائی کا مطالبہ کرتا ہے

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے 3 مزدوروں اور کوسٹ گارڈ کے دو اہلکاروں کی رہائی کا مطالبہ کیا ہے جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ بلوچستان کے ایک باغی گروہ کی تحویل میں ہیں۔

جمعہ کو جاری ہونے والے ایک بیان میں کمیشن نے کہا: ''ایچ آر سی پی کے علم میں یہ بات آئی ہے کہ کوسٹ گارڈ کے دو اہلکار اور تین مزدور بلوچستان لبریشن فرنٹ کی تحویل میں ہیں۔ کمیشن مذکورہ گروہ سے مطالبہ

کرتا ہے کہ وہ ان افراد کو انسانی بنیادوں پر رہا کرے۔ ایچ آر سی پی مذکورہ گروہ اور صوبے میں سرگرم دیگر گروہوں سے یہ مطالبہ بھی کرتا ہے کہ وہ غیر جنگجو افراد بالخصوص ان غریب مزدوروں کو نقصان نہ پہنچائیں جو کہ بلوچستان میں موجود تشدد اور بدامنی کے ماحول میں رہتے ہوئے محنت و مشقت کر کے اپنا وجود برقرار رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ایچ آر سی پی اپنے اس مطالبے کو بھی دہراتا ہے کہ حکومت سیاسی ذرائع کے ذریعے تشدد سے متاثرہ صوبے کی صورت حال کو بہتر بنائے اور اس بات کو یقینی بنائے کہ کوئی ریاستی کارندہ انسانی حقوق کی کسی بھی قسم کی خلاف ورزی میں ملوث نہ ہو۔ کمیشن یہ بھی مطالبہ کرتا ہے کہ حکومت جبری گمشدگیوں کو کسی بھی صورت برداشت نہ کرنے کی پالیسی اپنائے۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 11 اپریل 2014]

ایم کیو ایم کے کارکنوں کے اغوا اور قتل کی تحقیقات کی جائیں: ایچ آر سی پی

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق نے متحدہ قومی موومنٹ (ایم کیو ایم) کی جانب سے اپنے کارکنوں کے اغوا، تشدد اور ماورائے عدالت ہلاکتوں پر احتجاج کی جانب توجہ دلاتے ہوئے تشویش کا اظہار کیا ہے کہ ابھی تک ان الزامات کی تحقیقات کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا۔

پیر کے روز جاری کئے گئے بیان میں کمیشن نے کہا کہ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کو معلوم ہوا کہ جمعہ کے روز کورنگی کے علاقے سے ایم کیو ایم کے دو کارکنوں کی تشدد زدہ لاشیں ملیں۔ یہ دونوں افراد گزشتہ ایک ماہ سے لاپتہ تھے۔

ایم کیو ایم نے گزشتہ کئی ہفتوں سے بارہا شکایت کی ہے کہ کراچی میں امن کی بحالی کے لیے جاری آپریشن میں اس کے کارکنوں کو اٹھایا جا رہا ہے اور انہیں تشدد کے بعد قتل کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے انسانی حقوق کی ان خلاف ورزیوں کا ذمہ دار قانون نافذ کرنے والے اداروں کو ٹھہرایا ہے۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے نزدیک یہ بہت سنگین الزامات ہیں جن کی بلا تاخیر تحقیقات ہونی چاہئیں۔

پاکستان کے تمام شہریوں بشمول ان لوگوں کے جو کراچی کو اپنا گھر کہتے ہیں کا مفاد کراچی کے امن سے وابستہ ہے۔ اسی لیے کراچی کو بڑھتے ہوئے تشدد سے نجات دلانے کے لئے آپریشن کے آغاز کو سب نے سراہا تھا۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کا مطالبہ ہے کہ شہر میں امن کی بحالی کے لئے پولیس اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کی تمام کوششیں قانون اور انسانی حقوق کے عین مطابق ہونی چاہئیں۔

کمیشن وفاقی اور صوبائی حکومتوں سے یہ بھی مطالبہ کرتا ہے کہ ایم کیو ایم کی شکایتوں کی فوری تحقیقات پارٹی اور متاثرہ خاندانوں کے اطمینان کے مطابق کی جائیں۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 21 اپریل 2014]

بی ایس او آزاد کے چیئر پرسن کی گمشدگی پر پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کو تشویش

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے بلوچ سٹوڈنٹ آرگنائزیشن۔ آزاد (بی ایس او۔ آزاد) کے چیئرمین زاہد بلوچ، جنہیں گزشتہ ماہ کوئٹہ سے اغواء کیا گیا تھا، کی جبری گمشدگی پر شدید تشویش کا اظہار کیا ہے اور ان کی بحفاظت رہائی کا مطالبہ کیا ہے۔

منگل کو جاری ہونے والے ایک بیان میں کمیشن نے کہا: ''ایچ آر سی پی کو، زاہد بلوچ، جنہیں 18 مارچ کو سادہ کپڑوں میں ملبوس افراد، جو کہ سیکیورٹی ایجنسیوں کے اہلکار بتائے جاتے تھے، نے کوئٹہ سے اغواء کیا تھا، کے واقعے پر سخت تشویش ہے۔ اس سے بھی زیادہ پریشان کن بات ان کی غیر تسلیم شدہ حراست ہے جسے اب ایک ماہ سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے۔

''بی ایس او۔ آزاد نے گزشتہ دس دن سے کراچی پریس کلب کے باہر بھوک ہڑتالی کیمپ لگایا ہوا ہے تا کہ زاہد بلوچ کی رہائی کے لیے دباؤ ڈالا جا سکے۔ ایچ آر سی پی زاہد کی زندگی کو لاحق خطرے اور حراست کے دوران ان کی خیر و عافیت کے بارے میں سخت فکرمند ہے اور اس بات پر زور دیتا ہے کہ ان کی حراست کا فوری طور پر اعتراف کیا جائے اور ان کی رہائی کا حکم دیا جائے۔ ایچ آر سی پی یہ مطالبہ بھی کرتا ہے کہ حراست کے دوران ان کے ساتھ برا سلوک یا تشدد کا نشانہ نہ بنایا جائے۔

''ہم ایک عرصے سے اس بات کی تلقین کرتے رہے ہیں کہ قانون کی خلاف ورزی کرنے والے کسی بھی ملزم پر عدالت میں مقدمہ چلایا جائے اور اسے جبری گمشدہ نہ کیا جائے۔ ایچ آر سی پی کے خیال میں یہ بات بھی نہایت اہم ہے کہ جبری گمشدگیوں کا ارتکاب کرنے والوں کے خلاف ان کے حقوق کا خیال رکھتے ہوئے فوری طور پر قانونی کارروائی کی جائے۔ ایچ آر سی پی مجرموں کو حاصل سزا سے استثنیٰ کو چیلنج کرنے کی خواہش رکھنے والوں کو بھی عاجزی سے یہ تجویز پیش کرنا چاہتا کہ زاہد کے اغواء کے وقت موقع پر موجود متعدد گواہان کی شہادتیں ریکارڈ کرنا سودمند ثابت ہو سکتا ہے۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 29 اپریل 2014]

زہرہ یوسف کو دوبارہ ایچ آر سی پی چیئر پرسن منتخب کر لیا گیا

اتوار کے روز پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کے سالانہ عمومی اجلاس کے موقع پر منعقد کردہ عہدیداروں کے انتخابات برائے 2014-16 میں مس زہرا یوسف کمیشن کی دوبارہ چیئر پرسن اور کامران عارف ایڈووکیٹ اس کے دوبارہ کو چیئر پرسن منتخب ہو گئے۔

وائس چیئر پرسنز کے نام یہ ہیں:

بلوچستان۔ طاہر حسین خان ایڈووکیٹ؛ خیبر پختونخوا۔ شیر محمد خان ایڈووکیٹ؛ پنجاب۔ محترم نازش عطاء اللہ؛ سندھ۔ اسد اقبال بٹ؛ محترمہ سلیمہ ہاشمی کمیشن کی خزانچی کے طور پر نامزد ہوئیں۔

اس موقع پر ایچ آر سی پی کونسل (گورننگ باڈی) کے لیے منتخب ہونے والے اراکین کے نام یہ ہیں: محترمہ عاصمہ جہانگیر؛ محترمہ حنا جیلانی؛ ڈاکٹر مہدی حسن؛ ایئر مارشل ظفر اے چوہدری؛ ظہور احمد شاہوانی ایڈووکیٹ؛ محترمہ پروین سومرو؛ محترمہ نسرین اظہر؛ محترمہ عظمیٰ نورانی؛ حبیب طاہر خان ایڈووکیٹ؛ محترمہ طاہرہ کمال؛ غازی صلاح الدین؛ ندیم انتھونی؛ محترمہ سعدیہ بخاری؛ کانجی رانو بھیل؛ جوزف فرانسس؛ اندر آہوجا؛ اختر حسین بلوچ؛ رولینڈ ڈی سوزا؛ بدرالدین سومرو؛ صالح زادہ؛ عبدالغنی مینگل؛ محترمہ طاہرہ عبداللہ؛ بابر ایاز؛ راجہ محمد اشرف اور امرناتھ موتومل۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 27 اپریل 2014]

تھر پارکر کے سانحے سے سبق سیکھنے کی ضرورت ہے

آئی۔اے۔ رحمٰن

تھر پارکر میں امیر امداد کنندگان اور امدادی قافلوں کی مداخلت اس علاقے کے عوام کو عارضی یا مستقل طور پر درپیش سنگین مسائل کے طویل المیعادی حل کی ضرورت سے توجہ ہٹانے کا باعث نہیں بننی چاہیے۔ بچوں کی اموات پر جس غصے کا اظہار کیا گیا وہ قابل فہم ہے لیکن اگر انسداد اقدام نہ کیے گئے تو یہ غصہ بے معنی ہوگا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس چیلنج پر حکومت اور سول سوسائٹی کی تنظیموں نے فوری ردعمل کا اظہار کیا ہے۔ غیر ملکی جائزہ کاروں نے سنسنی خیز خبر سازی، ناواقف مبصرین، اور لوگوں کی بدحالی پر سیاست کرنے کی کوششوں کے باعث پیدا ہونے والے انتشار کا کافی حد تک خاتمہ کیا ہے۔

یہ بات پہلے سے بھی زیادہ واضح ہے کہ ضلع تھر پارکر کے علاقوں کے لوگوں کو تین آفتوں کا سامنا کرنا پڑا ہے: پہلی یہ کہ اس سال ہونے والی خشک سالی گزشتہ چند سالوں کی نسبت زیادہ شدید تھی؛ دوسری یہ کہ، موسم سرما خلاف معمول طویل اور شدید رہا ہے؛ اور تیسری یہ کہ متاثرہ لوگوں کی خوراک اور طبی امداد تک رسائی کے لیے خاطر خواہ انتظامات نہیں کیے گئے۔

فطرت کو ان تمام عوامل کا ذمہ دار قرار نہیں دیا جا سکتا۔ یہ ایک قدرتی مظہر ہو سکتا ہے کہ لگاتار پڑنے والے قحط پانی کی قلت میں اضافے کا باعث بنتے ہیں لیکن لوگوں نے روایتی طور پر عارضی نقل مکانی کے ذریعے اس پر قابو پایا ہے۔ بچے موسم سرما سے اس لیے متاثر ہوئے کیونکہ صحت کی خاطر خواہ سہولیات میسر نہیں تھیں، اور انتظامیہ کی ناکامیوں کے باعث ہونے والی تباہی مکمل طور پر انسانی ساختہ تھی۔

تھر میں خاندانوں کی ایک بڑی تعداد نے اس صورتحال کا اسی طرح سامنا جیسا کہ وہ ہمیشہ کرتے تھے-- وہ سندھ کے ان علاقوں میں نقل مکانی کر جاتے جہاں انہیں پانی، اپنی مویشیوں کے لیے چراگاہیں اور حتیٰ کہ اتفاقی روزگار میسر ہوتا۔

(اتفاقیہ طور پر میڈیا کی رپورٹس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ گزشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی تقریباً 175,000 خاندانوں نے تھر اور چولستان سے نقل مکانی کی) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں کے پاس نقل مکانی کرنے کا کوئی جواز نہیں تھا، انہیں سب سے زیادہ مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ موسم کی تبدیلی کے ساتھ بچوں کی اموات کی شرح میں کمی واقع ہونے کا امکان ہے اور نقل مکانی کرنے والے واپس اپنے گھروں کو لوٹ آئیں گے اور جیسا کہ تھر کے ماہرین کی تنظیم کے رکن ڈاکٹر کھنگھرانی کا کہنا ہے کہ اموات اور غذائی قلت سے متعلق تمام کہانیوں کو بھلا دیا جائے گا۔ مسئلہ یہ ہے کہ آیا خشک سال، نقل مکانی اور علاماتی، قلیل المیعادی امدادی کاموں کے سلسلے کو جاری رہنے دیا جائے گا یا نہیں۔ اگر حکومت کی منشاء ہو تو سال بہ سال لوگوں کی تکالیف کے اسباب کا خاتمہ کرنا ناممکن نہیں ہونا چاہیے۔ پہلا ہدف جناب جاوید جبار کا جملہ مستعار لیتے ہوئے، ''حقائق کی کمیابی'' پر قابو پانا ہے۔ ہم یہ نہیں جانتے کہ عارضی نقل مکانی کا کس حد تک ریکارڈ رکھا جاتا ہے لیکن آئندہ سے خشک سالی سالی سے متاثرہ افراد کی نقل مکانی اور واپسی کا لازمی طور پر ریکارڈ رکھا جانا چاہیے۔

یہ بات پہلے سے بھی زیادہ واضح ہے کہ ضلع تھر پارکر کے علاقوں کے لوگوں کو تین آفتوں کا سامنا کرنا پڑا ہے: پہلی یہ کہ اس سال ہونے والی خشک سالی گزشتہ چند سالوں کی نسبت زیادہ شدید تھی؛ دوسری یہ کہ، موسم سرما خلاف معمول طویل اور شدید رہا ہے؛ اور تیسری یہ کہ متاثرہ لوگوں کی خوراک اور طبی امداد تک رسائی کے لیے خاطر خواہ انتظامات نہیں کیے گئے۔

نقل مکانی کی ایک اہم وجہ مویشیوں کو جو کہ متاثرہ لوگوں کی آمدنی کا واحد ذریعہ ہے، کے لیے چارے کی کمی ہے۔ کیا تھر پارکر میں چارے کی کمی کو پورا کرنے اور جانوروں کے علاج کی سہولیات کا ایک موثر نیٹ ورک قائم کرنے سے نقل مکانی میں کمی آئے گی؟ تمام قدرتی آفات کے دوران مواصلات، ٹرانسپورٹ اور نگرانی کے موثر نظام کے فقدان کا بسا اوقات مشاہدہ کیا گیا ہے۔ تھر میں آنے والے قحط سے متعلق خبریں دسمبر 2013 میں ملنا شروع ہوئی تھیں، کیا متعلق حکام کو ان رپورٹس کے بارے میں بتایا گیا تھا؟ اگر ایسا ہوا تھا تو اس پر تباہ کاریوں سے نمٹنے والے اداروں کا ردعمل کیا تھا؟ کیا بلدیاتی اداروں کی موجودگی سے حالات میں بہتری آ سکتی تھی؟

عام فہم یہ تقاضہ کرتی ہے کہ تھر پارکر (یا چولستان) کی آبادی کو تحفظ فراہم کرنے سے متعلق اقدامات اس علاقے کے لیے ترقیاتی منصوبے کا لازمی حصہ ہونے چاہئیں۔ مذکورہ ضلع میں سب سے زیادہ سکول کی عمارتوں کا قومی ریکارڈ قائم کرنے (اس کا سکولوں کی فعالیت سے کوئی تعلق نہیں) پر خرچ ہونے والی رقم کو غذائی تحفظ اور نگہداشت صحت کی صورتحال کو بہتر بنانے پر خرچ کیا جا سکتا تھا۔ تھر پارکر اور ملحقہ اضلاع میں غیر مسلم آبادی کی خاصی بڑی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے انہیں ترقی اور سماجی فلاح کے اداروں کی خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔ غیر مسلموں اور بالخصوص وہ جو کہ اب بھی نچلی ذاتوں میں شمار کیے جاتے ہیں، نے حالیہ تباہی کے دوران کتنی بڑی قیمت ادا کی ہے، اس کے متعلق میڈیا کی رپورٹس خاموش ہیں لیکن یہ اطمینان دلانا ضروری ہے کہ انہیں اپنے مسلمان عیسائیوں سے زیادہ اذیتیں نہ جھیلنی پڑیں۔ اس خدشے کی وجہ یہ حقیقت ہے کہ اس علاقے کے غیر مسلموں کو طبی سہولیات اور انکم سپورٹ کی سہولیات تک رسائی حاصل نہیں۔ اگرچہ موجودہ انتظامی ڈھانچے کو بہتر بنانے کے لیے ہر قسم کے اقدامات کیے جانے چاہئیں، تاہم غیر مراعات یافتہ طبقات کی تکالیف کی وجوہات کے خاتمے کے لیے دو اقدامات ناگزیر ہو گئے ہیں۔ پہلا یہ کہ لوگوں کو ان کے معاملات کے انتظام میں ان کا جائز حصہ دیا جانا چاہیے۔ پاکستان کے تمام علاقوں کو ایک جمہوری اور موثر بلدیاتی حکومت کی اشد ضرورت ہے اور تھر، چولستان، کیلاش، فاٹا اور پاٹا کو اس کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ دوسرا یہ کہ ریاست کے تعاون سے ہونے والی سماجی و معاشی ترقی سے حکومت کی نامعقول دشمنی کے باوجود ملک کے کم ترقی یافتہ علاقوں میں ضروری کاموں کی انجام دہی کے لیے ایک اعلیٰ اختیارات کی حامل تنظیم قائم کی جانی چاہیے۔ ایسا ادارہ تھر میں خوراک اور چارے کے ذخائر رکھ سکتا تھا، انفراسٹرکچر کی خامیاں دور کر سکتا تھا، جانوروں کے علاج کی سہولیات کو بہتر بنا سکتا تھا اور لوگوں کی معاشی سرگرمی کا دائرہ وسیع کر سکتا تھا۔ اس سے غربت کم ہوگی جو کہ قحط اور بچوں اور خواتین کی شرح اموات اور خرابی صحت کی چند بنیادی وجوہات میں سے ایک ہے۔ اگر اس ادارے میں یہی علاقوں کے لوگ جو اس وقت ترقیاتی منصوبے کا حصہ نہیں ہیں، کے حقوق کے تحفظ اور فروغ کے لیے ایک مخصوص شعبہ قائم کیا جائے تو یہ اچھا ہوگا۔

یہ اچھی سیاست نہیں ہے کہ جب بچے ہلاک ہوں تو آنسو بہائے جائیں اور یہ نظر انداز کر دیا جائے کہ وہ کس طرح زندگی گزارتے ہیں اور جب غریب پر کوئی مصیبت آئے تو بھاری رقوم والے چیک تقسیم کیے جائیں۔ بچوں کو ان کے مستقبل کی امید دلانا ہی ایک سودمند اقدام ہو سکتا ہے۔ اس کی شروعات کرنے کا وقت آ گیا ہے۔

(بشکریہ روزنامہ ڈان)

منافع بخش اداروں کی فروخت

عمران باجوہ

15,000 ارب روپے کے ملکی قرضوں پر قابو پانے کے لیے حکومت نجکاری کا منصوبہ لے کر آئی ہے، حالانکہ اس کے پہلے مرحلے سے صرف 175ارب روپے حاصل ہونے کی امید ہے یعنی ان قرضوں کے 0.01 فیصد سے بھی کم۔ کوئی سمجھدار بینکار اس قسم کی سودا بازی میں دلچسپی نہیں دکھائے گا، مگر واشنگٹن میں ورلڈ بینک کے لئے کام کرنے والے اس طرح نہیں سوچتے، ان کی دانست میں کنگلی ریاست کے اقتصادی مسائل کا واحد یہی علاج ہے۔

شریف حکومت نے نجکاری کے لیے جن سرکاری اداروں کی نشاندہی کر رکھی ہے یہ سبھی ادارے عملاً منافع بخش ہیں مثال کے طور پر حبیب بینک لمیٹڈ، یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ، الائیڈ بینک لمیٹڈ، آئل اینڈ گیس ڈویلپمنٹ کمپنی (او جی ڈی سی)، پاکستان پٹرولیم لمیٹڈ (پی پی ایل)، ہائیر ایجوکیشن کمیشن (ایچ ای سی)، نیشنل پاور کنسٹرکشن کمپنی (این پی سی سی) اور پی آئی اے۔ لیکن ان منافع بخش اداروں کو بیچ کر بھی کیا ملکی قرضوں کا مسئلہ حل ہو پائے گا؟ کیا نجکاری کمیشن اور وزیر خزانہ اسحاق ڈار کے علم میں یہ بات بھی آئی کہ جن آٹھ اداروں کو وہ 175ارب روپے میں بیچنے جا رہے ہیں، 2013ء کے دوران ان کا مجموعی نفع 190ارب روپے تھا۔ نیشنل برانڈ کی پہچان رکھنے والے ان اداروں کی اونے پونے داموں فروخت زیادہ بہتر فیصلہ ہے یا یہ کہ مزید کئی برس تک حکومت ان سے سالانہ نفع حاصل کرتی رہے؟ مگر ڈار اور ان کے رفقا تو فوری رقوم جمع کرنے کے چکر میں قوم کی ملکیت ہر چیز کی فروخت پر تلے ہوئے ہیں۔ پچھلے کچھ عرصے کے دوران کیپٹل ڈویلپمنٹ اتھارٹی (سی ڈی اے) اسلام آباد کی اہم ترین اراضی کی تین نیلامیاں کر چکی ہیں۔

بدقسمتی سے میڈیا کا بڑا حصہ قومی ملکیت کے کاروباری اداروں کو بدنام کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتا، چنانچہ پی آئی اے، سٹیل مل اور ریلوے جیسے اداروں کی نجکاری کے حوالے سے رائے عامہ بہت ہموار ہے مگر سوال یہ ہے کہ خاصے منافع بخش اداروں کو آخر کس لیے فروخت کیا جائے؟ میڈیا کی طرف سے بڑے شد و مد سے یہ غلط فہمی پیدا کی گئی ہے کہ ریاست کی ملکیت کاروباری ادارے سالانہ پانچ سو ارب روپے خسارے میں ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ قومی ملکیت کی تمام کارپوریشنز نے پچھلے چالیس برس کے دوران 563ارب روپے کے قرضے حاصل کئے ہیں اور ملکی قرضے جن کا حجم 15,000ارب روپے تک پہنچ چکا ہے، ان میں سے قومی ملکیت کے کاروباری اداروں کے قرضوں کا حصہ صرف چار فیصد ہے۔ باقی 96 فیصد کہاں گیا، کیا حکومت نے کبھی اس طرف بھی غور کیا ہے؟

اب ان قومی اداروں کی صورتحال پر روشنی ڈالتے ہیں، حکومت جن کی فروخت کرنے کے پر پوری طرح تیار بیٹھی ہے:

او جی ڈی سی ہی کی مثال لیں جو تیل اور گیس کے شعبے کی سب سے بڑی ملکی کمپنی ہے۔ اس وقت اس کی مالیت 840ارب روپے ہے۔ 2003 اور 2007 کے دوران صرف 56ارب روپے کے عوض پرویز مشرف نے او جی ڈی سی میں سے حکومت کے پندرہ فیصد حصص فروخت کئے۔ اگر اُس وقت حکومت یہ حصص فروخت نہ کر چکی ہوتی تو آج ان کی مالیت دوگنا ہوتی۔ گزشتہ برس اس کمپنی کا نقد منافع 90ارب روپے تھا۔ علاوہ ازیں یہ نکتہ بھی مدنظر رکھیں کہ کسی مسلمان ریاست نے اپنے تیل اور گیس کے ادارے نہ تو فروخت کئے اور نہ ہی ان کا انتظامی اختیار نجی شعبے کے حوالے کیا ہے۔ آخر پاکستان کو یہ اثاثے بیچنے کی جلدی کیا ہے؟ اس دوران جب ہمارے تیل کی درآمد کے سالانہ اخراجات 1500ارب روپے سے تجاوز کر چکے ہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ نہ صرف پہلے سے موجود تیل اور گیس کے وسائل کی ملکیت کو اپنے پاس رکھا جائے بلکہ اس میں کچھ اضافہ کیا جائے۔

پی پی ایل کی **78** فیصد ملکیت ابھی وفاق حکومت کے پاس ہے پچھلے سال کے دوران اس کمپنی کا نقد منافع **45**ارب روپے تھا۔ **2004** کے دوران مشرف حکومت نے پی پی ایل کے **15** فیصد حصص صرف **5.6**ارب روپے میں فروخت کر دیئے تھے۔ اگر آج تک یہ حصص حکومت کے پاس ہوتے تو ان کی مالیت **7**ارب روپے تک پہنچ چکی ہوتی، سالانہ منافع اس کے علاوہ ہے۔ تو جب آپ پہلے ہی غلط فیصلوں کی سزا بھگت رہے ہیں تو آگے وہی غلطیاں کیوں دہرانا چاہتے ہیں۔

حبیب بنک کا ذکر کریں تو اس ادارے کے **42** فیصد حصص حکومت کی ملکیت ہیں اور نجکاری کے ذریعے ان میں سے **20** فیصد کی فروخت کا منصوبہ ہے۔ پچھلے سال کے دوران حبیب بینک کا نقد نفع **22**ارب روپے تھا اس میں سے **9** فیصد کے قریب حصص صرف **35**ارب روپے میں فروخت کئے گئے حالانکہ حکومت کو چاہئے تھا کہ پرنس کریم آغا خان کو انتظامی کنٹرول کے ساتھ **25** فیصد حصص فروخت کرتی اور **75** فیصد اپنے پاس رکھتی۔ اگر ایسا ہوتا تو نفع کی موجودہ شرح کے حساب سے پچھلے چھ برس کے دوران حکومت کو حبیب بینک سے **99**ارب روپے کا خالص منافع ہو سکتا تھا۔

اس طرح الائیڈ بینک کو لیں تو 1991 میں حکومت نے ایک ارب روپے سے بھی کم رقم میں اس بینک کے 51 فیصد حصص فروخت کئے تھے۔ پچھلے سال کے دوران اس بینک کا منافع 12ارب روپے تھا۔ اس وقت اس بینک کے 25 فیصد سے زائد حصص فروخت کرنے کی بھلا کیا ضرورت تھی اور اب جبکہ یہ ملک کے پانچ بہترین بینکوں میں سے ایک شمار ہوتا ہے، اس میں حکومت کے پاس جو آخری دس فیصد حصص رہ گئے ہیں ان سے بھی ہاتھ دھونے کی منطق کیا ہے؟

1996 سے حکومت یو بی ایل میں سے بھی 80 فیصد کے قریب حصص محض 53ارب روپے کے عوض فروخت کر چکی ہے۔ پچھلے سال کے دوران اس بینک نے 19ارب روپے منافع حاصل کیا تھا جس میں سے 20 فیصد (4ارب روپے) حکومت کو ملے۔ اگر ہر سال ان حصص سے اتنی رقم خالص منافع کی مد میں حکومت کو ملتی رہے تو ان حصص کو فروخت کرنے کی آخر کیا ضرورت ہے۔

این پی سی سی بھی ہر سال تقریباً 20 سے 50 ملین کا کاروبار کرتی ہے جن میں سے زیادہ تر مڈل ایسٹ کے ممالک سے ملنے والے ٹھیکوں کی مد میں حاصل ہونے والے زرمبادلہ پر مبنی ہے۔ اس دوران جب حکومت کو زرمبادلہ کی اشد ضرورت ہوتی ہے تو بجلی کے شعبے کی اس منافع بخش کمپنی کو فروخت کرنے کے درپے کیوں ہے؟ مزید یہ کہ این پی سی کو ہائی وولٹیج ٹرانسمیشن لائنیں بچھانے کا خصوصی تجربہ ہے اور اس وقت ملک میں انتہائی خستہ حال ہو چکی ہیں۔ کیا یہ وقت ملک میں اور بیرون ملک بھی اس کمپنی کے تجربے سے فائدہ اٹھانے کا ہے یا اس کمپنی کو فروخت کر کے یہ کام چینی کمپنیوں سے ان کی من مانی قیمت پر کروانے کا ہے۔

'باکمال لوگ لاجواب سروس' کی شہرت رکھنے والی پی آئی اے پچھلے کئی سال کی بدانتظامی کی وجہ سے بُرے حالوں کو پہنچی ہے۔ یہ غلط اوقات پر درست مداخلت کی کہانی ہے۔ غور کریں کہ پرویز مشرف نے 9/11 کے فوری بعد 1.6ارب ڈالر کے عوض 8 بوئنگ 777 طیارے خرید لئے اور یہ فیصلہ ان حالات میں لیا گیا جب فوربس میگزین کے مطابق دنیا کی اکثر فضائی کمپنیاں گراؤنڈ ہو چکی تھیں اور جنرل مشرف کی طرف سے امریکی آقاؤں کی خوشنودی کے لیے ادا کی گئی قیمت سے دس گنا پر امریکی کباڑیے یہ جہاز خرید رہے تھے۔ امریکی کباڑے سپیئر پارٹس بیچنے کے لیے بوئنگ طیارے خرید رہے تھے جبکہ ہم نے ان کے لیے پوری قیمت ادا کی۔ 2010 تک پی آئی اے منافع میں چل رہی تھی تاہم غلط یا بے وقت فیصلوں کے نتیجے میں اب یہ خسارے میں ہے۔ اب بھی وقت ہے کہ درست منصوبہ بندی سے پی آئی اے کو سنبھالا جا سکتا ہے مگر حکومت کا کیا کیا جائے جو اسے دو حصوں میں بانٹنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ ان میں سے ایک حصہ (پی آئی اے 1) کو مکمل طور پر فروخت کر دیا جائے جبکہ دوسرے حصے (پی آئی اے 2) کو مزید نجکاری کے لیے تیار کیا جائے گا۔ خواہ اس کی جو بھی قیمت متعین کی جائے، یہ واضح رہے کہ جو بھی اسے خریدے گا پہلے دن ہی سے اچھے خاصے فائدے میں رہے گا۔ صرف یہی ذہن میں رکھیں کہ پی آئی اے کارپوریشن کی صرف ایک پراپرٹی یعنی نیویارک کا روز ویلٹ ہوٹل ہی صرف ڈیڑھ ارب ڈالر کا ہے، یعنی پی آئی اے کے آج تک کے جملہ قرضوں کی ادائیگی اسی سے ہو سکتی ہے۔ یقیناً یہ ہوٹل پی آئی اے کی نجکاری کے پہلے مرحلے میں اس کمپنی کے اثاثے خریدنے والے خوش نصیبوں کے حصے میں آئے گا۔

قومی دولت کی نجکاری کے معاملے میں شریف حکومت کا ریکارڈ بھی انتہائی خراب ہے۔ 1991ء سے جب پاکستان نے اپنے قومی اثاثے بیچنے شروع کئے، اب تک 164 قومی اثاثے فروخت کئے جا چکے ہیں۔ ان میں سے نصف کے قریب یعنی 76 سودے نواز شریف کے دورِ اقتدار میں ہوئے۔ تاہم ان نصف سودوں سے حاصل ہونے والی رقم نجکاری کے تمام سودوں سے حاصل ہونے والی رقم کے صرف تین فیصد کے برابر ہے۔ یہ نا اہلی یا نوازشات کی ایک طویل داستان ہے۔

اب صرف امید ہی کی جا سکتی ہے کہ وقت کے ساتھ مسلم لیگ (ن) نے کچھ سیکھا بھی ہے اور اب یہ ماضی کی غلطیاں نہیں دہرائے گی اور میڈیا اپنے ماضی کی غلطیوں کو پیش نظر رکھ کر اب صحیح معنوں میں اپنا کردار ادا کرنے کے لیے بیدار ہو جائے گا۔ کہتے ہیں کہ لہروں کے رخ بہنا ٹراؤٹ کی خاصیت نہیں۔ (بشکریہ ہم شہری)

گھریلو تشدد کا شکار بننے والی ترک خاتون میئر

سدرہ کوثری

عورتوں پر تشدد اور ان کی کم عمری میں شادی ہونا صرف پاکستان کا ہی مسئلہ نہیں بلکہ دیگر ممالک میں بھی ایسا ہی رواج دیکھنے میں آیا ہے جہاں خواتین کے بنیادی حقوق کی پامالی ہوتی ہے وار انہیں تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ زندگی کے تلخ تجربات اور کربناک دکھوں ومسائل کے باوجود بھی کچھ باہمت خواتین اس مردوں کی دنیا میں اپنا نام بنانے اور اپنی پہچان کو کسی کمزور کے طور پر نہیں بلکہ خود کو باہمت اور پروقار عورت منوانے میں کامیاب ہو جاتی ہیں۔ ایسی ہی ایک خاتون ترکی کے صوبہ آمد کے کاراز شہر کی حال ہی میں منتخب ہونے والی میئر بیرون ایلیف کیلس ہیں۔ بیرون کی کم عمری میں ہی شادی کردی گئی تھی اور آئے روز گھریلو تشدد سے تنگ آ کر پانچ سال قبل انہوں نے اپنے خاوند سے علیحدگی اختیار کرلی تھی، جس کے بعد انہوں نے سیاست میں آنے کا فیصلہ کیا اور کامیابی کی پہلی منزل میئر کی کرسی تک جا پہنچیں۔ ترکی کے حال ہی میں ہونے والے انتخابات کے بعد بلدیاتی انتخابات میں انہوں نے کاراز ڈسٹرکٹ میں بی ڈی پی کی جانب سے فتح حاصل کی۔ بیرون نے نوعمری کی شادی کے نتیجے میں کئی سال تک اپنے خاوند کا وحشیانہ تشدد برداشت کیا اور پڑھنے لکھنے کی عمر میں گھرداری اور بچے بھی سنبھالے۔

ترکی کی حکومت خواتین کو سیاست میں نمایاں جگہ دینے کی غرض سے ان کی بے حد حوصلہ افزائی کررہی ہے اس لیے ٹاؤن انتظامیہ میں اس بار ایک مرد ممبر کے ساتھ ایک خاتون ممبر کو بھی سیٹ دی گئی ہے۔ بیرون نے الیکشن جیتنے کے بعد متعدد اخبارات سے اپنے انٹرویو میں بتایا کہ ان کی پندرہ سال کی عمر میں اپنے کزن سے زبردستی منگنی کردی گئی تھی جبکہ وہ پڑھنا چاہتی تھیں، وہ صرف سکول میں تھیں اور پرائمری کی تعلیم حاصل کررہی تھیں۔ سولہ سال کی عمر میں ان کی شادی ہوگئی جبکہ سترہ سال کی عمر میں وہ ایک بچے کی ماں بھی بن چکی تھیں۔ اس کم عمری میں گھر چلانا اور بچے پیدا کرنا بالکل بھی آسان نہیں تھا اور جبکہ ان کا خاوند بھی آئے روز ان پر وحشیانہ تشدد کرتا تھا۔ ان کے دو بچے ہیں جس میں سے ایک بچہ کزن میرج کے نتیجے میں ہونے والے جنیٹیک پرابلم کے باعث فالج کے عارضے میں مبتلا ہے۔ اس وقت وہ اپنے بیٹے کے بیرون ملک علاج کے لیے بھی تگ ودو کررہی ہیں لیکن اس سے بڑھ کر اپنے ٹاؤن کی ذمہ داریوں کو سنبھال رہی ہیں۔ بیرون نے عورت ہونے کے ناطے جتنے معاشرتی دباؤ کا سامنا کیا وہ ان کی زندگی تبدیل کرنے کے لیے بہت بڑی دلیل ثابت ہوا۔

بیرون بتاتی ہیں کہ ہر ماہ ان کا شوہر انہیں بری طرح مار پیٹ کر گھر سے نکال دیتا تھا۔ دنیا والوں کے خوف اور پریشر کے باعث والد دوبارہ شوہر کے گھر چھوڑ آتے تھے، تیرہ سال اس ذہنی اور جسمانی اذیت سے گزرتی رہی۔ صرف اس خوف سے کہ دنیا والوں کا سامنا نہیں کرپاؤں گی اور بچوں کے لیے گھر بسانے کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔ اس مار پیٹ کا اثر صرف مجھ پر نہیں بلکہ بچوں پر بھی ہونے لگا اور وہ بھی ذہنی بیماریوں میں مبتلا ہونے لگے۔ لگتا تھا کسی ناکردہ جرم کی سزا بھگت رہی ہوں اور اس قید سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں۔ بیرون مزید کہتی ہیں کہ جب میں گھر گھر جا کر عورتوں سے بات کرتی ہوں تو میں سمجھ سکتی ہوں کہ وہ کس پریشانی میں مبتلا ہیں اور ان کے مسائل کیسے حل کرنے ہیں۔ میں ان میں سے ہوں اور سیاست میں آ کر ان کے مسائل زیادہ بہتر طریقے سے سمجھ اور حل کرسکتی ہوں۔ مار پیٹ اور تشدد کا سلسلہ تیرہ سال تک جاری رہا اور آخر کار میں نے گھر والوں سے دوٹوک کہہ دیا اور اپنے شوہر سے طلاق لے لی۔ علیحدگی کے ایک سال بعد تک بھی مجھے ڈراؤنے خواب آتے رہے اور سکون سے نہ سوسکتی تھی۔ دونوں بچوں کی کسٹڈی بھی مجھے مل گئی لیکن اس تلخ تجربے کے بعد آخرکار میں نے اپنے حقوق کے لیے لڑنا سیکھ لیا اور فیصلہ کیا کہ جو تکلیفیں میں نے اٹھائی ہیں کوشش کروں گی کہ میرے اردگرد کی دوسری عورتوں کو ان

تکلیفوں سے نجات دلاسکوں۔ اس وقت بیرون ایلیف کی عمر 33 برس ہے اور وہ کاراز ڈسٹرکٹ کے ٹاؤن کوکائے کی حال ہی میں منتخب ہونے والی میئر ہیں۔ علاقے کی آبادی تقریباً 17,000 افراد پر مشتمل ہے جو ترکی کا گرد علاقہ ہے اور شام کے بارڈر سے تقریباً 100 میل شمال کی جانب واقع ہے۔ بیرون ایلیف ترکی کی مرکز کی گرد سیاسی جماعت، پارٹی فار پیس اینڈ ڈیموکریسی (بی ڈی پی) کی ممبر ہیں اور سابقہ امام آف اللہ کار کے ساتھ میئر منتخب کی گئی ہیں۔ بی ڈی پی کی پالیسی کے تحت خواتین کی سیاست میں حوصلہ افزائی کے لیے تمام ٹاپ پوزیشنز کو ایک مرد اور ایک خاتون ممبر کے درمیان تقسیم کیا گیا ہے تاکہ علاقے کی خواتین بھی اپنے مسائل کے حل کے لیے باآسانی حکومتی نمائندوں سے مدد کرسکیں۔

ترکی کے قانون کے مطابق قانونی طور پر شادی کی عمر سترہ سال مقرر کی گئی ہے لیکن وہاں بھی بیشتر خاندان ایسے ہیں جو چھپ کر اپنی بچیوں کی کم عمر میں ہی شادی کردیتے ہیں۔ ہر سال ہزاروں کی تعداد میں اسلام کو بنیاد بنا کر پوشیدہ شادی کی تقاریب میں نوعمر بچیوں کی شادی کردی جاتی ہے کیونکہ ریاست میں ایسی شادیوں پر پابندی اور سزا مقرر ہے۔ چونکہ کم عمری کی شادی ریاستی طور پر غیر قانونی ہے اس لیے کوئی مستند ڈیٹا موجود نہیں کہ ہر سال کتنی کم عمر بچیاں شادی کے بندھن میں بندھ جاتی ہیں۔ ترک ایسی ایسوسی ایشن آف ورکنگ ویمن، پریشر گروپ، نے ایک اندازے کے مطابق بتایا ہے کہ ہر سال ایک لاکھ اکیاسی ہزار نوعمر بچیاں نوعمری کی شادی کا شکار ہوجاتی ہیں۔ دوسری جانب انکارا کے ایک تھنک ٹینک انٹرنیشنل سٹریٹیجک ریسرچ آرگنائزیشن کی 2011 میں آنے والی رپورٹ کے مطابق ترکی میں نظر آنے والی ہر تین میں سے ایک خاتون کی سترہ سال کی عمر سے پہلے شادی ہوئی ہے۔ بیرون ایلیف بتاتی ہیں کہ ان کی والدہ کی بھی نوعمری میں شادی ہوئی تھی اور اس لیے ان کی شادی کے وقت والدہ نے کوئی احتجاج نہیں کیا، ان کے خاندان میں بھی یہی رواج چلتا آیا ہے۔ اس سارے معاملے میں کوئی ایک بار بھی یہ سوال نہیں اٹھاتا کہ بچیوں کی اس چھوٹی عمر میں شادی کیوں کی جاتی ہے اور جو اس سوچ کے خلاف جائے اسے گھر اور معاشرے کی جانب سے بے حد دباؤ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

بیرون کی خواہش ہے کہ وہ دوبارہ اپنی تعلیم کا آغاز کریں، ہائی سکول کا ڈپلومہ حاصل کرنے کے بعد وہ سوشیالوجی اور سائیکالوجی میں ڈگری حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ سیاست کی طرف آنے کا مقصد اپنے علاقے کی تنگ نظر سوچ کو تبدیل کرنا اور یہاں کی خواتین کے حقوق کا تحفظ کرنا ہے، بیرون مزید کہتی ہیں کہ کوکائے کی میونسپلٹی میں وہ پہلی خاتون آفیشل ہیں اور آج تک اس علاقے میں ایک بھی خاتون کو کسی ایسی سیٹ پر تعینات نہیں کیا گیا۔ بیرون ایلیف کے علاوہ ان کی سیاسی جماعت کی دو اور خواتین کو بھی ٹاؤن کونسل ممبر بنایا گیا ہے جو نہایت خوش آئند بات ہے۔ کچھ سال قبل اس علاقے میں ایک لڑکی کو غیرت کے نام پر قتل کیا گیا اور اس کا قاتل بھائی تین سال کی قید کے بعد رہا ہوگیا۔ میں نے عورتوں کے حقوق کے لیے آواز بلند کی ہے کیونکہ میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ گھریلو تشدد کا شکار ہونے والی خواتین کس کرب اور اضطراب سے گزرتی ہیں۔ میں نے اس سوچ کے خلاف جنگ کا اعلان کیا ہے جو عورتوں سے ان کے بنیادی حقوق چھینتی ہیں اور اگر میں ان سب اذیت ناک تجربات کے بعد ہمت کرسکتی ہوں تو ہر عورت اپنے حقوق کے لیے لڑنے کے اہل ہے۔

بیرون ایلیف کیلس نے علاقے میں خواتین کے حقوق سے متعلق آگاہی کے لیے ورکشاپس اور ان کی بنیادی تعلیم حاصل کرنے کی حق کا پیغام پہنچانے کے لیے سیمینارز منعقد کرانے کا ارادہ کیا ہے۔ اپنے ایک انٹرویو میں وہ کہتی ہیں کہ سب سے بڑا مسئلہ یہ ہی ہے کہ عورت کی کم تری کو قسمت کا لکھا سمجھ کر قبول کرلیا جاتا ہے جبکہ کوئی بھی انسان کسی دوسرے انسان سے کسی طور کمتر نہیں ہے، یہ ہی ہمارا مذہب بھی کہتا ہے۔ جنوب مشرقی اناٹولیا کے تنگ نظر معاشرے میں بیرون کا یہ پیغام پہنچانا کچھ حد تک مشکل کام دکھائی دیتا ہے لیکن اپنے حالات زندگی کے بعد وہ پُرامید ہے کہ انہیں کامیابی ہوگی اور اپنے علاقے وملک کی خواتین کے حالات سدھارنے وہ ایک کارگر پرزہ ثابت ہوں گی۔

(بشکریہ، ہم شہری)

زرعی شعبے کے مسائل

آئی۔اے۔رحمٰن

اس بات کو ماننا پڑے گا کہ زرعی شعبہ مسلسل نظر انداز کرنے سے کمزور ہو گیا ہے کیونکہ پہلے 41% قومی آمدنی کا زرعی شعبہ فراہم کرتا تھا۔ اب زراعت کا قومی آمدنی میں حصہ کم ہو کر 21% سے تک رہ گیا ہے۔ ان اعداد و شمار سے حالات کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا لیکن اس کا اندازہ اگر اس طرح لگایا جائے کہ پہلے جس قدر افرادی قوت اس شعبہ سے وابستہ تھی اس میں اضافہ ہوا لیکن اس کے برعکس زرعی آمدنی میں اضافہ نہیں ہو سکا۔ فی کس پیداوار میں کمی واقع ہوئی کسانوں کی کمزور معاشی حالت کے اثرات بحیثیت مجموعی ریاست اور معاشرے پر مرتب ہوئے ہیں۔ کسانوں اور کھیت مزدوروں کے مسائل میں اضافہ ہو رہا ہے جس کے باعث روزگار کے مواقع محدود ہوتے جا رہے ہیں۔ ہر زندہ قوم کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ اپنے لوگوں کے لئے روزگار کے ذرائع میں وسعت پیدا کرے تاکہ آبادی کا دباؤ صرف زرعی شعبہ پر نہ ہو اور جو لوگ زرعی شعبہ میں جدید سائنسی طریقہ کاشت کے باعث زراعت سے الگ ہوں ان کے لئے علیحدہ شعبہ جات میں روزگار کا بندوبست کیا جا سکے۔ ہمارے ملک میں ایسی کوئی سکیم نہیں ہے لوگ زمین سے جڑے رہتے ہیں اور اپنی کم آمدنی کے باوجود روزگار کے دیگر طور طریقے اپنانے سے گریز کرتے ہیں خواہ انہیں فاقہ کشی کا سامنا کرنا پڑے۔ اور جو لوگ اپنی معاشی بدحالی کے سبب زمین کاشت کرنے سے قاصر ہوتے ہیں وہ جبری مشقت کے چنگل میں پھنس جاتے ہیں۔ ہمارے ملک میں ماحولیات کی تبدیلی اور پانی کی قلت کے باعث زرعی شعبہ کو مشکلات کا سامنا ہے اگر پانی نہیں ہوگا تو زراعت کیسے ہوگی۔ اس وقت کی معاشرتی حالت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ بچوں کو ان کی مطلوبہ خوراک تک نہیں مل رہی۔ ماہرین کی رائے میں انسانی دماغ کی نشوونما 4 سال کی عمر تک مکمل ہو جاتی ہے اور اس کی بنیاد پر بچے کو اپنی تمام زندگی بسر کرنا پڑے گی۔ اگر کسی کو اس خاص عمر میں متوازن خوراک دستیاب نہ ہو تو اس کی دماغی صحت پر کیا اثر ہوگا۔

گذشتہ برسوں میں لائیو سٹاک کیٹل فارمنگ کے شعبہ میں ترقی ہوئی ہے لیکن زرعی اجناس کے شعبہ میں ترقی نہیں ہوئی جب تک کاشتکار کو اس کا حق نہیں ملتا، زرعی اصلاحات نہیں ہوتیں اور ان کا مکمل نفاذ نہیں ہو جاتا کسانوں کے مسائل حل نہیں ہو جاتے اس وقت تک ترقی ممکن نہیں۔ اس ملک میں زرعی اصلاحات کے نام پر جو کاروائی کی گئی وہ سطحی تھی اس میں بہت سی خامیاں بھی تھیں جس سے بچنے کے لئے زمینداروں نے بہت سے راستے نکال لئے۔ پھر عدالت نے یہ فیصلہ صادر کر دیا کہ زرعی اصلاحات نہیں ہو سکتیں کیونکہ یہ اسلام کے منافی ہیں۔ گذشتہ سال سپریم کورٹ میں ایک مقدمہ زرعی اصلاحات اور دوسرا مقدمہ الیکشن کے بارے میں دائر کیا گیا الیکشن سے متعلق مقدمہ کا فیصلہ کیا جا چکا ہے جبکہ زرعی اصلاحات کے بارے میں مقدمہ زیر التواء ہے جس میں مختلف کسان، مزدور تنظیمیں شامل ہیں کمیشن بھی اس مقدمہ میں فریق بن چکا ہے یہ ضروری ہے کہ زرعی اصلاحات کی تحریک کامیاب ہو۔ زرعی اصلاحات کا مطلب صرف حد ملکیت مقرر کرنا نہیں اور نہ ہی یہ کہ ایک سے زمین لے کر دوسرے کو دے دی جائے۔ بلکہ اس کا مقصد زمین کے وسائل کا بہتر انداز سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کے اور ریاست کے مفاد میں استعمال ہے۔ جو چیز لوگوں کے مفاد میں نہیں ہوتی وہ کبھی ریاست کے مفاد میں نہیں ہو سکتی۔ ہم ایسی تمام پالیسیوں کو مسترد کرتے ہیں جو صرف ریاست کے مفاد میں ہوں اور عوام کے مفاد میں نہ ہوں۔ کیونکہ ملک عوام سے ہے وہ تمام افراد جو اس ملک میں رہتے ہیں جو مرد ہیں عورتیں ہیں بچے اور بوڑھے ہیں وہ تمام اس ملک کے شہری ہیں۔ اس وقت ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ گذشتہ سال کی مشاورت کے بعد کسی طرح کی کوئی تبدیلی آئی یا صورتحال میں کچھ فرق سامنے آیا کوئی مسئلہ حل ہوا۔ یقیناً ان 12 مہینوں میں ایسا کچھ نہیں ہوا۔ آپ تمام لوگ اپنی سطح پر یا تنظیموں کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں انہیں اپنے تجربات اور خیالات بیان کرنے چاہئیں۔ کیا زرعی اصلاحات کے بارے میں کوئی نئی بات سامنے آئی ہے اور کیا بے زمین کاشتکاروں اور کھیت مزدوروں کے مسائل میں کچھ کمی ہوئی۔

> زرعی اصلاحات کا مطلب صرف حد ملکیت مقرر کرنا نہیں اور نہ ہی یہ کہ ایک سے زمین لے کر دوسرے کو دے دی جائے۔ بلکہ اس کا مقصد زمین کے وسائل کا بہتر انداز سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کے اور ریاست کے مفاد میں استعمال ہے۔

زرعی اصلاحات کا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ زمین پر حق اُسی کا ہے جو اس پر کاشت کرتا ہے۔ بے زمین کاشتکاروں کے مسائل دو ہیں ایک تو زمین جس کو وہ کاشت کرتے ہیں اس پر کام کرنے کے حق کو تحفظ حاصل نہیں ہے اور دوسرے زمین بھی اُن کی نہیں مانی جاتی۔ کیا زمین سے کسانوں کی بے دخلی جاری ہے یا اس میں کوئی کمی آئی ہے کیا فوج کو ٹھیکہ پر دی جانے والی زمینوں کے معاملات میں کوئی بہتر صورت پیدا ہوئی ہے؟ لیکن خانیوال اور اوکاڑہ میں کسانوں کی تحریک جاری ہے جس سے صورت حال کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کیا کھیت مزدوروں کو مناسب اجرت دی جاتی ہے؟ اور کیا وہ ایک باعزت زندگی بسر کر رہے ہیں؟، جبری مشقت کا خاتمہ اور زرعی شعبہ میں کام کرنے والی خواتین کے حقوق کو مکمل تحفظ دینے کے لئے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ زرعی اجناس کی مارکیٹنگ میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تقریباً ہر فصل کی برداشت کے موقع پر کسانوں کی شکایات سامنے آتی ہیں کہ ایک جانب حکومت اجناس کی قیمتوں کا تعین کرتے وقت ان کا موقف جاننے کی کوشش نہیں کرتی اور دوسری جانب آڑھتی اور کارخانہ دار فصل کی خریداری کے وقت کسانوں کا استحصال کرتے ہیں۔ ان مسائل اور شکایات کو سلسلہ وار درج کرنے کی ضرورت ہے جو نئے مسائل ہمارے علم میں آئے ہیں انہیں زیر بحث لانے کی ضرورت ہے۔

اسحٰق سومرو نے کہا کہ کسانوں کے معاملات میں کوئی بہتری آنے کی بجائے مزید خرابی بڑھ گئی ہے اور اس وقت سپریم کورٹ میں عابد حسن منٹو کی جانب سے دائر کردہ پٹیشن میں جب صوبوں سے کہا گیا کہ اپنے جوابات داخل کریں تو پنجاب حکومت نے اپنا جواب سپریم کورٹ میں پیش کرتے ہوئے موقف اختیار کیا کہ زرعی اصلاحات غیر اسلامی ہیں اور زرعی اصلاحات کی ضرورت نہیں ہے۔ سندھ کے لوگوں کو امید تھی کہ سندھ حکومت اس بارے میں بہتر موقف اختیار کرے گی کیونکہ پیپلز پارٹی کے بانی ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں زرعی اصلاحات کا قانون منظور کیا گیا تھا۔ لیکن سندھ حکومت نے بھی وہی جواب داخل کیا کہ زرعی اصلاحات غیر اسلامی ہیں اور صوبائی حکومت اس کے حق میں نہیں ہے۔ جس سے نہ صرف سندھ کے لوگوں کو سخت دھچکا لگا بلکہ پاکستان کے کسانوں کو بھی مایوسی ہوئی۔ اس کے علاوہ زرعی اصلاحات کے حوالے سے جو جاگیرداروں کی جانب سے جو پیٹیشن داخل کی گئی اس میں تحریک انصاف کے شاہ محمود قریشی اور جہانگیر ترین نے یہ موقف اختیار کیا کہ زرعی اصلاحات نہیں ہونی چاہئیں۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ ان کا ذاتی موقف ہے یا ان کی سیاسی جماعت کا نکتہ نظر یہی ہے۔ ایک اور اہم معاملہ یہ بھی سامنے آیا کہ عبدالحفیظ پیرزادہ جس نے بطور وزیر قانون بھٹو دور میں زرعی اصلاحات کے قانون کو منظور کرایا تھا وہی زرعی اصلاحات کے مقدمہ میں مخالف فریق کا وکیل بن کر سامنے آیا ہے زرعی اصلاحات کے لئے حکومت کی جانب سے بہت مایوس کن صورت حال ہے۔ سپریم کورٹ بھی کوئی واضح فیصلہ نہیں کرے گی البتہ یہ ایک سیاسی بحث ہے لوگوں کا یہ مطالبہ ہے کہ زرعی اصلاحات کی جائیں تاکہ غیر متوازن معاشرے کو بہتر بنایا جائے۔ جاگیرداروں نے باہمی گٹھ جوڑ سے اس ملک میں دس دس ہزار ایکڑ رقبہ پر اپنی اپنی لکیریں لگا دی ہیں کہ یہ ہماری زمین ہے۔ اس تمام صورت حال سے لوگوں کو آگاہ کرنے کے لئے ہر سطح پر پروگرام کرنے اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے آگہی بڑھانے کی ضرورت ہے۔ میڈیا کے ذریعے منتخب نمائندوں اور سیاسی جماعتوں کا اس حوالے سے کوئی ٹھوس موقف سامنے نہیں آ رہا۔ سندھ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہاں سیاسی آگہی زیادہ ہے وہاں بھی قوم پرست جماعتیں، ترقی پسند جماعتیں اس بارے میں بات کرنے کو تیار نہیں ہیں اگر اُن سے بات کی جائے تو وہ بھی اس معاملہ کو ترجیحی حیثیت دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہم نے سندھ لینڈ رفارمز موومنٹ بنائی ہے جس کے تحت ہم کسانوں کو منظّم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ حکومت پر زور ڈالا جا سکے کہ وہ زرعی اصلاحات کے سلسلہ میں قانون سازی کرے۔

زرعی شعبے سے متعلق مشاورت کے بارے رپورٹ سے)

زبان کا مسئلہ

نصیر میمن

اطلاعات، نشریات اور قومی ورثے سے متعلق قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی نے حال ہی میں ایک دم توڑتی امید کو پھر سے زندہ کیا ہے۔ کمیٹی نے اپنے حالیہ اجلاس میں پاکستان میں زبانوں کو فروغ دینے کے لیے پاکستان کی 13 مادری زبانوں کو قومی زبان قرار دینے اور سائنسی تحقیق اور پالیسی سازی کے لیے ایک لینگویج کمیشن تشکیل دینے کی قرارداد منظور کی۔

پاکستان میں، بے اطمینانی کے بیج اس کے قیام سے ہی بو دیے گئے تھے جب بنگالیوں نے اپنا حق مانگا کہ اردو کے ساتھ ان کی زبان کو بھی قومی زبان کا درجہ دیا جائے۔ اس حق کی تردید کے باعث ایک قوم پرست تحریک کا آغاز ہوا جس کا نتیجہ 1971ء میں تباہی کی صورت میں نکلا۔ ایک نازک مرحلے پر ہندوستانی جارحیت کے خطرے کے علاوہ حکمران طبقے کے غیر سنجیدہ رویے کا نتیجہ وفاق میں شامل اکائیوں کی تاریخی ثقافتوں اور شناختوں کی نفی کی صورت میں نکلا۔ اسلام اور اردو کو ثقافتی اور سیاسی لحاظ سے مختلف وفاقی اکائیوں کو جوڑنے والے عناصر سے تعبیر کیا گیا۔ ارادے اور وجوہات ایک طرف، سندھ اور بنگال، جہاں مقامی زبانیں انتہائی ترقی یافتہ تھیں اور انہیں کئی عشروں تک سرکاری زبان کا درجہ حاصل رہا تھا، کے لیے اپنائی گئی حکمت عملی خاصی تلخ تھی۔

بعد ازاں بنگال اور سندھ میں زبان کی تحریکوں کا نتیجہ دونوں صوبوں میں قوم پرست تحریکوں کی ابتداء کی صورت میں نکلا۔

تاریخی شناختوں اور ثقافتی ورثوں کا احترام وفاق کے لیے نہایت اہم ہے۔ پاکستان کے بانیوں نے اسے ایک قومی ریاست میں ڈھالنے کی کوشش کی جو ایک غیر فطری اور ناقص حکمت عملی تھی۔ مذہب اور مسلط کردہ ثقافت کبھی بھی لوگوں کو متحد کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے، بالخصوص اس وقت، جب ان میں سے چند ایک کے ساتھ ان کی شناختوں کی بنیاد پر امتیازی سلوک کیا جائے۔ اگر ریاستی امور جیسے کہ سول اور فوجی بیوروکریسی میں ان کی مناسب نمائندگی ہوتی تو وقت کے ساتھ دیگر عناصر ماند پڑ جاتے۔ جب ثقافتی شناخت کو سیاسی اور معاشی استبداد کی بنیاد بنایا جاتا ہے تو آتش فشاں کی طرح پھٹتی ہے۔

تقسیم کے وقت بنگالی اور سندھی کو اپنے متعلقہ صوبوں میں سرکاری زبانوں کا درجہ حاصل تھا۔ دونوں زبانیں ایک انمول تاریخ اور ادب کے ایک بیش قیمت خزانے کی حامل تھیں۔ دونوں زبانیں نا صرف مخلوط زبانیں تھیں بلکہ یہ محصولات، عدالت، تعلیم اور دیگر سرکاری معاملات کے لیے بھی رائج تھیں۔ پہلی بنگالی لغت گرامر ایک پرتگالی مبلغ نے 1734ء سے 1742ء کے درمیان لکھی تھی۔ ایک برطانوی ماہر گرامر نیتھانیئل بریسی ہیلہیڈ نے 1778ء میں جدید بنگالی گرامر لکھی۔ ایک عظیم بنگالی اصلاح پسند، رام موہت رائے نے بھی 1832ء میں "بنگالی زبان کی گرامر" لکھی۔ 1937ء مسلم لیگ کے لکھنؤ میں منعقد کردہ اجلاس کے موقع پر اردو کو ہندوستان کے تمام مسلمانوں کی مخلوط زبان بنانے پر اعتراض کیا۔ 1947ء میں جب علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر، ڈاکٹر ضیاء الدین نے یہ اعلان کیا کہ اردو پاکستان کی قومی زبان ہوگی تو بنگالی ماہر لسانیات ڈاکٹر شاہد اللہ نے جواب دیا کہ "یہ سیاسی غلامی کے مترادف ہوگا" قیام پاکستان کے بعد یہ بحث اور زیادہ شدت اختیار کر گئی۔

25 فروری 1948ء کو ایک کانگریسی رہنما مسٹر دتا نے پاکستان کی قومی اسمبلی میں دعویٰ کیا کہ ملک کے چھ کروڑ نوے لاکھ لوگوں میں سے چار کروڑ چالیس لاکھ بنگالی بولتے ہیں اس لیے اردو اور انگریزی کے ساتھ بنگالی کو بھی اسمبلی کی زبان کے طور پر تسلیم کیا جائے۔

1937ء مسلم لیگ کے لکھنؤ میں منعقد کردہ اجلاس کے موقع پر اردو کو ہندوستان کے تمام مسلمانوں کی مخلوط زبان بنانے پر اعتراض کیا۔ **1947**ء میں جب علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر، ڈاکٹر ضیاء الدین نے یہ اعلان کیا کہ اردو پاکستان کی قومی زبان ہوگی تو بنگالی ماہر لسانیات ڈاکٹر شاہد اللہ نے جواب دیا کہ "یہ سیاسی غلامی کے مترادف ہوگا" قیام پاکستان کے بعد یہ بحث اور زیادہ شدت اختیار کر گئی۔

25 فروری **1948**ء کو ایک کانگریسی رہنما مسٹر دتا نے پاکستان کی قومی اسمبلی میں دعویٰ کیا کہ ملک کے چھ کروڑ نوے لاکھ لوگوں میں سے چار کروڑ چالیس لاکھ بنگالی بولتے ہیں اس لیے اردو اور انگریزی کے ساتھ بنگالی کو بھی اسمبلی کی زبان کے طور پر تسلیم کیا جائے۔

محمد علی جناح نے مارچ 1948ء بنگال کے دورے کے دوران بنگالیوں کو قائل کرنے کی سخت کوشش کی کہ وہ اردو کو واحد قومی زبان کے طور پر اپنا لیں لیکن وہ ان کی شدید مخالفت میں نرمی نہ لا سکے۔ 1952ء کے دہشت انگیز واقعات نے کھیل کا پانسا پلٹ دیا اور بنگالی زبان کی تحریک بنگالی قوم پرستی کے آتش فشاں میں بدل گئی جس کے باعث بالآخر ملک دولخت ہوگیا۔ بالکل اسی طرح سندھی زبان بھی عظیم ورثے کی حامل تھی۔ برطانوی فوج نے 1843ء میں سندھ پر قبضہ کیا اور اس کا الحاق بمبئی سے کر دیا۔ 1948ء میں صوبے کے گورنر سر جارج کلرک سندھی کو صوبے کی سرکاری زبان بنانے کا حکم دیا۔ سندھ کے اس وقت کے کمشنر سر بارٹل فریرے نے 29 اگست 1857ء کو احکامات جاری کیے کہ سندھ کے سرکاری ملازم امتحانات میں سندھی زبان کے ذریعے حصّہ لیں۔ انہوں نے یہ حکم بھی جاری کیا کہ تمام سرکاری ذرائع ابلاغ میں سندھی زبان استعمال کی جائے۔ سات درجاتی تعلیمی نظام جو کہ عام طور پر سندھی فائنل کے طور پر جانا جاتا ہے، وہ سندھ میں متعارف کروایا گیا۔ محصولیات، پولیس اور تعلیم کے شعبوں میں ملازمت کے حصول لیے سندھی فائنل اوّلین شرط تھی۔

1854ء میں سندھی زبان کے لیے عربی رسم الخط اپنایا گیا۔ 1848ء اور 1855ء میں انگریزی۔سندھی ڈکشنری تیار کی گئی۔ ایک بلند پایہ جرمن سکالر ارنسٹ ٹرمپ نے 1872ء میں سندھی گرامر شائع کی۔ تقسیم کے وقت کراچی کی آبادی چار لاکھ تھی اور یہاں سندھی زبان بولنے والی 61 فیصد آبادی کے مقابلے میں اردو بولنے والی آبادی کی شرح صرف 6 فیصد تھی۔

ہندوستان سے لوگوں کی آمد اور ہندوؤں کے انخلاء کے باعث سندھ ایک شماریاتی تبدیلی کے دور سے گزرا۔ 1951ء میں اسی شہر میں اردو بولنے والی آبادی کی شرح 57 فیصد ہو چکی تھی اور سندھیوں کی تعداد کام ہو کر محض 8.6 رہ گئی تھی۔ تقسیم کے وقت کراچی میں 1300 سندھی میڈیم سکول موجود تھے جنہیں بعد ازاں سندھی زبان کے لیے نو گوایریا میں تبدیل کر دیا گیا۔

صدر ایوب نے قومی تعلیمی کمیشن کے متعلق، جو کہ شریف کمیشن کے طور پر بھی جانا جاتا ہے، ایک کمیشن تشکیل دیا جس نے چھٹی جماعت سے اردو کو واحد ذریعہ تدریس قرار دیا۔ سندھیوں نے اس فیصلے کو اپنی توہین سمجھا اور کمیشن کی سفارشات کے خلاف ایک تحریک کا آغاز کیا۔ 1971ء اور 1972ء زبان کے حوالے ہونے والے فسادات نے سندھ میں ایک لسانی شگاف پیدا کیا جو کہ 80 اور 90 کی دہائی کے لسانی جھگڑوں کے باعث اور زیادہ وسیع ہو گیا۔ سندھ ادبی سنگت (ایس اے ایس)، جو کہ سندھ کی ایک نامور ادبی اور ثقافتی تنظیم ہے، انتھک طور پر سندھی زبان کی تحریک کی حمایت کرتی رہی ہے۔ اس تنظیم نے 2009ء میں صدر پاکستان کو ایک لاکھ پوسٹ کارڈ ارسال کیے جن میں پاکستان کی اہم زبانوں کو قومی زبان کا درجہ دینے کا مطالبہ کیا گیا۔ سندھی لینگویج اتھارٹی نے بھی حکومت سے یہی مطالبہ کرتے ہوئے ایک علیحدہ یادداشت پیش کی۔

2010ء میں چاروں صوبوں کی ادبی تنظیموں اور پروگریسو رائٹرز ایسوسی ایشن آف پاکستان نے بھی پارلیمنٹ میں ایک ایسی یادداشت پیش کی۔ 2010ء میں سندھ سے تعلق رکھنے والے دو اراکین پارلیمنٹ نے قومی اسمبلی میں دو الگ بل پیش کیے جن میں مطالبہ کیا گیا کہ پاکستان کی اہم زبانوں کو قومی زبان قرار دیا جائے۔ ان بلوں کو بظاہر کسی معقول وضاحت کے بغیر مسترد کر دیا گیا۔ قومی سلامتی کو لاحق خطرے کا بہانہ اتنا فرسودہ ہے کہ اسے بیان نہیں کیا جا سکتا۔ اگر ایک زبان قومی سلامتی کی ضمانت ہوتی تو مشرقی پاکستان علیحدہ نہ ہوتا۔ (انگریزی سے ترجمہ بشکریہ نیوز)

زندگی کا حق چھین لیا

پسنی 30 مارچ کو پسنی کے دیہی علاقہ کلانچ میں نامعلوم افراد نے حملہ کر کے ملا یوسف اور ریاض نامی دو افراد کو قتل کر دیا۔ پسنی لیویز حکام نے ضروری کارروائی کے بعد لاشوں کو مقتولین کے ورثا کے حوالے کر دیا۔ انسانی حقوق کی عالمی منشور کے دفعہ 3 اور پاکستان کی آئین کی دفعہ 9 کے تحت ان کو حاصل زندگی کے حق کو ان سے چھینا گیا۔ لیویز تھانہ پسنی میں نامعلوم افراد کے خلاف مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کردی گئی ہے۔ تاہم رپورٹ کے ارسال ہونے تک کسی قسم کی کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔

(غلام یاسین)

پسند کی شادی پر جان لے لی

ایبٹ آباد 30 مارچ کو فوارہ چوک کے قریب نیازی اڈہ کے سامنے ایک نوجوان کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا گیا اور ملزم جائے واردات سے فرار ہو گیا۔ جس کی اطلاع تھانہ کینٹ ایبٹ آباد میں کئے جانے کے تھوڑی دیر بعد مقتول کی لاش ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال پہنچائی گئی جہاں پوسٹمارٹم کے بعد اس کے جسم سے 30 بور پستول کی دو گولیاں برآمد ہوئیں۔ مقتول کی شناخت کامل ولد صابر کی حیثیت سے ہوئی جو تھانہ ناڑہ کے گاؤں ستوڑہ کا رہائشی تھا۔ مقتول کی لاش اسی شب ورثاء کے حوالے کر دی گئی جبکہ تھانہ کینٹ میں زیر دفعہ 302/109 ایف آئی آر درج کر لی گئی جس میں مقتول کے سسر خان محمد اور اس کے تین رشتہ داروں مظفر، خلیل اور غریب نواز کو واقعہ میں ملوث قرار دیا گیا ہے۔ ورثاء کے مطابق وجہ قتل مقتول کی کچھ عرصہ پہلے پسند کی شادی ہے جو اس نے خان محمد کی بیٹی کے ہمراہ کی تھی اور خان محمد وغیرہ کی اس بات پر مقتول کے خلاف عداوت تھی جبکہ مقتول کو کئی مرتبہ قتل کی دھمکیاں بھی دی گئی تھیں۔ فائرنگ کرنے والے شخص کی شناخت ممکن نہیں ہو سکی اور ورثاء کا مؤقف ہے کہ خان محمد وغیرہ نے واردات کیلئے کسی اجرتی قاتل کی خدمات حاصل کی تھیں جو موقع واردات سے فرار ہو گیا تھا۔ ادھر پولیس کی طرف سے تاحال کوئی گرفتاری عمل میں نہیں لائی گئی اور نہ ہی موقع کا کوئی گواہ سامنے آیا ہے جبکہ قریبی دوکاندار بھی مزید معلومات فراہم نہیں کر سکے۔

(مدنی اعجاز)

محنت کش کی جان لے لی گئی

پسنی 27 مارچ کو گوادر کی تحصیل جیوانی میں نامعلوم افراد نے فائرنگ کر کے شریف نامی حجام کو ہلاک کر دیا۔ مقتول صوبہ پنجاب کے شہر ملتان کا رہائشی بتایا جاتا ہے۔ مقامی پولیس نے ضروری کارروائی کے بعد لاش ان کے آبائی علاقہ روانہ کر دی۔ یہ قتل عالمی منشور کے آرٹیکل 3 اور پاکستان آئین کی دفعہ 9 کی خلاف ورزی ہے کہ ایک انسان سے اس کی زندگی چھین لی گئی ہے۔ اس رپورٹ کے آنے تک کسی قسم کی گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔

(غلام یاسین)

محنت کش پر حملہ

گوادر 17 مارچ کو محمد اسلام بازار میں انڈے فروخت کر رہا تھا کہ ایک نامعلوم موٹر سائیکل سوار نے اس پر فائرنگ کردی جس سے وہ شدید زخمی ہو گیا۔ اس ہسپتال لایا گیا جہاں اسے طبی امداد دی گئی۔ ڈاکٹروں نے اس کی حالت خطرے سے باہر بتائی ہے۔ اور کہا ہے کہ محمد اسلام کے زخم جلد بھر جائیں گے۔ پولیس نے نامعلوم افراد کے خلاف مقدمہ درج کر لیا ہے۔

(علی بلوچ)

2 افراد کو اغواء کر لیا گیا

کیچ 6 مارچ 2014 کو تربت پیدارک روڈ پر کوہ مُراد سے متصل پہاڑی علاقے میں نامعلوم مسلح افراد نے پیدارک کے رہائشیوں لطیف ولد بہرام اور عیسیٰ ولد رزائی کو اغواء کر لیا، ذرائع کے مطابق مغویان اپنی نجی گاڑی میں تربت سے اپنے آبائی گاؤں پیدارک جا رہے تھے کہ راستے میں نقاب پوش مسلح ملزموں نے انہیں گاڑی سمیت اغواء کر لیا، واقع کے دو دن بعد لطیف ولد بہرام بازیاب ہو گیا جبکہ عیسیٰ ولد رزائی اب بھی مغویوں کی تحویل میں ہے۔

(کمال ایوب)

فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا

پنجگور پنجگور کے علاقے خدابادان میں 14 مارچ کی شب کو رات 8 بجے کے قریب ایک گاڑی پر سوار افراد نے خدابادان کے رہائشی نوید احمد ولد غلام محمد سکنہ خدابادان کو بندوق کی زور پر اپنے ساتھ لینا چاہتے تھے کہ انہوں نے مذاحمت کی اور اپنی جان بچانے کیلئے دوڑنا شروع کر دیا۔ اسی دوران نامعلوم مسلح افراد نے فائرنگ کر کے نوید احمد کو زخمی کر دیا اور وہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے چل بسا۔ مقتول خدابادان کا رہائشی تھا اور اُس کی عمر 25 سے 30 سال تک بتائی جاتی ہے۔ خاندانی ذرائع کے مطابق اُن کی کسی سے کوئی دشمنی نہیں تھی۔ ابھی تک قتل کی وجہ معلوم نہ ہو سکی۔ نامعلوم ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کر لیا ہے مگر ان کی گرفتاری کو یقینی نہیں بنایا جا سکا۔

(رفیق چاکر)

صحافی پر قاتلانہ حملہ کی مذمت

حیدرآباد حیدرآباد یونین آف جرنلسٹ کی جانب سے پریس کلب کے سامنے مظاہرہ کیا گیا جس کی قیادت صدر جنید خانزادہ، سیکرٹری جاوید نثار چنڈ اور فیڈرل ایگزیکٹو کونسل کے رکن حمید الرحمان نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سچ بولنے پر مسلسل میڈیا ہاؤسز اور صحافیوں کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ لاہور میں ایکسپریس نیوز کے اینکر پرسن رضا رومی پر قاتلانہ حملہ اس کی ایک کڑی ہے۔ ایکسپریس نیوز سچ بولنے پر مسلسل چوتھی بار نشانہ بنایا گیا ہے۔ مظاہرے میں شریک صحافیوں صحافیوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ ایکسپریس میڈیا گروپ پر متواتر ہونے والے حملوں کی اعلیٰ سطح پر تحقیقات کی جائیں۔

(لالہ عبدالحئی)

دکان کو بم دھماکے کا نشانہ بنایا گیا

جعفرآباد 5 اپریل کو اوستہ محمد کے سٹی تھانہ کے قریب گھنٹہ چوک پر واقع چھڑے کی دکان پر بم دھماکا ہوا جس میں دکان کا مالک صابر حسین اس کا بھائی ریاض حسین اور راہ گیر زخمی ہو گئے۔ زخمیوں کو ہسپتال منتقل کر دیا گیا۔ پولیس جائے وقوعہ پر پہنچ گئی اور وہاں سے دھماکہ خیز مواد کے حصے اپنے قبضے میں لے کر پوچھ گچھ کی جا رہی ہے۔ ایس ایچ او کا کہنا ہے کہ یہ دستی بم دیسی ساختہ تھا۔ پولیس نے نامعلوم افراد کیخلاف مقدمہ درج کر لیا ہے مگر رپورٹ کے ارسال ہونے تک کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آ سکی۔

(محمد فاروق)

کاری، کاروکہہ کر مارڈالا:

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور ''جہدحق'' کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی جانے والی رپورٹوں کے مطابق 28 مارچ سے 24 اپریل تک 22 افراد پر کاروکاری کا الزام لگا کر قتل کر دیا گیا۔جن میں 18 خواتین اور 4 مرد شامل ہیں۔

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	آلہ واردات	ملزم کا متاثرہ عورت /مرد سے تعلق	مقام	واقعہ کی بظاہر کوئی اور وجہ	ایف آئی آر درج /نہیں	ملزم گرفتار /نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن /اخبار
28مارچ	مسمات صبیحا	خاتون	۔	شادی شدہ	قادر بخش	بندوق	شوہر	تنگوانی ضلع کشمور	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
30مارچ	کونج چاچڑ	خاتون	۔	شادی شدہ	عبدالمجید چاچڑ	بندوق	شوہر	چک۔لکی غلام شاہ ضلع شکارپور	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
30مارچ	انور جاکھرانی	مرد	26برس	شادی شدہ	مٹھو جاکھرانی	بندوق	شوہر	گوٹھ سوپو جاکھرانی ضلع جیکب آباد	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
30مارچ	لیلیٰ	خاتون	20برس	شادی شدہ	مٹھو جاکھرانی	بندوق	۔	گوٹھ سوپو جاکھرانی ضلع جیکب آباد	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
31مارچ	آمنہ	خاتون	30برس	شادی شدہ	لعل محمد بروہی	چاقو	شوہر	گوٹھ نبی داد بروہی ضلع شہدادکوٹ	۔	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
31مارچ	شہزادی	خاتون	20برس	شادی شدہ	الہڈنو لنڈ	کلہاڑی	والد	نوابشاہ	۔	۔	گرفتار	لالہ عبدالحلیم
31مارچ	عائشہ	خاتون	22برس	غیر شادی شدہ	لالہ محمد بروہی	چاقو	خاوند	گاؤں نبی داد بروہی، شہدادکوٹ	۔	درج	۔	لالہ عبدالحلیم
31مارچ	مختاراں	خاتون	۔	شادی شدہ	الطاف، نورالدین	بندوق	دیور	۔	۔	۔	۔	لالہ عبدالحلیم
یکم اپریل	لعل باریجو	مرد		شادی شدہ	شفیع محمد بھٹی	بندوق	بھائی	الہ آباد ضلع شہدادکوٹ	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
یکم اپریل	شبیراں	خاتون	45برس	شادی شدہ	شفیع محمد بھٹی	بندوق	۔	الہ آباد، ضلع شہدادکوٹ	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
یکم اپریل	رضیہ لنڈ	خاتون	۔	شادی شدہ	منیر علی۔علی حسن	بندوق	دیور	گوٹھ شیر محمد لنڈ ضلع ڈہرکی	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
2اپریل	مسمات مریم	خاتون	۔	شادی شدہ	بلاول جاکھرانی	بندوق	شوہر	گوٹھ بھڑو خان جاکھرانی ضلع کشمور	۔	درج		روزنامہ کاوش
3اپریل	وکیلان جلبانی	خاتون	۔	۔	رانجھن جلبانی	تشدد	والد	مدیجی ضلع لاڑکانہ	۔	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
7اپریل	ضمیراں	خاتون	40برس	شادی شدہ	نامعلوم	گلا دبا کر	۔	گوٹھ حلیم مہر ضلع کشمور	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
8اپریل	امیراں گھوٹو	خاتون	22برس	شادی شدہ	مختیار گھوٹو	بندوق	شوہر	گوٹھ صدیق گھوٹو ضلع گھوٹکی	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
10اپریل	حاجی انور علی جاکھرانی	خاتون	55برس	شادی شدہ	احمد علی ٹالانی	بندوق	بھائی	ضلع جیکب آباد	۔	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
11اپریل	مسمات زرینہ شر	خاتون	۔	شادی شدہ	گل حسن شر	بندوق	شوہر اور ساتھی	لکی غلام شاہ ضلع شکارپور	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
12اپریل	بچل خاتون	خاتون	20برس	شادی شدہ	لالو خروس	بندوق	رشتیدار	گوٹھ محمد صالح۔کنگری ضلع خیرپور	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
12اپریل	یعقوب لوند	مرد	22برس	غیر شادی شدہ	سلیم، اعظم	کلہاڑی	رشتہ دار	مٹھی	۔	درج	گرفتار	لالہ عبدالحلیم
21اپریل	وحیدہ	خاتون	22برس	شادی شدہ	درمحمد جانوری	بندوق	شوہر	گوٹھ سلطان جانوری ضلع قمبر	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
23اپریل	عابدہ	خاتون	۔	شادی شدہ	سجاد	تشدد	شوہر	گوٹھ جام نوراللہ ضلع نوشہروفیروز	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
24اپریل	نبی بخش کلہوڑو	مرد	50برس	شادی شدہ	نامعلوم	بندوق	مقامی	گوٹھ خیر محمد کلہوڑو ضلع خیرپور	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش

جنسی تشدد کے واقعات:

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور جہد حق کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی جانے والی رپورٹوں کے مطابق 25 مارچ سے 25 اپریل تک 124 افراد کو جنسی تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ جنسی زیادتی کا شکار ہونے والوں میں 96 خواتین شامل ہیں۔ 82 واقعات کے مقدمات درج کیے گئے اور 3 واقعات میں ملوث افراد گرفتار ہوئے۔

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
25مارچ	ن	خاتون	۔	شادی شدہ	عمر، فاروق	اہل علاقہ	سرائے مغل	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
25مارچ	۔	خاتون	۔	شادی شدہ	طلعت محمود	اہل علاقہ	چواسیدن شاہ	۔	۔	روزنامہ نیوز
25مارچ	پ	خاتون	۔	غیر شادی شدہ	ممتاز	اہل علاقہ	غلام شاہ لڈن، وہاڑی	۔	۔	روزنامہ نئی بات
26مارچ	ز	خاتون	۔	۔	طارق، بوٹا شہزاد	اہل علاقہ	شاہ کوٹ	درج	۔	روزنامہ نوائے وقت
26مارچ	محمد اویس	بچہ	7برس	غیر شادی شدہ	سمیر	اہل علاقہ	محلّہ حبیب پورہ، فیصل آباد	درج	۔	روزنامہ نوائے وقت
26مارچ	۔	خاتون	26برس	شادی شدہ	اللہ وسایا	اہل علاقہ	لنڈیانوالہ، فیصل آباد	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
26مارچ	ک	خاتون	۔	۔	زاہد عباس	اہل علاقہ	ڈھرانوالہ، فیصل آباد	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
26مارچ	۔	بچی	10برس	غیر شادی شدہ	۔	اہل علاقہ	ہنجر والہ، لاہور	درج	گرفتار	روزنامہ نئی بات
26مارچ	ن	خاتون	۔	شادی شدہ	طاہر	اہل علاقہ	بستی موہانہ، رحیم یار خان	درج	۔	روزنامہ جنگ ملتان
27مارچ	پ	خاتون	۔	شادی شدہ	یعقوب	اہل علاقہ	چک 53 ڈی، پاکپتن	درج	۔	روزنامہ نئی بات
27مارچ	س	خاتون	16برس	شادی شدہ	یعقوب	اہل علاقہ	چک 53 ڈی، پاکپتن	درج	۔	روزنامہ نئی بات
27مارچ	ر	خاتون	۔	شادی شدہ	عدنان	اہل علاقہ	گاؤں کولوتارڑ، حافظ آباد	درج	۔	روزنامہ نوائے وقت
27مارچ	س	بچی	11برس	غیر شادی شدہ	۔	اہل علاقہ	موضع ہنگو، شورکوٹ	درج	۔	روزنامہ نوائے وقت
27مارچ	۔	بچی	11برس	غیر شادی شدہ	۔	اہل علاقہ	مریدکے، شیخوپورہ	درج	۔	روزنامہ نوائے وقت
28مارچ	م	خاتون	17برس	غیر شادی شدہ	سعید	اہل علاقہ	چک نمبر 107 ج ب، فیصل آباد	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
28مارچ	۔	بچی	6برس	غیر شادی شدہ	حق نواز	اہل علاقہ	چک کوڑیانہ، جھنگ	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
28مارچ	س	خاتون	۔	غیر شادی شدہ	جاوید	اہل علاقہ	مانانوالہ، فیصل آباد	درج	۔	روزنامہ نوائے وقت
29مارچ	پ	خاتون	15برس	غیر شادی شدہ	اعجاز	اہل علاقہ	منصور آباد، فیصل آباد	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
29مارچ	۔	خاتون	۔	غیر شادی شدہ	فاروق	اہل علاقہ	تھانہ جھنگ بازار، فیصل آباد	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
29مارچ	۔	خاتون	25برس	۔	۔	۔	سبزی منڈی، پسرور بائی پاس، ڈسکہ	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
29مارچ	م	خاتون	ـ	ـ	کریم خان	ـ	لاری اڈہ، رحیم یار خان	درج	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
30مارچ	ع	بچی	12برس	غیرشادی شدہ	عرفان	اہل علاقہ	مجید پارک، شاہدرہ ٹاؤن، لاہور	درج	گرفتار	روزنامہ خبریں
30مارچ	ن	بچی	4برس	غیرشادی شدہ	فیض	اہل علاقہ	سانده، لاہور	درج	ـ	روزنامہ جنگ
30مارچ	ر	خاتون	ـ	غیرشادی شدہ	عثمان	اہل علاقہ	سراج ٹاؤن، مریدکے	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
30مارچ	ـ	خاتون	ـ	ـ	امجد	اہل علاقہ	اقبال ٹاؤن، کوٹ عبدالمالک	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
30مارچ	ـ	خاتون	ـ	ـ	بابر علی	اہل علاقہ	20جی ڈی، اوکاڑہ	درج	ـ	روزنامہ نیوز
30مارچ	ر	خاتون	ـ	غیرشادی شدہ	عثمان	اہل علاقہ	سراج ٹاؤن، مریدکے	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
30مارچ	ـ	خاتون	ـ	ـ	امجد	اہل علاقہ	اقبال ٹاؤن، کوٹ عبدالمالک	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
30مارچ	ـ	خاتون	ـ	ـ	بابر علی	اہل علاقہ	20جی ڈی، اوکاڑہ	ـ	ـ	روزنامہ نیوز
31مارچ	ک	خاتون	ـ	شادی شدہ	مقصود احمد، اکمل	اہل علاقہ	سعید پور، بہاولنگر	ـ	ـ	روزنامہ خبریں
31مارچ	ـ	خاتون	ـ	ـ	ـ	اہل علاقہ	محبّ پورہ، ساہیوال	درج	ـ	ایکسپریس ٹریبون
31مارچ	ـ	بچی	13برس	غیرشادی شدہ	امداد	اہل علاقہ	محلہ محبّ علی شاہ، کمالیہ	درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس
31مارچ	شہزاد	بچہ	12برس	غیرشادی شدہ	علی رضا	اہل علاقہ	محلہ عیدگاہ روڈ، بھائی پھیرو	درج	ـ	روزنامہ خبریں
31مارچ	ـ	بچی	5برس	غیرشادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	کراچی	ـ	ـ	روزنامہ نیشن
31مارچ	گل حسین	بچہ	5برس	غیرشادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	نوشہرو فیروز، سندھ	درج	ـ	روزنامہ جنگ
31مارچ	ـ	بچی	8برس	غیرشادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	قصبہ تلومنڈی، الہ آباد	درج	ـ	روزنامہ جنگ
31مارچ	ک	بچی	ـ	شادی شدہ	مقصود احمد، اکمل	اہل علاقہ	سعید پور، بہاولنگر	درج	ـ	روزنامہ خبریں
31مارچ	ـ	بچی	ـ	ـ	ـ	اہل علاقہ	محبت پورہ، ساہیوال	ـ	ـ	روزنامہ ایکسپریس ٹریبون
31مارچ	ـ	خاتون	13برس	غیرشادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	محلہ محبّ علی شاہ، کمالیہ	درج	ـ	ـ
31مارچ	ـ	خاتون	12برس	غیرشادی شدہ	امداد	اہل علاقہ	محلہ عیدگاہ روڈ، بھائی پھیرو	ـ	ـ	روزنامہ ایکسپریس
31مارچ	شہزاد	بچہ	5برس	غیرشادی شدہ	علی رضا	اہل علاقہ	کراچی	درج	ـ	روزنامہ خبریں
31مارچ	ـ	بچی	5برس	غیرشادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	نوشہرو فیروز، سندھ	درج	ـ	روزنامہ نیشن

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
31مارچ	گل حسن	بچہ	8برس	غیرشادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	قصبہ تلومنڈی، الہ آباد	ـ	ـ	روزنامہ نیشن
31مارچ	ـ	بچی	8برس	غیرشادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	الہ آباد	ـ	ـ	روزنامہ جنگ
یکم اپریل	الف	بچی	11برس	غیرشادی شدہ	سجاد، عارف	اہل علاقہ	بستی گنجان، لیاقت پور	درج	گرفتار	روزنامہ جنگ
2اپریل	ـ	خاتون	ـ	غیرشادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	سرجانی ٹاؤن، کراچی	درج	ـ	روزنامہ نئی بات
2اپریل	ح	خاتون	30برس	ـ	ـ	اہل علاقہ	بارہ کہو، اسلام آباد	درج	ـ	روزنامہ نیشن
2اپریل	ت	خاتون	ـ	غیرشادی شدہ	عزیز قمبرانی	مقامی	نندو ضلع بدین	درج	ـ	روزنامہ کاوش
2اپریل	ـ	خاتون	ـ	ـ	ـ	اہل علاقہ	بارہ کہو، اسلام آباد	درج	ـ	روزنامہ نیشن
2اپریل	ـ	خاتون	ـ	ـ	ـ	اہل علاقہ	سرجانی ٹاؤن، کراچی	درج	ـ	روزنامہ نئی بات
2اپریل	ح	خاتون	30برس	ـ	ـ	اہل علاقہ	بارہ کہو، اسلام آباد	درج	ـ	روزنامہ نیشن
2اپریل	ـ	خاتون	ـ	ـ	ـ	اہل علاقہ	بارہ کہو، اسلام آباد	درج	ـ	روزنامہ نیشن
2اپریل	س	خاتون	ـ	ـ	سجاد	اہل علاقہ	کوٹلہ رائے قبول، رحیم یار خان	ـ	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
2اپریل	م	بچی	9برس	غیرشادی شدہ	ابوبکر	ـ	جھانگڑہ شرقی احمد پور شرقیہ	درج	ـ	شیخ مقبول حسین
2اپریل	ش	خاتون	ـ	شادی شدہ	گلزار	ـ	لوکل بازار، مخدوم پور، خانیوال	درج	گرفتار	روزنامہ جنگ ملتان
3اپریل	ـ	خاتون	ـ	ـ	ـ	اہل علاقہ	چک نمبر 75 ایم ایل، بھکر	درج	ـ	نیوز
3اپریل	ـ	خاتون	ـ	شادی شدہ	جاوید، اسلم	اہل علاقہ	761 گ ب، پیر محل	درج	ـ	ایکسپریس
3اپریل	ـ	خاتون	ـ	ـ	ـ	اہل علاقہ	چک 47 پی، رحیم یار خان	درج	ـ	ایکسپریس
3اپریل	ـ	خاتون	ـ	شادی شدہ	صادق	اہل علاقہ	چک نمبر 75 ایم ایل، بھکر	درج	ـ	روزنامہ نیوز
3اپریل	ص	بچی	12برس	غیرشادی شدہ	طلحہ	اہل علاقہ	چک خلیل، گوجرانوالہ	درج	گرفتار	روزنامہ جنگ
3اپریل	ـ	خاتون	ـ	ـ	ـ	اہل علاقہ	چک 47 پی، رحیم یار خان	درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس
4اپریل	ث	بچی	13برس	غیرشادی شدہ	مالک	اہل علاقہ	چک 103 ج ب، فیصل آباد	ـ	ـ	نوائے وقت
5اپریل	ح	خاتون	ـ	ـ	افضل	اہل علاقہ	گاؤں ڈھول چوہڑ، اوکاڑہ	درج	ـ	روزنامہ نیوز
5اپریل	ـ	بچہ	7برس	غیرشادی شدہ	مون	اہل علاقہ	کالا شاہ کاکو	درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت /مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج /نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
5اپریل	ش	خاتون	27برس	ـ	منظور حسین	اہل علاقہ	شاہدرہ، لاہور	درج	گرفتار	نوائے وقت
5اپریل	الف	خاتون	ـ	ـ	محسن، شہزاد، ندیم	اہل علاقہ	جناح ہسپتال، لاہور	درج	گرفتار	نوائے وقت
5اپریل	حبیب	بچہ	10برس	غیرشادی شدہ	اصغر	اہل علاقہ	راجباہ داموآنہ، فیصل آباد	ـ	ـ	نوائے وقت
5اپریل	ع	خاتون	20برس	غیرشادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	چک شمالی، سرگودھا	ـ	ـ	جنگ
5اپریل	ن	خاتون	ـ	ـ	ـ	اہل علاقہ	موضع ابوکے دھنوال، مامون کانجن	درج	ـ	جنگ
5اپریل	ک	خاتون	ـ	شادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	موضع ابوکے دھنوال، مامون کانجن	درج	ـ	جنگ
5اپریل	س	خاتون	ـ	شادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	لوہاری گیٹ، لاہور	درج	ـ	نئی بات
6اپریل	ع	خاتون	ـ	شادی شدہ	شہباز	اہل علاقہ	شاہ کوٹ	درج	ـ	نوائے وقت
6اپریل	ص	خاتون	ـ	ـ	عمران	اہل علاقہ	ٹوبہ ٹیک سنگھ	درج	ـ	نوائے وقت
6اپریل	ـ	بچی	4برس	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	پبی، نوشہرہ	درج	ـ	نوائے وقت
6اپریل	عباس بھٹو	بچہ	8برس	ـ	امین پنھور	مقامی	میہڑ، دادو	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
7اپریل	م	خاتون	ـ	ـ	الیاس علی	اہل علاقہ	امین گڑھ، رحیم یارخان	درج	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
7اپریل	ش	خاتون	ـ	ـ	عتیق	اہل علاقہ	موضع غازی پور، رحیم یارخان	درج	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
7اپریل	عمرفرید	مرد	ـ	غیرشادی شدہ	طاہر حسین	اہل علاقہ	چک عباس، رحیم یارخان	درج	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
7اپریل	غ	بچی	8برس	غیرشادی شدہ	شاکر، مرتضیٰ	اہل علاقہ	تحصیل فیض گنج، خیرپور	درج	گرفتار	روزنامہ دنیا
7اپریل	ـ	خاتون	ـ	ـ	ندیم	اہل علاقہ	اوکاڑہ	درج	ـ	روزنامہ نیوز
8اپریل	ک	خاتون	ـ	غیرشادی شدہ	طالب، الطاف، راشد، امتیاز	مقامی	صالح پٹ، خیرپور	درج	ـ	روزنامہ کاوش
8اپریل	ـ	بچہ	7برس	غیرشادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	حکیم پورہ، شیخوپورہ	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
8اپریل	ـ	بچہ	ـ	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	خانیوال	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
9اپریل	ـ	بچی	4برس	غیرشادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	موضع کاچھا، رحیم یارخان	درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس
9اپریل	ـ	خاتون	ـ	غیرشادی شدہ	ہاشم، گلزار	اہل علاقہ	قصبہ میوالہ، اوکاڑہ	درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس
9اپریل	الف	خاتون	ـ	شادی شدہ	خادم حسین	اہل علاقہ	گاؤں جیوکہ، اختر آباد	درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس
9اپریل	ـ	بچی	ـ	غیرشادی شدہ	شفیق، عامر	بہنوئی	فاروق آباد	درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس
9اپریل	س	خاتون	25برس	غیرشادی شدہ	اللہ ڈینو	مقامی	ہالا، ٹیاری	درج	ـ	روزنامہ کاوش
11اپریل	ثناءاللہ	بچہ	4برس	غیرشادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	نارووال	ـ	ـ	روزنامہ نئی بات
11اپریل	عمران	بچہ	10برس	غیرشادی شدہ	مولوی ذوالقرنین	اہل علاقہ	پنڈی بھٹیاں	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
12اپریل	غلام صغیر	مرد	ـ	ـ	رانا قیصر، ارشد گل	اہل علاقہ	خانیوال	درج	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
12اپریل	س	خاتون	22برس	ـ	دلشاد	اہل علاقہ	اجنیانوالہ	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
12اپریل	الف	ـ	ـ	غیرشادی شدہ	زبیر	اہل علاقہ	محلّہ ارائیانوالہ، شیخوپورہ	درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
12اپریل	ن	خاتون	15برس	غیرشادی شدہ	محمد یاسین	والد	رینالہ خورد	درج	گرفتار	روزنامہ نوائے وقت
13اپریل	ع	بچی	۔	غیرشادی شدہ	مقدر	اہل علاقہ	کلرآباد، گوجرانوالہ	درج	گرفتار	روزنامہ نوائے وقت
13اپریل	پ	خاتون	۔	شادی شدہ	وکیل احمد	اہل علاقہ	پھولنگر، قصور	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
13اپریل	ص	بچی	۔	غیرشادی شدہ	غلام مرتضی	معلم	کڈھن، بدین	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
13اپریل	م	بچی	12	۔	وسیم، مرتضی، عادل، بلاول	مقامی	گوٹھ خوشی محمد، کڈن، بدین	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
13اپریل	شانزہ	بچی	3برس	غیرشادی شدہ	۔	اہل علاقہ	موضع کاچھا، رحیم یارخان	درج	۔	روزنامہ جنگ ملتان
13اپریل	علی مرتضی	بچہ	6برس	غیرشادی شدہ	اختر بلوچ	اہل علاقہ	موضع ڈمبر والا، شہرسلطان	درج	گرفتار	روزنامہ جنگ ملتان
13اپریل	جنید	بچہ	7برس	غیرشادی شدہ	اختر بلوچ	اہل علاقہ	موضع ڈمبر والا، شہرسلطان	درج	گرفتار	روزنامہ جنگ ملتان
14اپریل	س	خاتون	۔	۔	امجد	اہل علاقہ	بلال کالونی، میاں چنوں	درج	۔	روزنامہ جنگ
14اپریل	مزمل	بچہ	۔	غیرشادی شدہ	محمد حسین	اہل علاقہ	موضع نواب پور، ملتان	درج	۔	روزنامہ جنگ ملتان
19اپریل	ف	خاتون	18برس	غیرشادی شدہ	اعجاز	مقامی	سہیون ضلع جامشورو	۔	گرفتار	روزنامہ کاوش
15اپریل	ر	خاتون	۔	۔	زمان	اہل علاقہ	نوازآباد، رحیم یارخان	۔	۔	روزنامہ جنگ ملتان
15اپریل	وسیم	بچہ	8برس	۔	۔	اہل علاقہ	محمد پور، کہروڑ پکا	۔	۔	روزنامہ جنگ ملتان
15اپریل	الف	خاتون	15برس	غیرشادی شدہ	محمد امجد	اہل علاقہ	ماڈل ٹاؤن، لاہور	درج	گرفتار	روزنامہ نوائے وقت
15اپریل	ص	خاتون	14برس	غیرشادی شدہ	نوید	اہل علاقہ	کوٹ رنجیت، شیخوپورہ	درج	گرفتار	روزنامہ نوائے وقت
15اپریل	الف	خاتون	۔	غیرشادی شدہ	اظہار	اہل علاقہ	جڑانوالہ	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
15اپریل	۔	بچہ	10برس	غیرشادی شدہ	۔	اہل علاقہ	گاؤں 98، فیصل آباد	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
15اپریل	۔	بچی	4برس	غیرشادی شدہ	آصف	اہل علاقہ	گاؤں اٹاری آسیکے، کنگن پور	درج	گرفتار	روزنامہ ایکسپریس
16اپریل	ع	بچی	13برس	غیرشادی شدہ	عاصم	اہل علاقہ	تڑے والی، شرقپور	درج	۔	روزنامہ جنگ
16اپریل	۔	خاتون	14برس	غیرشادی شدہ	فیض رسول	اہل علاقہ	جنڈوکی، حافظ آباد	۔	۔	روزنامہ جنگ
16اپریل	طاہر	بچہ	12برس	غیرشادی شدہ	فیاض احمد	اہل علاقہ	پنڈی کاہلوی، ظفروال	۔	۔	روزنامہ جنگ
16اپریل	خاتون	18برس	۔	غیرشادی شدہ	غلام رسول	اہل علاقہ	جنوبی چھاؤنی، لاہور	درج	۔	روزنامہ دنیا
17اپریل	۔	بچی	۔	غیرشادی شدہ	۔	اہل علاقہ	ڈیرہ غازی خان	درج	۔	ایکسپریس ٹریبون
17اپریل	ع	خاتون	۔	۔	رشید	اہل علاقہ	کوٹ سنجر خان، رحیم یارخان	۔	۔	روزنامہ جنگ ملتان
18اپریل	۔	خاتون	14برس	غیرشادی شدہ	امجد پرویز	والد	قصبہ ڈیرہ، شیخوپورہ	درج	۔	روزنامہ ایکسپریس
18اپریل	ن	خاتون	35برس	شادی شدہ	۔	اہل علاقہ	وہاڑی	درج	۔	روزنامہ ڈان
18اپریل	ر	خاتون	۔	۔	ندیم، بابر، ساجد	اہل علاقہ	کوٹ اسحاق، گوجرانوالہ	درج	گرفتار	روزنامہ خبریں
19اپریل	ع	خاتون	۔	۔	احسان، اقبال	اہل علاقہ	چھانگا مانگا، قصور	۔	۔	روزنامہ دنیا
20اپریل	ن	خاتون	۔	غیرشادی شدہ	جاوید	اہل علاقہ	251رب، فیصل آباد	درج	۔	روزنامہ نوائے وقت

عدم برداشت کی انتہا

آئی اے رحمٰن

عدم برداشت کی وہ لہر جو پورے پاکستان کو پچھلے کئی سالوں سے لپیٹ میں لئے ہوئے ہے، اب لگتا ہے کہ معاشرے کو دیوانگی اور بربریت کے خلاف مزاحمت کی آخری علامتوں سے بھی محروم کردے گی۔ احتجاج کی چند آوازوں کے علاوہ ایسے غصہ کا کہیں کوئی نام ونشان بھی نہیں دکھائی دیتا ہے جو چترال میں کالاش قبیلے اور اسماعیلیوں کو ملنے والے الٹی میٹم......کہ یا تو مذہب بدل و یا مرنے کے لیے تیار ہوجائے...... کے بعد نظر آنا چاہئے تھا۔ حکومت اس سلسلے میں کیا کررہی ہے؟ یا شاید یہ سمجھتی ہے کہ طالبان کے ساتھ معاہدہ کے بعد تشدد پسندوں کے خیالات پاکستانی شہریوں، غیر مسلموں بلکہ مسلمانوں کے بارے میں بھی بدل جائیں گے؟ اس طرح کی خام خیالی کا نتیجہ ایسی ناقابل بیان تباہی ہوگا جس کا اندازہ لگانا بھی مشکل ہوگا۔ جس کمیونٹی کو خطرے کا سامنا ہے اس کو طرف قانون نافذ کرنے والی ایجنسیوں کی طرف سے تحفظ کی یقین دہانی دلانا ہی کافی نہیں کیونکہ ان ایجنسیوں کے اندر خود عدم برداشت کے جراثیم سرایت کرگئے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی، کوئی بھی نظریہ خواہ کتنا ہی غیر منطقی کیوں نہ ہو، طاقت سے نہیں دبایا جاسکتا۔ ارباب اختیار کو اس وارننگ کے جاری کرنے والوں کی نشان دہی کرنا چاہئے اور اس سے بھی زیادہ اہم بات یہ کہ چترال میں موجود ان لوگوں کی بھی نشاندہی کی جائے جو ان کے اس جرم میں شریک ہیں، خاص طور پر وہ جو کالاش قبیلے کے لوگوں کی زمینیں غصب کرنے والے گروہوں کے مسلسل حملوں کے بعد جو بھی ان کی بچی کھچی جائیداد ہے، اس سے بھی انہیں بے دخل کرنا چاہتے ہیں۔ بالکل اسی طرح سے، ان قدامت پسند اور روایتوں کے پابند لوگوں اور گروہوں پر نظر رکھنا بھی ضروری ہے جنہوں نے ان سماجی تبدیلیوں کو پسند نہیں کیا جو اسماعیلی اس علاقے میں لائے ہیں یعنی بچوں کو تعلیم دے کر، عورتوں کا درج اونچا کرکے اور منشیات سے آزاد علاقے قائم کرکے...... کیونکہ اس سے کئی نام نہاد مولوی نما پارسا لوگوں کے مفادات پر ضرب پڑی۔ لیکن چترال کے لوگوں کو اس جان لیوا خوف سے نجات دلانے کے لیے حکومت اور عوام دونوں کو درندگی کے سامنے بے بسی سے ہتھیار ڈالنے کی عادت کو خیرباد کہنا ہوگا۔ ہمیں یہی کمزوری حکمرانوں کے اس رویہ میں بھی نظر آرہی ہے جو پولیو کے ٹیکوں کے قدامت پسند مخالفین کے ساتھ ہے۔ لگتا ہے کہ انہیں اس خطرے کی سنجیدگی کا کوئی اندازہ ہی نہیں ہے جو بچوں کو اس بیماری سے لاحق ہے۔ ایسے بہادر ہیلتھ ورکرز یا بے خوف حفاظتی عملے کی تلاش یا انتظامیہ کی حفاظتی انتظامات کے اندر پولیو کے قطرے پلانے کا انتظام وغیرہ سب کچھ بے فائدہ ہے۔ وہ لوگ جو اس کے خلاف ہیں، وہ ایک عجیب وغریب عقیدے کے پیروکار ہیں اور اس عقیدے سے چھٹکارا پانے کے بعد ہی انہیں سمجھ آئے گی۔ حکومت بھی اس معاملے میں اپنی ذمہ داری سے پہلوتہی کرلیتی ہے کیونکہ اپنی زندگی، آزادی اور تحفظ کی طرف بڑھتے ہوئے

عقائد کی بناء پر لوگوں پر روزانہ حملے اور ٹارگٹڈ قتل کی تعداد اب معمول کی بات بن گیا ہے اور اس سے زیادہ بری بات یہ ہے کہ شہریوں کے ادبی مشاغل اور میڈیا کی آزادی میں مداخلت کی وارداتیں بہت زیادہ بڑھ گئی ہیں۔ ریاست نے یہ معلوم کرنے کی کوئی ضرورت ہی محسوس نہیں کی کہ ڈرامہ نگار اور استاد اصغر ندیم سید ایک قاتلانہ حملے کا نشانہ کیوں بنے؟ کیونکہ وہ اس حملے میں بچ گئے لہٰذا اعلیٰ افسران کو پولیس کی مجرموں کو ڈھونڈنے میں ناکامی سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ معاملہ بھی ان تیزی سے بڑھتے ہوئے ناقابل حل کیسوں کی بند فائلوں میں ایک اضافے کے طور پر شامل ہوگیا ہے اور اس وقت تک یہ ایک سربستہ راز ہی رہے گا جب تک کہ کوئی مجرم غلطی سے کسی اور جرم میں پکڑا جائے

خطرے کی جانب لوگوں کا رویہ بے حسی کا ہوگیا ہے۔ عقائد کی بناء پر لوگوں پر روزانہ حملے اور ٹارگٹڈ قتل کی تعداد اب معمول کی بات بن گیا ہے اور اس سے زیادہ بری بات یہ ہے کہ شہریوں کے ادبی مشاغل اور میڈیا کی آزادی میں مداخلت کی وارداتیں بہت زیادہ بڑھ گئی ہیں۔ ریاست نے یہ معلوم کرنے کی کوئی ضرورت ہی محسوس نہیں کی کہ ڈرامہ نگار اور استاد اصغر ندیم سید ایک قاتلانہ حملے کا نشانہ کیوں بنے؟ کیونکہ وہ اس حملے میں بچ گئے لہٰذا اعلیٰ افسران کو پولیس کی مجرموں کو ڈھونڈنے میں ناکامی سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ معاملہ بھی ان تیزی سے بڑھتے ہوئے ناقابل حل کیسوں کی بند فائلوں میں ایک اضافے کے طور پر شامل ہوگیا ہے اور اس وقت تک یہ ایک سربستہ راز ہی رہے گا جب تک کہ کوئی مجرم غلطی سے کسی اور جرم میں پکڑا جائے اور ان پر قاتلانہ حملہ کرنے کا اعتراف کرلے اور پھر کسی کو اس مشکل کیس کو حل کرنے پر انعام سے نوازا جائے۔ اس دوران میں بڑے پیر صاحب کا فرمان آجائے گا کہ بلاوجہ ان مجرموں پر الزام نہ دھرایا جائے اور ان قلمکار کو مشورہ دیا جائے گا کہ اپنے نام کے آگے ''سید'' لگا کر ان ہتھیار بند دہشت گردوں کو ناراض نہ کریں۔ اسی نتیجے پر حکام اس وقت بھی پہنچے جب انہوں نے گجرات یونیورسٹی کے پروفیسر شبیر شاہ کے قتل کی فائل بند کی تھی جنہیں تین مہینے پہلے گولی مار کر ہلاک کردیا گیا تھا۔ دراصل قانون نافذ کرنے والی ایجنسیوں کے اسمارٹ اہلکار، واضح فرقہ وارانہ واقعہ کو بھی غیر فرقہ وارانہ ثابت کرنے کی کافی کوششیں کرتے ہیں۔ شبیر شاہ کے کیس میں انہوں نے یقین کرلیا تھا کہ ان کا قتل ان کے بائیں بازو کے خیالات کی وجہ سے ہوا تھا نہ کہ ان کے نام میں شاہ ہونے کی وجہ سے۔ لہٰذا پریشانی کی کوئی بات نہیں۔ لکھنے والے عام طور سے مشکل حالات سے دوچار ہوتے ہیں یہ بات ڈاکٹر صولت ناگی کے گھر پر حملے سے واضح ہوگئی تھی جنہوں نے ایک کتاب مذاہب کے ارتقاء کے بارے میں لکھی تھی اور اخباروں میں اکثر لکھتے رہتے تھے۔ ان کی کسی ادبی محفل میں پڑھی ہوئی کوئی بات کسی کو بری لگی گئی تھی۔ مذہبی کٹرپن کی وجہ سے اختلافات کے عدم برداشت کی مثال کا ایک واقعہ دیوان سنگھ مفتون کی کتاب، ناقابل فراموش کے نئے ایڈیشن میں درج ہے۔ پبلشر جوان کی کتاب دوبارہ شائع کرکے پیسہ کمانا چاہتا تھا وہ مصنف کے ایک مسلمان کردار کی تفصیل سے متفق نہیں تھا۔ اس نے ضروری سمجھا کہ بریکٹ میں یہ الفاظ لکھے ''مسلمان نہیں احمدی''۔ کیا اعتقادات کسی پرانی کتاب کی اصل عبارت سے اختلاف کی وجہ ہوسکتے ہیں؟ اس بات سے کسی کو انکار نہیں ہے کہ عدم برداشت کی مختلف قسمیں ہمارے معاشرے میں مذہب کے نام پر رائج ہیں......جو عموماً غلط ہیں۔ علماء یہ بات جانتے ہیں کہ مذہب کا غلط استعمال کیا جارہا ہے لیکن وہ خاموش رہنا پسند کرتے ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ منطقی نظریوں اور لوگوں کو اپنے اقتدار کے بیچ میں حائل سمجھتے ہوں لیکن اگر ایسا ہے تو وہ غلطی پر ہیں کیونکہ اقلیت کے دشمن ان کو بھی نہیں بخشیں گے۔ یہی حشر ان دانشوروں کا بھی ہوگا جو لوگوں سے تو کہتے رہتے ہیں کہ یہ سب ہمارے اپنے کئے کا پھل ہے لیکن اپنے لوگوں کو تعصب کے اس اندھیرے سے نکالنے کے لیے کچھ نہیں کرتے۔ (بشکریہ روزنامہ ڈان)

عورتیں

بیوی کو جان سے مار ڈالا

جعفرآباد باغ ہیڈ تھانہ کی حد چھوان چوک پر سیاہ کاری کے الزام میں گلاب خان نے اپنی بیوی عظیم خاتون اور حبیب اللہ کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا اور خود فرار ہو گیا۔ پولیس نے عظیمہ کے والد کی فریاد پر مقدمہ درج کرلیا ہے لیکن گرفتاری عمل میں نہیں آسکی۔ پولیس نے نعشوں کے پوسٹ مارٹم کرواکے ورثاء کے حوالے کر دی ہیں۔

(محمد فاروق)

ناجائز تعلقات کے شبہ پر جان لے لی

چنیوٹ نواحی علاقہ چک نمبر 130 کی رہائشی کنیز زوجہ مقصود احمد کے بھائی کو اس کے کردار پر شک تھا گذشتہ روز جب کنیز بی بی روٹھ کر میکے آئی تو اس کے بھائی سے اس کی تلخ کلامی ہو گئی جس پر کنیز کا بھائی تعیش میں آ گیا اور اس نے گھر میں پڑی بندوق سے فائر کر کے اسے موت کے گھاٹ اُتار دیا پولیس نے نعش پوسٹ مارٹم کے بعد ورثاء کے حوالے کر دی پولیس نے ملزم کے خلاف زیر دفعہ 302 کے تحت مقدمہ بھی درج کرلیا ہے۔

(سیف علی خان)

بچے

بچے کی نعش برآمد

جعفرآباد 2 اپریل کو اوستہ محمد سے دو کلومیٹر دور ایریموڑ پر چرواہوں نے ایک دس سالہ بچے کی نعش دیکھ کر پولیس کو اطلاع دی۔ اطلاع ملتے ہی پولیس نے موقع پر پہنچ کر نعش کو اپنی تحویل میں لے کر پوسٹ مارٹم کروایا۔ بچے کی شناخت محمد اقبال ولد جان محمد کے نام سے ہوئی۔ بچے کے والد نے نامعلوم افراد کے خلاف مقدمہ درج کرلیا ہے۔ اس رپورٹ کے ارسال ہونے تک کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آسکی۔

(فاروق مینگل)

خواتین کے حقوق کے تحفظ پر زور

قلات 8 مارچ کو خواتین کے عالمی دن کے حوالے سے ایچ آر سی پی قلات نے ایک مذاکرے کا انعقاد کیا جس میں سیاسی سماجی سٹوڈنٹس وکلاء صحافی اور ایچ آر سی پی کے ساتھیوں نے شرکت کی۔ شرکاء نے خواتین کے مسائل پر گفتگو کی۔ شرکاء نے کہا کہ ہر سال خواتین کا دن پورے پاکستان میں منایا جاتا ہے مگر عملی طور پر ان کے حقوق کے لیے کوشش کرنے والے بہت کم لوگ ہیں۔ سابقہ خواتین کونسلر نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ آج بھی ہر ماہ ملک کے مختلف حصوں میں سینکڑوں خواتین کو شک کی بنیاد پر سیاہ کاری کے الزام اور قبائلی جھگڑوں میں قتل کیا جا رہا ہے۔ وٹہ سٹہ کی شادیاں اور ان کو فروخت کرنا معمول کی بات ہے۔ شرکاء سے گفتگو کرتے ہوئے ایک سہولت کار نے کہا کہ ان کی سماجی تنظیم نے ضلع کا سروے کیا تو ستر فیصد دیہاتوں میں گرلز سکول تک نہیں ہے اور پورے ضلع میں صرف پانچ گرلز ہائی سکول اور ایک انٹر کالج ہے۔ سیاسی رہنما محترم عزیز نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ اکثر خواتین کھیتوں میں مردوں کے ساتھ برابر کام کرتے ہیں اور انہیں معاوضہ نہیں دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے خواتین کا استحصال ہو رہا ہے۔ یحیٰی بلوچ نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ پورے ضلع میں ایک ہسپتال ہے لیکن وہاں لیڈی ڈاکٹرز کی آسامیاں عرصہ دراز سے خالی پڑی ہیں کیونکہ مقامی ڈاکٹرز نہ ہونے کی وجہ سے اور امن وامان کے خطرہ عدم سہولیات کی بنا پر کوئی آنے کو تیار نہیں ہے۔

(محمد علی)

انصاف کی عدم فراہمی کیخلاف مظاہرہ

حیدرآباد 7 اپریل کو ہالانی کی رہائشی رانی نے انصاف وتحفظ کے حصول کے لیے پریس کلب کے باہر احتجاجی مظاہرہ کیا۔ رانی نے الزام عائد کرتے ہوئے بتایا کہ اس کا دیور ندیم اور بھتیجا بلاول چند روز قبل زبردستی اس کے گھر میں داخل ہوئے اور اسے اور اہل خانہ کو تشدد کا نشانہ بنایا اور گھر سے نکال کر اس پر قبضہ کرلیا ہے۔ اس نے بتایا کہ سر چھپانے کے لیے اس کے پاس یہ واحد ٹھکانہ تھا جس پر قبضہ ہونے کے بعد سے وہ اپنے اہل خانہ کے ہمراہ نہ صرف در بدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہے بلکہ وہ راتیں بھی کھلے آسمان تلے گزارنے پر مجبور ہیں جبکہ پولیس بھی ان کی کوئی مدد نہیں کر رہی۔ انہوں نے اعلیٰ حکام سے اپیل کی ہے کہ اس کے گھر سے قبضہ ختم کروا کر اسے انصاف وتحفظ فراہم کیا جائے۔

(لالہ عبدالحلیم)

بچوں کو پولیو کے قطرے پلانے کی مہم

چارسدہ چارسدہ میں صحت کا انصاف پروگرام کے تحت پولیو سمیت 9 مختلف بیماریوں سے بچاؤ کیلئے مہم چلائی گئی۔ مہم کیلئے ضلع بھر میں سیکورٹی کے سخت انتظامات کیئے گئے تھے موٹر سائیکل سواری پر پابندی عائد کر دی گئی تھی۔ صحت کا انصاف پروگرام کے تحت ضلع چارسدہ میں 2 لاکھ 70 ہزار بچوں کو پولیو سمیت 9 بیماریوں سے بچاؤ کے قطرے پلانے کی مہم مکمل کر دی گئی ہے۔ مہم میں 12 سو 60 ٹیموں نے شرکت کی تھی۔ سیکورٹی کیلئے سخت ترین انتظامات کیئے گئے تھے۔ ضلع بھر میں اسلحہ کی نمائش اور صبح 6 بجے سے لیکر شام 7 بجے تک موٹر سائیکل چلانے پر پابندی عائد کر دی گئی۔ دوسری جانب محکمہ صحت کے ٹیموں کی سیکورٹی یقینی بنانے کیلئے ضلع بھر میں تین ہزار پولیس اہلکار تعینات گئے تھے، اور چارسدہ کے تمام داخلی وخارجی راستوں پر ناکہ بندی کر دی گئی تھی۔

(واجد علی)

خسرہ کی وباء سے ہلاکتیں

قلات قلات سے 160 کلومیٹر دور گاؤں گزگ کا علاقہ واقع ہے جو پہاڑی دشوار گزار اور دور افتادہ علاقہ ہے جس میں سے خسرہ کی وباء پھوٹ پڑنے سے گاؤں کے چار بچے ہلاک اور درجنوں بیمار ہوگئے۔ دور افتادہ علاقہ ہونے کی وجہ سے لوگ شہر نہیں آسکتے جس کی وجہ سے مزید ہلاکتوں کا خدشہ ہے جبکہ اب تک سرکاری سطح پر محکمہ صحت نے کوئی ٹیم جائے وقوعہ کا معائنہ کرنے اور لوگوں کو علاج کی سہولت فراہم کرنے کے لیے روانہ نہیں کی۔

(محمد علی)

تعلیم

طالب علموں کے لیے ٹرانسپورٹ کا انتظام کیا جائے

ہرنائی ہرنائی ڈگری کالج میں طلباء وطالبات انتہائی دور دراز علاقوں سے پڑھائی کے مقصد کے لیے آتے ہیں مگر انہیں ٹرانسپورٹ کی سہولت میسر نہیں۔کوئی سرکاری بس نہ ہونے کی وجہ سے طالب علم اکثر غیر حاضر رہتے ہیں۔جو کالج میں اپنی حاضری کو یقینی بناتے ہیں میں وہ دیر سے پہنچتے ہیں۔محکمہ تعلیم سے اپیل ہے کہ ہرنائی ڈگری کالج کے طلباء وطالبات کے لیے ایک بس کا بندوبست کیا جائے تا کہ طلبا وطالبات کی کالج میں بروقت حاضری کو یقینی بنایا جا سکے۔

(حمیداللہ)

بچوں کوسکولوں میں داخل کروانے کے لیے آ گہی مہم

چارسدہ چارسدہ میں 71 ہزار بچے سکولوں سے باہر ہیں۔71 ہزار میں سے 44 ہزار بچیاں جبکہ 27 ہزار کے قریب بچے ہیں۔اس سلسلے میں محکمہ تعلیم چارسدہ کے زیراہتمام این سی ایچ ڈی چارسدہ کے آفس میں جے سی ڈی ایس کے تعاون سے ایک روزہ ورکشاپ منعقد ہوئی۔جس میں این سی ایچ ڈی کے ڈائریکٹر آپریشنز ریاض حسن خان، ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر زسراج محمد، رابعہ انیس، جہانگیر خان، این سی ایچ ڈی کے سیف اللہ ظفر، نورالوہاب اور جے سی ڈی ایس کے تنویر اکبر کے علاوہ اے ڈی اوز سرکل، مختلف این جی اوز کے نمائندوں اور عمائدین علاقہ نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔جن میں 44240 بچیاں اور 27156 بچے ہیں۔ورکشاپ میں بتایا گیا کہ 2014 اپریل داخلہ مہم کے لیے سکولوں سے باہران 71396 بچوں کے لیے منصوبہ بندی کی گئی ہے تا کہ سو فیصد انرولمنٹ ہو اور کوئی بچہ سکول سے باہر نہ رہ جائے۔اس موقع پر مختلف غیر سرکاری تنظیموں نے محکمہ تعلیم کے افسران کو اپنے مکمل تعاون کی یقین دہانی کرائی۔ورکشاپ سے خطاب کرتے ہوئے ریاض حسن خان، سراج محمد، رابعہ انیس، جہانگیر خان اور سیف اللہ ظفر نے کہا کہ داخلہ مہم کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے اپنی صلاحیتیں بروئے کار لانا ہم سب کی اجتماعی ذمہ داری ہے۔انہوں نے واضح کیا کہ 8 اپریل سے تمام تعلیمی ادارے کھل رہے ہیں۔اس وقت تک ہمیں علاقے کے علماء کرام، خطباء، صحافیوں، پرنٹ والیکٹرانک میڈیا کے نمائندوں اور بااثر افراد سے رابطے کرنے چاہیے۔اس کے علاوہ پورے ضلع میں نمایاں مقامات پر فلیکس، پوسٹرز اور بینرز لگانے چاہئیں۔جبکہ ہر سکول میں بھی ایک بینر اور پوسٹر چسپاں کرنے چاہئیں۔اس موقع پر واضح کیا گیا کہ 8 اپریل کو ہائی سکول نمبرا چارسدہ سے داخلہ مہم کے سلسلے میں آ گہی واک نکالی جائے گی اس کے علاوہ نئے طلباء وطالبات کو سکولوں میں داخلہ کے وقت خوش آمدید مہم بھی چلائی جائے گی۔تا کہ ان کا اعتماد بڑھے۔اس کے علاوہ ہر سرکل میں بھی آ گہی واک منعقد کیے جائینگے۔جبکہ PTC کے اجلاسوں میں بھی اس حوالے سے حکمت عملی مرتب کی جائے گی۔

(واجد علی)

کُتب کی فراہمی کا مطالبہ

ہرنائی ضلع ہرنائی کا تعلیمی سیشن دیگر اضلاع سے مختلف ہے۔یہاں گرمیوں کی چھٹیاں ختم ہوتے ہی نیا تعلیمی سال شروع ہوتا ہے۔جس کا آغاز 15 اگست سے ہوتا ہے جو جون تک جاری رہتا ہے۔ہرنائی کے بعض سکول مکمل طور پر بند ہیں اور بعض میں تاحال بچوں کو درسی کتابیں فراہم نہیں کی گئیں۔چھٹی جماعت کی انگریزی کی کتاب چھ ماہ گزرنے کے باوجود بچوں کو مہیا نہیں کی گئی۔ہرنائی کے شہریوں کا مطالبہ ہے کہ سکولوں میں تمام کتب کی جلد از جلد فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔

(حمیداللہ)

تعلیمی وطبی سہولیات کا فقدان

استور ضلع استور کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔اس ضلع میں انسانی حقوق کی شدید خلاف ورزیاں ہورہی ہیں۔پونے دو لاکھ آبادی پر مشتمل انتہائی پسماندہ ضلع کے لیے 10 بستروں پر مشتمل صرف ایک ہسپتال موجود ہے مگر اس ہسپتال میں بنیادی طبی سہولیات موجود نہیں۔وزیر اعلیٰ گلگت بلتستان سید مہر شاہ نے تین سال قبل اعلان کیا تھا اس ہسپتال کو اپ گریڈ کر کے سو بستروں پر مشتمل ہسپتال تمام طبی سہولیات کے ساتھ تعمیر کیا جائے گا مگر اس اعلان پر عملدرآمد نہیں کیا گیا۔اس ہسپتال کے اندر بنیادی سہولیات کی عدم فراہمی کی وجہ سے بڑی تعداد میں اموات ہو جاتی ہیں۔زیادہ تر مسائل اور اموات کا شکار خواتین اور بچیاں ہیں۔تقریباً 95 فیصد مریضوں کو 100 کلومیٹر اضافی سفر کر کے گلگت لے کر جانا ہوتا ہے۔ضلع میں صحت کے بنیادی سہولیات سے محروم عوام کی خواتین کے لیے تعلیم حاصل کرنا بھی انتہائی مشکل ہے۔میٹرک پاس کرنے کے بعد تو بالکل بھی ناممکن بنا دیا گیا ہے۔دو لاکھ کی آبادی کے لیے گورنمنٹ سے منظور شدہ خواتین کے لیے علیحدہ ایک بھی ہائی سکول موجود نہیں ہے۔بہت ساری خواتین میٹرک پاس کرنے کے بعد مجبوراً تعلیم کو خیر باد کہہ دیتی ہیں۔

(رفیع اللہ)

لائبریری کی عمارت کوتوسیع دی جائے

بصیرپور بصیرپور شہر کی آبادی ایک لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔اور شہر میں صرف ایک پبلک لائبریری قائم ہے جو کہ ایک کمرہ پر مشتمل عمارت میں واقع ہے۔2000 میں پبلک لائبریری بصیرپور کی نئی عمارت کی تعمیر کے منصوبے کی منظوری دی گئی اور اس مقصد کے لیے ٹاؤن کمیٹی بصیرپور نے ایک بجٹ میں پانچ لاکھ روپے مختص کیے جس سے نئی عمارت کی تعمیر کے منصوبے کا افتتاح ہوا۔ابھی تک صرف عمارت کی صرف بنیادیں ہی تعمیر کی گئیں ہیں۔مقامی شہریوں نے عمارت کی تعمیر کے لیے متعدد درخواستیں دی ہیں لیکن ابھی تک کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔شہریوں کا ڈی سی او اوکاڑہ سے مطالبہ ہے کہ پبلک لائبریری بصیرپور کی نئی عمارت کی تعمیر کے منصوبے کو جلد از جلد مکمل کیا جائے۔

(اصغر حسین)

لڑکیوں کے سکول کے قیام کا مطالبہ

زیارت وادی منہ اور اس کے مضافاتی علاقے بشمول زڑگی سپیر ژندی اور سنک میں کوئی گرلز ہائی سکول نہیں۔یہاں کی آبادی اٹھارہ ہزار کے لگ بھگ ہے۔مقامی شہری حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس علاقے کی تعلیمی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے جلد از جلد گرلز ہائی سکول کی بنا رکھی جائے تا کہ یہاں کی نصف آبادی تعلیم کے زیور سے مزید محروم نہ رہے۔

(حبیب اللہ)

صحت

طبی سہولیات کا فقدان

چمن 18مارچ کو پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے ضلعی کور گروپ چمن کی ایک پانچ رکنی ٹیم نے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال چمن کا دورہ کیا۔ وفد نے مریضوں سے ملاقات کی۔ ملا عبدالمنان، عبداللہ، فضل محمد، خان آ کا اور دیگر مریضوں نے ٹیم کو بتایا کہ ہسپتال میں ڈاکٹرز ڈیوٹی نہیں دیتے۔ مریضوں کو اپنے نجی کلینک پر آنے کا کہتے ہیں۔ ہسپتال کے ایم ایس نے بتایا کہ ہسپتال میں مریض زیادہ جبکہ ادویات کم ہیں۔ ہسپتال کو چمن کے علاوہ افغانستان کے نزدیکی علاقے کے مریض بھی یہاں آتے ہیں۔

(محمد صدیق)

میڈیکل کلینک میں بم دھماکہ

قلات 27مارچ کو ضلع قلات کے علاقے زرد غلام جان میں جمعہ کو نجی کلینک کے میڈیکل سٹور کے سامنے زوردار بم دھماکہ ہوجس کی وجہ سے ہزاروں مالیت کی ادویات ضائع ہوگئیں۔ایک مذہبی تنظیم نے ایک پرچی پر دھمکی آمیز الفاظ لکھ کر میڈیکل سٹور کے اندر پھینک دیا تھا کہ پولیو پلانے والے مرد خواتین ہر شخص کو سختی سے خبر دار کیا جاتا ہے کہ وہ پولیو پلانے کے عمل سے باز آجائیں ورنہ انہیں جان و مالی نقصان پہنچایا جائے گا۔کلینک کے مالک ڈاکٹر محمد حنیف نے صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ دھماکے کی وجہ سے مالی نقصان تو ہوا مگر کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔

(محمد علی)

عالمی یوم صحت

حیدرآباد 8اپریل کو حیدرآباد میں عالمی یوم صحت کے موقع پر سماجی تنظیموں کی جانب سے ریلیاں اور سیمینار کا انعقاد کیا گیا۔ ایم کے فاؤنڈیشن کی جانب سے سورٹھ سماجی ترقیاتی تنظیم کے اشتراک سے اولڈ کیمپس سے پریس کلب تک ریلی نکالی گئی، جس کی قیادت دونوں تنظیموں کے رہنماؤں ڈاکٹر شاہنواز، ایم کے دل، نجمہ ملاح اور آغا ظفر نے کی۔ ڈاکٹر شاہنواز نے خطاب کرتے ہوئے شرکا کو مچھر، مکھی اور حشرات الارض سے پھیلنے والے امراض اور ان سے بچاؤ کے طریقے بتائے۔ دریں اثناء ہینڈز ایم ایس ایس ناری پروجیکٹ حیدرآباد کے تحت ایک تقریب کا انعقاد کیا گیا جس سے عبدالرزاق عمرانی، عرفان خاصخیلی، اسما سومرو، انجم النساء میمن، مشتاق احمد عمرانی، عرفان احمد کھوسو، انور سومرو اور عبدالغفار عمرانی نے خطاب کیا۔ مقررین نے کہا کہ بدقسمتی سے پاکستان میں پرائمری ہیلتھ کیئر سسٹم غیر فعال ہونے کی وجہ سے عوام کی بڑی تعداد صحت کی سہولتوں سے محروم ہے۔ پولیو وائرس سے ابھی تک بچے معذور ہو رہے ہیں۔ 21ویں صدی میں تحقیق کے شعبے میں ترقی کے باوجود دنیا کو ملیریا اور ڈینگی بخار پھیلانے والے جراثیم سے شدید خطرہ ہے۔ ترقی پذیر ممالک میں یہ صورتحال زیادہ خطرناک ہے کیونکہ وہاں حفاظتی ٹیکوں اور صحت وصفائی کے اقدامات بنیادی اصولوں کے مطابق نہیں۔ ان خیالات کا اظہار ڈاکٹر عبدالغنی قاضی، پرووائس چانسلر اسریٰ یونیورسٹی نے ورلڈ ہیلتھ ڈے کے موقع پر سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن نے اس سال جراثیم سے پھیلنے والی بیماریوں کو عالمی خطرہ قرار دیا ہے۔ ڈاکٹر قاضی نے کہا کہ ان بیماریوں سے بچاؤ کے لیے بروقت حفاظتی ٹیکے لگوائے جائیں۔ صفائی کا خاص خیال رکھا جائے اور جسم کو ڈھانپ کر رکھا جائے جبکہ مچھر مار اسپرے کیا جائے۔ سیمینار سے ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کے نمائندے ڈاکٹر عبدالرحمان، ڈاکٹر سلمان قاضی، ڈاکٹر رخساع شاہانی اور ڈاکٹر حسین بخش کولاچی نے بھی خطاب کیا۔

(لالہ عبدالحلیم)

طبی سہولیات کی کمی کے خلاف احتجاج

حیدرآباد ہیپاٹائٹس کے مرض میں مبتلا سندھ بھر کے مختلف شہروں سے تعلق رکھنے والے مریضوں نے ڈی جی صحت سندھ اور ہیپاٹائٹس کنٹرول پروگرام سندھ کے صوبائی منیجر کے دفاتر کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا۔ مظاہرین کا مطالبہ تھا کہ انہیں ہیپاٹائٹس کے علاج کے لیے حکومت کی جانب سے دیئے جانے والے انجکشن کی فراہمی جاری رکھی جائے۔ ان کا کہنا تھا کہ وہ سندھ کے مختلف شہروں خیرپور، سانگھڑ، ٹیاری، دادو، نوابشاہ، میرپور خاص اور دیگر اضلاع سے تعلق رکھتے ہیں اور انہیں گزشتہ کئی ماہ سے ہیپاٹائٹس بچاؤ ویکسین فراہم نہیں کی جارہی۔ وہ بھاری کرایہ ادا کرکے حیدرآباد میں واقع پروگرام منیجر کے دفتر پہنچتے ہیں تو انہیں یہ کہہ کر واپس کردیا جاتا ہے کہ صوبائی منیجر کی پوسٹ پر کسی بھی افسر کی تعیناتی نہیں ہے اور افسر کی تعیناتی کے بعد انہیں ویکسین فراہم کی جائے گی۔

(لالہ عبدالحلیم)

بھتہ نہ دینے پر ڈاکٹر کے گھر پر حملہ

2اپریل کو محلہ خدریانوالہ میں ڈاکٹر عالمگیر کے گھر پر نامعلوم افراد کا دستی بم سے حملہ۔ گھر میں کھڑی گاڑی کو نقصان پہنچا تاہم کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ اپولیس کو رپورٹ درج کراتے ہوئے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ٹانک کے سرجن ڈاکٹر عالمگیر بیٹنی نے بتایا کہ گزشتہ ایک ماہ سے اسے نامعلوم شخص کی جانب سے دھمکی آمیز فون کال موصول ہورہی ہیں جس میں رقم کا مطالبہ کیا جاتا ہے اور نہ دینے پر سنگین نتائج کی دھمکیاں دی جارہی ہیں۔ 12اپریل کو نامعلوم افراد نے ان کے گھر واقع محلہ خدریانوالہ پر دستی بم سے حملہ کردیا۔ اس واقعے سے ایک روز قبل یکم اپریل کو ٹانک سے 7 کلومیٹر جنوبی وزیرستان روڈ پر واقع کرش پلانٹ پر شام 7 بجے کے قریب نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے دستی بم سے حملہ اور فائرنگ کی۔ پلانٹ میں موجود مالکان اور مزدور محفوظ رہے اور کسی قسم کی جانی و مالی نقصان نہیں ہوا۔ پولیس کے مطابق کرش پلانٹ کے مالک سے بھی رقم کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ واضح رہے کہ اس قسم کی واقعات سے لوگ عدم تحفظ کا شکار ہوگئے ہیں۔

(محمد ارشاد)

صاف پانی فراہم کیا جائے

خیرپور میرس خیرپور شہر کی آدھے سے زیادہ آبادی میں پینے کے پانی کا شدید بحران ہے۔ خیرپور شہر میں نسا سک کی طرف سے بخاری محلہ، جیلانی محلہ، منشی محلہ، بھرگڑی محلہ، غریب آباد محلہ میں پینے کے صاف پانی کی فراہمی کئی دنوں سے بند ہے جس کی وجہ سے شہری پریشان ہیں۔ مقامی شہریوں کا کہنا ہے کہ وہ مہنگے داموں پانی خریدنے پر مجبور ہیں۔ ان کا مطالبہ ہے کہ پینے کے صاف پانی کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔

(عبدالمنیم ابڑو)

صحت کی سہولیات کا فقدان

گنچھے ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال میں طبی سہولیات کی شدید قلت ہے۔ لیڈی ڈاکٹرز کی عدم تعیناتی کے باعث خواتین مریضوں کو علاج ومعالجے کے حوالے سے شدید مشکلات درپیش ہیں۔ علاوہ ازیں ہسپتال میں ادویات کی قلت ہے جس کے باعث لوگوں کو ادویات مہنگے داموں نجی میڈیکل سٹورز سے خریدنا پڑتی ہیں۔ نجی آلات اور ضروری مشینری بھی دستیاب نہیں ہے۔ ہسپتال میں طبی سہولیات کی عدم دستیابی کے باعث مریضوں کو علاج ومعالجے کے لیے سکردو جانا پڑتا ہے اور بعض اوقات مریض فوری علاج نہ ملنے کے باعث راستے میں دم توڑ دیتے ہیں۔ مقامی شہریوں کا مطالبہ ہے کہ ہسپتال میں سہولیات کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لیے ٹھوس اقدامات کیے جائیں۔

(بانو عباس)

طبی سہولیات کا بندوبست کیا جائے

اٹک تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال جنڈ 15 یونین کونسلز کی بڑی آبادی کے لیے واحد ہسپتال ہے۔ زیادہ تر موسمی بیماریاں جن میں بخار، نزلہ، زکام، کھانسی، پھیپھڑوں کی انفیکشن شامل ہیں، کے مریض ہوتے ہیں جن کی سہولت کیلئے 40 بیڈز پر مشتمل زنانہ و مردانہ وارڈز، ڈینٹل لیب اور تشخیصی ٹیسٹ لیبارٹری موجود ہے۔ جبکہ مقامی لوگوں کا کہنا ہے کہ ان سے لیبارٹری ٹیسٹ، دانتوں کی صفائی، بھرائی اور دانت نکلوانے کی فیس وصول کی جاتی ہے۔

علاوہ ازیں پاگل کتے اور سانپ کے کاٹے کی ویکسینز اور زچہ وبچہ کیلئے گائنی لیڈی ڈاکٹر کی سہولت بھی ہسپتال میں دستیاب نہیں ہے۔ اکثر زچگی کے مریضوں کو راولپنڈی اور اسلام آباد کے ہسپتالوں میں ریفر کر دیا جاتا ہے جبکہ غریب و نادار مریض بڑے شہروں کے بھاری بھر اخراجات برداشت کرنے کی سکت نہیں رکھتے جس کے باعث اکثر اوقات زچہ وبچہ کی زندگی خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ ہسپتال میں موجود ایمبولنس کی حالت انتہائی خراب ہے۔ شہریوں نے منتخب نمائندوں اور پنجاب حکومت سے پرزور اپیل ہے کہ ڈی ایچ کیو ہسپتال جنڈ میں ترجیحی بنیادوں پر طبی سہولیات کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔

(راشد علی)

طبی سہولیات فراہم کی جائیں

دالبندین ضلعی ہیڈکوارٹر پرنس فہد ہسپتال میں کوئی سرجن ڈاکٹر تعینات نہیں۔ علاوہ ازیں میل اور فی میل ڈاکٹروں کی کئی آسامیاں خالی پڑی ہیں جس کے باعث مریضوں کو مشکلات کا سامنا ہے۔ مقامی شہریوں کا کہنا ہے کہ ہسپتال میں ادویات بھی دستیاب نہیں جس کے باعث انہیں نجی میڈیکل سٹورز سے مہنگے داموں ادویات خریدنا پڑتی ہیں۔ شہریوں نے اعلیٰ حکام سے مطالبہ کیا ہے کہ اس مسئلے کا نوٹس لیا جائے اور ہسپتال میں طبی سہولیت کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔

(یحییٰ خان)

شہریوں کو طبی سہولیات سے محرومی کا سامنا

پسنی بلوچستان کے ساحلی علاقے پسنی کی آبادی ڈیڑھ لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔ لیکن صحت کی بنیادی سہولیات نہ ہونے کی وجہ سے اہلیان پسنی شدید مشکلات سے دوچار ہیں۔ اتنی بڑی آبادی والے شہر کو صرف ایک دیہی مرکز میسر ہے۔ جہاں کئی ڈاکٹرز کی آسامیاں خالی پڑی ہیں۔ آکسیجن اور دیگر بنیادی ضروریات نہ ہونے کی وجہ سے اکثر حادثات میں زخمی افراد جاں بحق ہوجاتے ہیں۔ خواتین کے لیے شہر میں کوئی میٹرنٹی ہوم نہ ہونے کی وجہ سے حاملہ خواتین کو کراچی جانا پڑتا ہے جو کہ عام آدمی کی دسترس سے باہر ہے اور اتنے طویل سفر سے راستے میں کسی بھی افسوسناک حادثے کا خدشہ رہتا ہے۔ کسی بھی آفت یا وبائی امراض پھوٹنے کی صورت میں قیمتی جانوں کے ضیاع کا خطرہ رہتا ہے۔ معمولی سی بیماری کے لیے بھی لوگ پرائیویٹ کلینکوں کی جانب رخ کرتے ہیں۔ جبکہ پرائیویٹ کلینک کا خرچہ عام انسان نہیں اٹھا سکتا۔ اہلیان پسنی کا اعلیٰ حکام سے مطالبہ ہے کہ وہ پسنی میں طبی سہولیات کی فراہمی کو یقینی بنائیں تاکہ لوگوں کی مشکلات کم ہوسکیں۔

(غلام یاسین)

آب نکاسی کے نظام کو بہتر کیا جائے

دیپالپور دیپالپور کے گنجان آباد محلّہ ڈھکی محلّہ گیلانیہ، محلّہ گوردیال، محلّہ قاضیانوالہ محلّہ لعلو جسرائے، محلّہ محمدیہ اور دیگر علاقوں میں پینے کے پانی میں سیوریج کا پانی شامل ہورہا ہے اور سینکڑوں افراد یہ پانی پینے سے ہیپاٹائٹس بی اور سی کا شکار ہوگئے ہیں جس میں چھوٹے بچوں سمیت خواتین اور مرد شامل ہیں۔ شہریوں نے مطالبہ کیا ہے کہ پاکپتن دروازہ کے قریب سرکاری جگہ پر واٹر فلٹریشن پلانٹ لگا دیا جائے تو ہزاروں افراد موذی امراض سے بچ جائیں۔ اس سلسلہ میں مدینہ چوک دیپالپور میں سینکڑوں خواتین نے احتجاج کیا تھا جہاں پر اسسٹنٹ کمشنر دیپالپور نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ وہ واٹر فلٹریشن پلانٹ لگا دیں گے اور محلّہ ڈھکی کے واٹر سپلائی کے پائپ بھی تبدیل کردیں گے جو ابھی تک نہیں تبدیل کیے گئے۔ شہریوں نے اعلیٰ حکام سے اپیل کی ہے کہ فوری طور پر واٹر فلٹریشن پلانٹ اور واٹر سپلائی پائپ تبدیل کیے جائیں تاکہ مزید افراد موذی امراض سے بچ سکیں۔

(مسعود علی)

مچھر مار سپرے کا مطالبہ

باجوڑ ایجنسی باجوڑ ایجنسی میں مچھر مار سپرے نہ ہونے کی وجہ سے مچھروں کی پیداوار میں اضافہ ہوگیا۔ جس کی وجہ سے بیماریاں پھیلنے لگی ہیں۔ باجوڑ ایجنسی کے مختلف علاقوں میں سپرے نہ کرانے کے باعث مچھروں کی بھرمار ہے۔ جس سے ڈینگی، بخار، ملیریا اور دیگر بیماریوں کے پھیلنے کا خطرہ بڑھ گیا ہے۔ انہوں نے اعلیٰ حکام سے مطالبہ کیا ہے کہ باجوڑ ایجنسی میں مچھر مار سپرے کرایا جائے تاکہ ڈینگی، ملیریا اور دیگر مہلک امراض کی روک تھام کی جاسکے۔

(شاہد حبیب)

اقلیتیں

توہین رسالت کے مقدمہ میں سزائے موت

ٹوبہ ٹیک سنگھ 15اپریل کوٹوبہ ٹیک سنگھ کی مقامی عدالت نے توہین رسالت پر مبنی مقدمہ میں میاں بیوی کو سزائے موت اور ایک ایک لاکھ جرمانہ کی سزا کا حکم سنایا۔دونوں میاں بیوی پرتوہین رسالت پرمبنی ایس ایم ایس کرنے کا الزام تھا۔شفقت مسیح اور اس کی بیوی شگفتہ کو ڈسٹرکٹ جیل ٹوبہ ٹیک سنگھ کے اندرسماعت کے دوران فیصلہ سنایا گیا۔دونوں ملزمان کاتعلق ٹوبہ ٹیک سنگھ کی تحصیل گوجرہ سے ہے۔دونوں ملزمان کے خلاف تھانہ سٹی گوجرہ میں توہین رسالت کا مقدمہ درج کیا گیا تھا۔ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج محمد عامر حبیب نے توہین رسالت کے الزام میں میاں بیوی کوسزائے موت اورایک ایک لاکھ روپے جرمانہ کی سزا کاحکم سنادیا۔

(اعجاز اقبال)

ہندو بھٹہ مزدوروں کی بازیابی

عمرکوٹ سیشن کورٹ کے حکم پر سامارو پولیس نے کنری روڈ پرواقع عصمت اللہ پٹھان کے اینٹوں کے بھٹہ پر چھاپہ مارکر پچاس بھٹہ مزدوروں کو رہا کرایا جن میں شریمتی پالو، گوری، بھورجی، پرتاب، ہرجی، اوردیگر شامل تھے۔ان کے مطابق بھٹہ مالکان ان سے جبری مشقت لیتے تھے۔بازیاب شدہ افراد کے مطابق ملزم ان کوتشدد کا نشانہ بناتا تھا اورانہیں کہیں آنے جانے کی آزادی نہیں تھی۔

(اوکھومنروپ)

اقلیتوں کا تحفظ،حکومت کی ذمہ داری

حیدرآباد یکم اپریل کوحیدرآباد میں ہنومان مندر پر حملے کے خلاف دوسرے روز بھی پریس کلب کے سامنے احتجاجی مظاہروں کا سلسلہ جاری رہا۔مختلف سیاسی،سماجی واقلیتی شخصیات نے کالی ماتا مندر پر حملے کی مذمت کرتے ہوئے ملزمان کی فوری گرفتاری اوراقلیتوں کی عبادتگاہوں کوتحفظ فراہم کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔پنچائت ریلوے کالونی کے عہدیدار نے کہاکہ اگرلاڑکانہ میں مندر پر حملے میں ملوث ملزمان کوگرفتار کر کے کیفرکردار تک پہنچادیا جاتا توحیدرآباد میں ایساواقعہ پیش نہ آتا۔انہوں نے وفاقی اورسندھ حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ اقلیتی عبادت گاہوں کوتحفظ فراہم کیا جائے تاکہ اس قسم کے واقعات آئندہ رونما نہ ہوں۔مسلم لیگ ن ضلع حیدرآباد کے صدر محمد حنیف صدیقی نے کالی ماتا مندر میں توڑ پھوڑ کی مذمت کی اورکہا کہ اقلیتیں بھی اس ملک وقوم کا حصہ ہیں اوران کی جان و مال کی حفاظت کے لیے ہرفرادکوکردارادا کرنا ہوگا۔سندھ میں ہندو برادری کی عبادت گاہوں کو جلایا جانا صوبائی حکومت کی ناکامی ہے۔سندھ حکومت عوام اوراقلیتوں کوتحفظ فراہم کرے۔مسلم لیگ ن نے لیبرلیڈیز ونگ کی نائب صدرمحترمہ پروین حلیم نے کالی ماتا مندر پر حملے کی سخت الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ سندھ میں اقلیتی برادری کے خلاف سازشیں کی جارہی ہیں تاکہ وہ اپنی جائیدادیں چھوڑکرنقل مکانی کر جائیں۔پھران جائیدادوں پر قبضہ کیا جاسکےاور سندھ کے وسائل پر قبضہ کیا جاسکے۔ان کا کہنا تھا کہ ان سازشوں میں حکومتی ایجنسیاں بھی ملوث ہیں۔اقلیتی برادری کے افراداور لڑکیوں کواغواء کرکے ان میں خوف وہراس پھیلا جارہا ہے۔حکومت فوری طور پراس کانوٹس لےاورسندھ میں اقلیتی برادری کومکمل تحفظ فراہم کیا جائے۔پاکستان تحریک انصاف اقلیتی ونگ کی جانب سے ہنومان مندرکوتحفظ فراہم کرنے اور مندر پرحملہ کرنے والوں کی گرفتاری کے لیے پریس کلب کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔اس موقع پرامیت بھگتہ، درگادیوی اورانجی سمیت دیگر نے کہا کہ ہنومان مندرکا واقعہ پولیس کی نااہلی کے سبب پیش آیا۔لاڑکانہ کے واقعے کے بعدآئی جی سندھ نے تمام مندروں پر مستقل پولیس چوکیاں قائم کرنے کی ہدایت کی تھی لیکن اس پرعملدرآمدنہیں کیا جارہا ہے۔جئے سندھ محاذ حیدرآباد کی جانب سے بھی ہنومان پر ہونے والے حملے کے خلاف ایس پی چوک سے ریلی نکالی گئی جومیزان چوک سے ہوتی ہوئی پریس کلب پہنچی جہاں پرریلی کے شرکاء نے احتجاجی مظاہ کیااورمندر پر حملے کے ملزمان کوسزادینے کا مطالبہ کیا۔اس موقع پر پارٹی کے رہنماؤں محراب کھوسو،ایازسنائی اورآدرشن چولیانی سمیت دیگر نے خطاب کرتے ہوئے کہاکہ سندھ ہزاروں سال پیارو امن کی سرزمین رہی ہے اورسندھ میں انتہاپسندی کی کوئی گنجائش نہیں۔ایک منظم سازشش کے تحت ہندوبرادری کوہراساں کیا جارہا ہے تاکہ وہ سندھ چھوڑکر چلے جائیں۔پیپلز پارٹی کے رہنما حاجی فیاض میمن، ڈاکٹر فاطمہ شاہ اوراقلیتی ونگ کی راشی بائی، ویروکوہن نے بھی کالی ماتا مندرکو جلانا اورتوڑ پھوڑ کی مذمت کی ہے۔مسلم لیگ ن منارٹی ونگ کے رہنما کیھٹل داس کوہستانی نے کہا کہ مندروں پرحملےاوربےحرمتی کے واقعات کرنے والوں کی سازش کامیاب نہیں ہونے دی جائے گی۔انہوں نے کہا کہ سندھ میں قانون نام کی کوئی چیزنہیں ہے۔اورسندھ حکومت مندروں کی حفاظت کرنے میں ناکام ہوچکی ہے۔رپورٹ بھیجنے تک پولیس نے پانچ مشکوک افرادکوحراست میں لیا تھا۔

(لالہ عبدالحلیم)

احمدی قبرستان کی بے حرمتی

جڑانوالہ چک 96 گ ب جڑانوالہ ضلع فیصل آباد میں معقول تعداد میں احمدی گھرانے قیام پذیر ہیں اوراحمدی مرحومین کے لیے الگ قبرستان مختص ہے۔گزشتہ کچھ عرصہ سے بعض شرپسندعناصرکا اصرارتھا کہ احمدی مرحومین کی قبروں پرنصب کتبوں پرتحریرشدہ کلمہ طیبہ ودیگرتحریرات کومٹادیا جائے۔اس ضمن میں رابطہ کرکے سرکاری انتظامیہ کوجماعت احمدیہ کےاصولی موقف سے آگاہ کیا جاتا رہا۔تاہم بدقسمتی سے ان مذہبی عناصر کے بے بنیاد مطالبہ پر متعلقہ پولیس اسٹیشن جڑانوالہ نے کاروائی کرتے ہوئے 9مارچ کو مذکورہ قبرستان کے بیشتر احمدی مرحومین کے کتبوں سے کلمہ طیبہ ودیگر مقدس تحریرات/آیات کومٹادیا ہےاورکتبوں کوتوڑدیا ہے۔اس فعل کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے کیونکہ اس نوعیت کی کاروائیوں کاایک ہی مقصد ہے کہ نفرت انگیز سرگرمیوں سے مذہب کے مقدس نام پرتعصب اورمنافرت کو پھیلایا جائے۔گزشتہ کچھ سالوں سے اس نوعیت کی مخالفانہ سرگرمیوں میں منظم انداز میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔1984 سے اینٹی احمدیہ آرڈیننس کے بعد سے ملک بھر میں 238افراد جماعت مذہبی منافرت کی نذرہوچکے ہیں جبکہ سینکڑوں کی تعداد میں قاتلانہ حملوں کا شکار ہوئے ہیں اورتاحال یہ سلسلہ جاری ہے۔اشتعال انگیزلٹریچر کے ذریعہ افراد جماعت احمدیہ کوواجب القتل قرار دیا جارہا ہے۔ان حساس نوعیت کے معاملات کی بابت قبل ازیں بھی متعدد مرتبہ ارباب اختیار کومناسب لائحہ عمل اورکاروائی کے لئے توجہ دلائی جاتی رہی ہے مگر بظاہر کوئی کاروائی عمل میں نہیں لائی گئی۔

(سلیم الدین)

قانون نافذ کرنے والے ادارے

ایف سی کے قافلے پر حملہ

قـــــلات یکم مارچ کو ایف سی کی گاڑیوں میں سوار اہلکاروں کا قافلہ ضلع قلات کی تحصیل سوراب سے ضلع آوران زلزلہ زدگان کی مدد کے لیے جا رہا تھا کہ ان کی گاڑیوں کو ریموٹ کنٹرول بم سے اڑا دیا گیا وجہ سے تین ایف سی اہلکار موقع پر ہلاک ہوگئے اور بیس اہلکار شدید زخمی ہوگئے۔ واقعہ کی ذمہ داری ایک کالعدم بلوچ تنظیم نے قبول کی ہے۔

(محمد علی)

سکیورٹی فورسز نے مار ڈالا

پاراچنار 4 فروری کو لوئر کرم ایجنسی کے علاقے علی زئی میں سکیورٹی فورسز اہلکاروں کی طرف آنے والی ایک گاڑی کو انہوں نے رکنے کا اشارہ کیا۔ گاڑی کا ڈرائیور گھبراہٹ کی وجہ سے گاڑی پر قابو نہ پا سکا جس کے نتیجے میں گاڑی سڑک کے درمیان الٹ گئی۔ اس دوران سکیورٹی فورسز نے ان پر فائرنگ شروع کر دی، جس سے ڈرائیور کمال حسین اور مسافر ماسٹر شعبان علی زخمی ہوگئے۔ دونوں زخمیوں کو ایجنسی ہیڈکوارٹر پاراچنار کی طرف روانہ کیا گیا جہاں راستے میں ماسٹر شعبان علی زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جاں بحق ہوگیا۔ واقعے کے بعد علاقہ مکینوں نے اس کے خلاف احتجاج کیا اور اہلکاروں کے خلاف تحقیقات کرنے کا مطالبہ کے ساتھ ساتھ زخمی اور جاں بحق افراد کے لیے معاوضہ کا مطالبہ کیا ہے۔

(محمد حسین)

سکیورٹی فورسز کا آپریشن

پسنی 22 مارچ کو ضلع کیچ کے علاقے پیدارک درمعکول کے مقام پر آپریشن کے دوران ایف سی اہلکاروں کی کئی گاڑیوں میں سوار مسلح اہلکاروں نے مراد حاصل نامی ایک شخص کے گھر میں فائرنگ کر کے وہاں موجود مراد حاصل ولد درویش، اکرما ولد مراد حاصل، اسلام ولد مراد حاصل، کمال اور پسنی سے تعلق رکھنے والے 24 سالہ سمیر ولد نصیر کمالان کو ہلاک کر دیا۔ سمیر ولد نصیر کی ہلاکت کے بعد پسنی بازار تین دن تک مکمل طور پر بند رہا۔ ہڑتال کے دوران عوام کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ واضح رہے کہ چند سال قبل مقتول سمیر کے والد نصیر کمالان کو سرکاری وردی میں ملوث اہلکاروں نے اغواء کیا تھا۔ بعد ازاں 17 فروری 2011 کو اور ماڑہ کے علاقہ سے نصیر کمالان اور ان کے ایک ساتھی احمد داد کی مسخ شدہ نعشیں برآمد ہوئی تھیں۔

(غلام یاسین)

پولیس کے خلاف احتجاج

شہداد کوٹ وگن تھانے کی حدود میں گاؤں خیرو خان جتوئی اور گاؤں لنڈی کے سینکڑوں خواتین نے وگن پولیس سٹیشن کے عملے کے خلاف ایک احتجاجی مظاہرہ کیا۔ مظاہرین کے ہاتھوں میں پلے کارڈز اور بینرز تھے جن پر وگن پولیس کی طرف سے بے گناہ افراد کے خلاف چادر اور چار دیواری کا تقدس پامال کرنے کے خلاف نعرے درج تھے۔ مظاہرین نے میڈیا کو بتایا کہ وگن پولیس سٹیشن کے ایس ایچ او کی سربراہی میں پولیس نے ان کے گھروں میں گھس کر خواتین اور بچوں کو تشدد کا نشانہ بنایا اور زیورات اور نقدی رقم اور ان کے کئی مردوں کو گرفتار کر کے ساتھ لے گئے۔ انہوں نے حکومت کے اعلیٰ حکام سے مطالبہ کیا ہے کہ انہیں جلد از جلد انصاف مہیا کیا جائے۔

(ندیم جاوید)

تین خواتین کا اغواء

چنیوٹ 13-04-2014 کو چنیوٹ میں تین خواتین کو زبردستی اغوا کر لیا گیا۔ بتایا گیا ہے کہ چنیوٹ کے نواحی علاقہ چک نمبر 226 ج ب میں تین ملزمان مبشر، اظہر اور نواز نے ساجدہ بی بی کو زبردستی اغوا کر لیا جبکہ موضع لولے شریف کے علاقہ میں بھی سات ملزمان خالد، ثقلین، حسنین، رحمت بمع تین کس نامعلوم ملزمان نے سونیا گل اور سعدیہ گل کو زنا کی نیت سے اغوا کر لیا جس کی بنا پر ملزمان کے خلاف الگ الگ مقدمات درج کر لئے۔

(سیف علی خان)

تعلیمی ادارے پر فورسز کا چھاپہ

کیچ 17 مارچ 2014 کو ضلع کیچ کی یونین کونسل کوشقلات میں ایف سی نے ایک مقامی انگلش لینگویج سنٹر پر چھاپہ مارا، جس کے بعد فورسز نے ایک ٹیچر عبدالسلام ولد ناگمان اور ایک طالبعلم جمال ولد محمد امین کو جبری طور پر لاغائب کر دیا گیا۔ ضلع کیچ تعلیمی اعتبار سے صوبے کے دیگر اضلاع کی نسبت بہت آگے ہے لیکن فورسز کی اس طرح کی غیر قانونی کاروائیوں کی وجہ سے نوجوانوں میں تعلیم کا رجحان پروان چڑھنے کے بجائے کم ہو رہا ہے۔

(کمال ایوب)

سیاسی کارکن کی ہلاکت

گـــوادر 30 مارچ کو تحصیل پسنی ڈسٹرکٹ گوادر کے تلارک ندی کے علاقے میں نامعلوم افراد نے فائرنگ کر کے محمد یوسف کی اطلاع ملنے پر لیویز فورس نے مقتولین کی نعشیں سول ہسپتال پسنی منتقل کر دی۔ مقتول گوادر سے اپنے گاؤں شادی کی تقریب میں جا رہے تھے۔ مقتول محمد یوسف مینگل بی این پی کے رہنما اور ڈسٹرکٹ کونسل گوادر کے نومنتخب ممبر تھے۔ تا حال کسی تنظیم یا گروہ نے اس واقعے کی ذمہ داری قبول نہیں کی۔

(علی بلوچ)

قلات آپریشن کیخلاف ہڑتال

قـلات 7 اپریل کو قلات میں سکیورٹی فورسز نے آپریشن کیا۔ سکیورٹی فورسز کے ذرائع کے مطابق 30 سے 40 بلوچ مزاحمت کاروں کو جان سے مار دیا گیا۔ اور ان کے 10 اہلکار زخمی ہیں۔ جبکہ بی ایل اے کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے ایف سی کا ایک ہیلی کاپٹر مار گرایا ہے اور انہیں شدید جانی نقصان پہنچایا ہے۔ بلکہ ایف سی نے اپنی ناکامی چھپانے کی خاطر عام شہریوں کے خلاف کاروائی کر کے ان میں سے بعض کو شہید اور زخمی کر دیا ہے۔ جس کی بنا پر بی این ایف کی جانب سے 8 اپریل کے لیے شٹر ڈاؤن ہڑتال کا اعلان کیا گیا۔ اور کیچ اور مکران سمیت بلوچستان کے تمام بلوچ علاقوں میں شٹر ڈاؤن ہڑتال ہوئی اور تمام کاروبار زندگی، مارکیٹیں، تجارتی مراکز اور دفاتر بند رہے۔

(غنی پرواز)

2013 میں پاکستان میں انسانی حقوق کی صورتحال کا مختصر جائزہ

ذیل میں پاکستان میں سال **2013** کے دوران انسانی حقوق کی مجموعی صورتحال کا مختصر جائزہ پیش کیا جارہاہے:۔

قوانین اور قانون سازی

☆ پارلیمنٹ نے دو درجن کے قریب قوانین بنائے۔ 8 صدارتی آرڈیننسوں کا نفاذ کیا گیا۔

☆ سکیورٹی سے متعلق متعدد قوانین کی منظوری دی گئی۔ صدر مملکت نے تحفظ پاکستان آرڈیننس کے نفاذ کا اعلان کیا۔

☆ صوبوں میں اہم قانون سازی کی گئی۔ سب سے زیادہ قوانین سندھ کی صوبائی اسمبلی نے بنائے۔

☆ چاروں صوبوں نے بلدیاتی اداروں کے لیے قوانین متعارف کروائے لیکن بلدیاتی انتخابات کا انعقاد صرف بلوچستان میں ہوسکا۔

☆ خیبر پختونخوا معلومات کے حق کا قانون وضع کرنے والا پہلا صوبہ بن گیا۔ بعدازاں پنجاب نے بھی ایسا ہی کیا۔

انصاف کا انتظام وانصرام

☆ عدالتوں میں لاتعداد مقدمات التوا کا شکار تھے۔ سپریم کورٹ میں 20 ہزار مقدمات زیرالتوا تھے۔

☆ سپریم کورٹ نے ازخودنوٹس کا استعمال جاری رکھا۔ قانونی ماہرین نے اس سلسلے میں رہنما اصولوں کے فقدان کی نشاندہی کی جس سے یہ معلوم ہوسکتا کہ عدالت نے ازخودنوٹس کے تحت کن مسائل کو ترجیح دی اور کیوں۔

☆ قومی عدالتی پالیسی سازی کمیٹی کے عدالتی افسران کی تعداد میں اضافے کے مطالبے کو بڑی حد تک نظر انداز کیا گیا۔

☆ سلامتی سے متعلقہ قوانین جن کا مقصد دہشت گردی کی روک تھام ہے، کے باعث انفرادی حقوق کے تحفظ کے لئے قانون کی عملداری کی نفی کا خدشہ پیدا ہوا۔

☆ مذہب سے متعلقہ فوجداری قانون کے تحت 68 شہریوں کو گرفتار کیا گیا۔

امن وعامہ کی صورتحال

☆ پولیس نے قتل کے 14,000 سے زائد مقدمات درج کئے۔ 45 خودکش حملوں میں 694 افراد جاں بحق ہوئے۔

☆ پولیس مقابلے کے 357 واقعات منظر عام آئے۔ پولیس مقابلوں میں 503 مشتبہ افراد ہلاک اور 45 زخمی ہوئے۔ 50 پولیس اہلکار جاں بحق اور 99 زخمی ہوئے۔

☆ 31 ڈرون حملوں میں 199 افراد جاں بحق ہوئے۔

☆ 2013 کے دوران پاکستان میں 91 امدادی کارکنان پر حملہ کیا گیا۔

☆ اغواء برائے تاوان کے سینکڑوں واقعات منظر عام پر آئے۔

☆ پنجاب میں زنا بالجبر کے 2,576 مقدمات درج کئے گئے۔

☆ کراچی میں تشدد کے واقعات میں 3,218 افراد جاں بحق ہوئے۔ یہ تعداد 2012 سے 14 فیصد زیادہ ہے۔

☆ 64,000 سے زائد مختلف قسم کا آتشیں اسلحہ، 561 دستی بم اور 27 لاکھ گولیاں ضبط کی گئیں۔ خیبر پختونخوا میں 7 کروڑ 20 لاکھ کلوگرام دھماکہ خیز مواد ضبط کیا گیا۔

جیلیں اور قیدی

☆ جبری گمشدگی کے 90 سے زائد واقعات کمیشن کے نوٹس میں لائے گئے۔ مبینہ گمشدگی کے متاثرین کی 129 مسخ شدہ لاشیں بھی برآمد ہوئیں۔

☆ مختلف جرائم کے تحت کم ازکم 227 افراد کو موت کی سزا سنائی گئی۔ پھانسیوں پر پابندی برقرار رہی۔

☆ گنجائش سے زیادہ قیدیوں والی جیلوں میں موجود 64 فیصد قیدیوں کے مقدمات زیرسماعت تھے اور وہ بلا کسی عدالتی فیصلے کے جیل میں بند رہے۔

☆ سینکڑوں پاکستانی اور ہندوستانی ماہی گیر دونوں ممالک کی جیلوں میں قید رہے۔

نقل وحرکت کی آزادی

☆ محرم میں مذہبی جلوسوں کے تحفظ کے لیے خصوصی اقدامات کئے گئے جن میں نقل وحرکت پر پابندی اور چند شہروں میں چند علماء کے داخلے پر پابندی شامل تھی۔

☆ کراچی میں لسانی، فرقہ وارانہ اور سیاسی تشدد کی وجہ سے متعدد علاقے نو گو ایریاز بنے رہے۔

☆ زائرین کی بسیں حملوں کے خطرات کی وجہ سے بلوچستان کے راستے ایران جانے کے لیے صرف سکیورٹی فورسز کے زیرنگرانی قافلوں میں سفر کرسکیں۔

☆ بلوچستان میں اہم شہروں کو ملانے والی شاہراہیں غیر تعمیر شدہ رہیں۔

☆ زیرالتواء لاتعداد پاسپورٹوں کا مسئلہ بالآخر حل ہوگیا اور 2013 میں چار لاکھ پچاس ہزار سے زائد پاسپورٹ جاری کئے گئے۔

فکر وضمیر اور مذہب کی آزادی

☆ 2013 کے پہلے چند ہفتوں میں بلوچستان میں فرقہ وارانہ تشدد کے واقعات میں 200 سے زائد ہزارہ شیعہ جاں بحق ہوئے۔

☆ 200 سے زائد فرقہ وارانہ حملوں میں 687 افراد جاں بحق ہوئے۔

☆ ٹارگٹڈ حملوں میں 7 احمدی اپنی زندگیوں سے محروم ہوگئے۔

☆ پشاور کے ایک چرچ میں پاکستان کی مسیحی برادری کے خلاف ہونے والے جان لیوا ترین حملے میں 100 سے زائد افراد جاں بحق ہوئے۔

☆ لاہور میں ایک مسیحی شخص پر توہین رسالت کا الزام عائد کیا گیا جس کے بعد مسلمانوں کے ایک گروہ نے مسیحی رہائشی علاقے کے 100 سے زائد گھروں کو نذر آتش کردیا۔

☆ جن افراد پر مذہب سے متعلقہ جرائم کا الزام عائد کیا گیا ان میں 17 احمدی، 13 مسیحی اور 19 مسلمان شامل تھے۔

☆ بدین میں مشتعل افراد، جن کا دعویٰ تھا کہ مسلمانوں کے قبرستانوں میں غیر مسلموں کو دفن نہیں کیا جاسکتا ،انہوں نے دو ہندوؤں کی نعشوں کو قبروں سے باہر نکال دیا۔

اظہار رائے کی آزادی

☆ 2013 میں اپنی فرائض کے انجام دہی کے دوران

11 صحافی جاں بحق اور متعدد زخمی ہوئے۔

- ☆ صحافیوں پر حملوں کا ارتکاب کرنے والوں کو سزا سے استثنیٰ حاصل رہا۔
- ☆ شہری آزادیوں کے حامل ممالک کی عالمی فہرست میں پاکستان 179 ممالک میں سے 159ویں نمبر پر تھا۔
- ☆ انٹرنیٹ پر پابندیوں میں اضافہ ہوا۔ یوٹیوب کو بحال نہ کیا گیا اور دیگر ویب سائٹس کو پیشگی اطلاع کے بغیر بند کیا گیا۔

اجتماع کی آزادی

- ☆ دہشت گرد حملے اجتماع کی آزادی کے لیے ایک بڑا خطرہ بنے رہے۔ ان حملوں میں نماز اور نماز جنازہ کے اجتماعات کو نشانہ بنایا گیا۔ بم دھماکوں کے نتیجے میں سینکڑوں عبادت گزار جاں بحق ہوئے۔
- ☆ عوامی اجتماعات پر دفعہ 144 جیسی پابندیاں عائد کی جاتی رہیں۔
- ☆ بجلی کی قلت کے خلاف ہونے والے مظاہروں سمیت بہت سے سیاسی، مذہبی، اجتماعات اور احتجاجی مظاہرے قابو سے باہر ہو گئے۔ ان واقعات میں کم ازکم دو افراد جاں بحق اور متعدد زخمی ہوئے اور نجی اور سرکاری املاک کو نقصان پہنچا۔
- ☆ پولیس نے لوگوں کے ہجوم پر قابو پانے سے متعلق اختراعی اصولوں پر خاطر خواہ توجہ نہ دی۔ مظاہرین کی اشتعال انگیزی کے باعث پیدا ہونے والی بدامنی اور تشدد پر پولیس کا ردعمل ضرورت سے زیادہ اور سخت رہا۔

انجمن سازی کی آزادی

- ☆ انتخابی مہم کے دوران سیاسی قائدین، دفاتر اور اجتماعات پر حملے کئے گئے جن مں اے این پی، ایم کیوایم اور پی پی پی کو خاص طور پر نشانہ بنایا گیا۔
- ☆ این جی اوز اور امدادی تنظیموں سے وابستہ کارکنان کو نشانہ بنایا گیا جس کے نتیجے میں متعدد کارکنان جاں بحق اور زخمی ہوئے جبکہ متعدد کارکنان کو اغواء بھی کیا گیا۔

سیاسی شراکت

- ☆ ایک منتخب حکومت نے اپنی معیاد پوری کی جس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ پاکستان نے ایک جمہوری عہد حکومت کے حصول کے حوالے سے ایک نمایاں مقام حاصل کیا ہے۔
- ☆ الیکشن کے دن سے پہلے تشدد کے کئی واقعات پیش آئے جس سے انتخابی عمل کو نقصان پہنچا۔ لوگوں نے دہشت گردوں کی جانب سے لاحق خطرات کے باوجود عام انتخابات میں شرکت کی۔ 55 فیصد سے کچھ زیادہ ووٹروں نے اپنا حق رائے دہی استعمال کیا۔
- ☆ انتخابی فہرست میں خامیاں پائی گئیں اور حکام کو عدلیہ کے احکامات کی بجا آوری اور عوام کے خدشات دور کرنے کے لیے معمول سے زیادہ کام کرنا پڑا۔
- ☆ ملک کی مجالس قانون ساز میں خواتین کی نشستوں کی شرح کم ہو کر 19.5 فیصد رہ گئی جو کہ 2008 میں 19.9 فیصد تھی۔ 2013 میں عام نشستوں کے لئے انتخاب لڑنے والی خواتین کی شرح 2008 کے مقابلے میں 218 فیصد (192 کے مقابلے میں 419) زیادہ تھی۔

خواتین

- ☆ 869 خواتین کو غیرت کے نام پر قتل کیا گیا۔
- ☆ 2013 میں 800 سے زائد خواتین نے خودکشی کی۔
- ☆ محض 18.3 فیصد خواتین کو ثانوی یا اعلیٰ تعلیم میسر تھی اور ایک عام اندازے کے مطابق ملازمت کرنے والی خواتین کی شرح 28 فیصد تھی۔
- ☆ کم ازکم 56 خواتین کو محض بیٹی کو جنم دینے پر قتل کیا گیا۔
- ☆ خیبر پختونخوا کی ساٹھ ہزار اہلکاروں پر مشتمل پولیس فورس میں صرف 560 خواتین تھیں۔ پنجاب میں 146 1 ایس پی افسران میں خواتین کی تعداد 9 جبکہ 474 ڈی ایس پی افسران میں خواتین کی تعداد صرف 35 تھی۔
- ☆ 2013 کے انتخابات میں خواتین کی ووٹر کے طور پر شرکت میں اضافہ ہوا۔

بچے

- ☆ پرائمری سکول جانے کی عمر کے ہر 10 بچوں میں سے 3 سکول نہیں جاتے رہے۔
- ☆ ایک عشرے کے دوران پانچ سال سے کم عمر بچوں میں نشوونما میں رکاوٹ کی شرح 41.6 فیصد سے بڑھ کر 43.7 فیصد ہو گئی۔ پاکستان میں اوسطاً سالانہ آٹھ لاکھ بچے ہلاک ہوئے۔ ان میں سے 35 فیصد بچے ناقص غذائیت کے باعث ہلاک ہوئے۔
- ☆ 47,099 بچے پولیو ویکسین سے محروم رہے۔ خیبر پختونخوا میں والدین کی ایک بڑی تعداد (24,968) نے بچوں کو پولیو ویکسین پلوانے سے انکار کیا۔
- ☆ 2013 کے پہلے چھ ماہ کے دوران 1,204 بچے جسمانی تشدد کا نشانہ بنے۔ جن میں 68 فیصد لڑکیاں تھیں۔
- ☆ تقریباً 1,400 نابالغ جیلوں میں قید تھے۔
- ☆ ایک کروڑ دس لاکھ سے زائد بچے محنت مزدوری کرتے رہے، ان میں سے نصف بچوں کی عمر دس برس سے کم تھی۔

محنت

- ☆ پانچ کروڑ نوے لاکھ محنت کشوں میں سے صرف ایک کروڑ انسٹھ لاکھ کو سوشل سکیورٹی تک رسائی حاصل تھی۔
- ☆ بیروزگار افراد کی تعداد جو کہ 11-2010 میں 34 لاکھ تھی، 2013 میں بڑھ کر 37 لاکھ بیس ہزار ہو گئی۔
- ☆ بحری جہاز توڑنے کی صنعت میں صرف ایک ماہ کے دوران دس مزدور جاں بحق ہوئے۔
- ☆ ایک اندازے کے مطابق 20 لاکھ پاکستانی مختلف اقسام کی غلامی میں جکڑے رہے۔

تعلیم

- ☆ پاکستان نے تعلیم کے لیے جی ڈی پی کا دو فیصد سے کم حصہ مختص کیا۔
- ☆ پاکستان شرح خواندگی کے لحاظ سے دنیا کے 221 ممالک میں 180ویں نمبر پر تھا۔ پاکستان شرح خواندگی کے لحاظ سے چین، انڈیا، ایران اور نیپال سے بھی پیچھے تھا۔ پاکستان میں تقریباً 55 لاکھ بچے سکول نہیں جاتے تھے، جس کے باعث پاکستان دنیا کے ان ممالک میں دوسرے نمبر پر تھا جہاں بچوں کی ایک بڑی تعداد سکول نہیں جاتی تھی جبکہ ان ممالک میں نائجیریا سرفہرست تھا۔ پاکستان دنیا کے ان ممالک میں بھی تیسرے نمبر پر تھا جہاں بالغوں کی ایک بڑی تعداد ناخواندہ تھی۔
- ☆ پاکستان میں مکتبی تعلیم کے متوقع سالوں کی اوسط صرف 6.8 تھی۔
- ☆ ایک سروے کے مطابق ملک میں 2,088 فرضی سکول تھے، 1,008 سکولوں پر ناجائز طور پر قبضہ کیا گیا تھا اور 5,827 سکول غیر فعال تھے۔

صحت

- ☆ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پاکستان یقینی طور پر زچہ و بچہ کی صحت اور نومولود بچوں کی ہلاکتوں کے حوالے سے ایک ہزار سالہ ترقیاتی اہداف کے حصول میں ناکام رہے گا۔
- ☆ 1,127 افراد کے لیے ایک ڈاکٹر، 14,406 افراد کے لیے ایک دندان ساز اور ہسپتالوں میں 1,786 افراد کے لیے ایک بستر تھا۔
- ☆ پاکستان بھر میں پولیو کے 85 تصدیق شدہ واقعات منظر عام پر آئے، ان میں سے 60 واقعات صرف فاٹا میں سامنے آئے۔ پاکستان پولیو سے متاثرہ وہ واحد ملک تھا جہاں 2012 کی نسبت 2013 میں پولیو کے زیادہ واقعات منظر عام پر آئے۔
- ☆ پولیو ٹیموں پر حملوں کے نتیجے میں 20 کارکنان جاں بحق ہوئے۔ ان کی حفاظت پر مامور 9 پولیس اہلکار بھی جاں بحق ہوئے۔
- ☆ خسرے کی وباء پھیلنے سے 300 سے زائد افراد ہلاک ہوئے۔ سب سے زیادہ متاثر ہونے والا صوبہ پنجاب تھا جہاں خسرے کے 23,477 واقعات منظر عام پر آئے اور 192 اموات واقع ہوئیں۔
- ☆ ڈینگی کے باعث پاکستان بھر میں متعدد افراد ہلاک ہوئے۔ 16,000 افراد میں مرض کی تشخیص ہوئی۔ خیبر پختونخوا ڈینگی سے بری طرح متاثر ہوا جہاں 8,546 افراد میں مرض کی تصدیق ہوئی اور 33 افراد ہلاک ہوئے۔

اقامت کاری

- ☆ پاکستان میں 90 لاکھ گھروں کی کمی تھی۔ مسلح تنازعات اور قدرتی آفات کی وجہ سے بے گھر ہونے والے افراد کی تعداد کے باعث صورتحال مزید بدتر ہوگئی۔
- ☆ سیلاب کے باعث 20,312 گھر تباہ ہوئے۔
- ☆ 33 فیصد پاکستانی ایسے علاقوں میں رہتے تھے جہاں نکاسی آب کا نظام موجود نہیں تھا۔
- ☆ شہری علاقوں میں موجود کچی آبادیوں کے مکین شہری سہولیات کے بغیر رہتے تھے۔
- ☆ غیر معیاری میٹریل سے تعمیر کی گئی عمارات منہدم ہونے سے سینکڑوں افراد ہلاک اور زخمی ہوئے۔

ماحولیات

- ☆ ماحولیات کو درپیش سنگین چیلنجوں کے باوجود سیاسی جماعتوں نے 11 مئی کے انتخابات سے پہلے اپنے منشور میں اس مسئلے کو نظرانداز کیا۔ ایک بین الاقوامی تحقیق کے مطابق پاکستان ان تین ممالک میں سے ایک تھا جو موسمی تبدیلیوں سے بری طرح متاثر ہوئے تھے۔ ایک اور تحقیق کے مطابق پاکستان دنیا کے ان ممالک میں سے ایک تھا جہاں پانی کی شدید قلت تھی۔ 2013-14 کے بجٹ میں ماحولیاتی تبدیلی کی ڈویژن کے لیے 2012-13 کے 13 کروڑ پچاس لاکھ کے مقابلے میں صرف پانچ کروڑ نوے لاکھ روپے مختص کیے گئے۔
- ☆ لاہور کوئٹہ اور پشاور دنیا کے دس آلودہ ترین شہروں میں سے شامل تھے۔
- ☆ ایندھن سے چلنے والے پاور پلانٹ، گاڑیوں کا دھواں اور صنعتوں سے دھوئیں کا اخراج ملک میں فضائی آلودگی کا سب سے بڑا سبب تھے۔ پاکستان میں گرد اور دھوئیں کی مقدار عالمی اوسط سے دوگنا زیادہ تھی۔
- ☆ پاکستان میں جنگلات پر محیط علاقہ مایوس کن حد تک کم تھا۔ مارچ میں حکومت کی جانب سے پالیسی میں کی جانے والی معمولی تبدیلی گلگت بلتستان سے لکڑی کی قانونی اور غیر قانونی ترسیل اور لاکھوں درختوں کی کٹائی کا باعث بنی۔
- ☆ ملک میں ہونے والی 40 فیصد اموات کا سبب پانی سے پیدا ہونے والی بیماریاں تھیں۔

مہاجرین

- ☆ ملک بھر میں جاری مسلح تنازعات اور قدرتی اور مصنوعی آفات کے باعث دس لاکھ سے زائد پاکستانی بے گھر ہوئے۔
- ☆ فاٹا، خضدار، ڈیرہ بگٹی، کوہلو، ہنزہ نگر اور کراچی کے علاقوں میں اندرونی نقل مکانی واقع ہوئی۔
- ☆ ڈھائی لاکھ سے زائد پاکستانی انتہائی نامساعد حالات میں بنگلہ دیش میں پھنسے رہے۔
- ☆ یو این ایچ سی آر رضا کارانہ وطن واپسی پروگرام کے تحت 31,800 اندراج شدہ افغان مہاجرین افغانستان چلے گئے۔ 16 لاکھ اندراج شدہ اور اتنے ہی غیر اندراج شدہ افغان مہاجرین اب بھی پاکستان میں موجود تھے۔
- ☆ خیبر پختونخوا میں 10 لاکھ کے قریب اندراج شدہ مہاجرین مقیم تھے۔ 2013 میں ان میں سے صرف 16,250 اپنے وطن واپس گئے۔ یہ گزشتہ چند سالوں میں سب سے کم تعداد ہے۔

جہد حق پڑھنے والے توجہ کریں

- ☜ آپ نے اس شمارہ کا مطالعہ کیا
جو خامیاں / کمزوریاں آپ کو نظر آئی ہوں۔ ان کی نشاندہی خط کے ذریعے سے کیجئے۔
- ☜ آپ بھی اپنے علاقے میں ہونے والی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی رپورٹ / اطلاع ہمیں اس رسالہ میں چھپنے والا رپورٹ فارم پُر کرکے بذریعہ ڈاک روانہ کرسکتے ہیں۔ حقائق اچھی طرح سے تصدیق کرکے لکھیں۔
- ☜ ہر شمارہ کی قیمت مبلغ =/5 روپیہ ہے
- ☜ سالانہ خریداروں کے لیے =/50 روپیہ ایسے خریدار پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (Human Rights Commission of Pakistan) کے نام صرف =/Rs.50 کا منی آرڈر یا ڈرافٹ (چیک قبول نہیں کیا جائے گا) ہمارے ہیڈ آفس کے پتہ پر روانہ کریں۔ پتہ یہ ہے:

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق
''ایوان جمہور'' 107 - ٹیپو بلاک،
نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

HRCP کارکن متوجہ ہوں

''جہد حق'' کے لیے رپورٹ فارم کے مطابق کوائف پر مبنی رپورٹیں، خبریں، تصاویر یا انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں سے متعلق دیگر مواد مہینے کے تیسرے ہفتے تک پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے مرکزی دفتر میں پہنچ جانا چاہیے تاکہ یہ اگلے شمارے میں شائع کیا جاسکے۔

جہد حق کا تازہ شمارہ اور پچھلے شمارے اب ویب سائٹ پر بھی موجود ہیں۔ پتہ:
www.hrcp-web.org

کالعدم تنظیم نے چار افراد کو ہلاک کردیا

قلات 30 مارچ کو ضلع قلات کی تحصیل سوراب سے 60 کلومیٹر دور علاقہ گرانڈی گدر میں میر عبیداللہ بشیر احمد عبدالقیوم غوث بخش دو موٹر سائیکلوں پر اپنی زمینوں کی طرف جا رہے تھے کہ راستے میں نامعلوم افراد نے فائرنگ کرکے انہیں قتل کردیا اور خود فرار ہوگئے۔ واقع کی ذمہ داری ایک کالعدم تنظیم نے قبول کرلی ہے۔

(محمد علی)

دونو جوانوں کو جبری طور پر غائب کردیا

کیچ 5 مارچ 2014 کو علی الصبح فورسز کی بھاری نفری نے شاپک اور شہرک کے گاؤں کو گھیرے میں لے کر گھر گھر سرچ آپریشن شروع کردیا۔ سرچ آپریشن کے دوران فورسز نے متعدد لوگوں کو گرفتار کرکے ایک سرکاری اسکول میں جمع کرکے پوچھ گچھ کی جس کے بعد 5 شہریوں مقصود ولد محمد امین، ماسٹر بجار ولد آدم، چاکر ولد ماسٹر بجار، شہاب ولد حامد اور فضل ولد مسکان کو گرفتار کرکے نامعلوم مقام پر منتقل کردیا۔

نوجوانوں پر تشدد بھی کیا گیا جس کی وجہ سے ان کی حالت مزید خراب ہوگئی اور دو دن بعد تین افراد تربت سے زخمی حالت میں بازیاب ہوگئے جبکہ مقصود اور شہاب ابھی تک لاپتہ ہیں، بازیاب ہونے والے افراد کا کہنا تھا کہ دورانِ حراست انہیں شدید تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔

(کمال ایوب)

تشدد کرکے مارڈالا

ایبٹ آباد تھانہ کینٹ ایبٹ آباد کی حدود سپلائی بازار میں 24 مارچ کو 55 سالہ شیخ عبدالرحمن کو تشدد کرنے کے بعد قتل کردیا۔ پولیس چوکی سپلائی سے تقریباً ڈیڑھ سو گز کی دوری پر رحمت ہسپتال سے ملحق زیر تعمیر مارکیٹ میں 24 مارچ کی صبح نعش برآمد ہونے کی اطلاع پر پولیس اہلکار وہاں پہنچے اور نعش پوسٹمارٹم کے لئے ہسپتال روانہ کردی گئی۔ اس دوران سپلائی بازار کے دکانداروں نے نعش کو شیخ عبدالرحمن کے طور پر شناخت کرلیا۔ پوسٹمارٹم کے دوران مقتول کے سر اور چہرے پر تشدد کے نشانات پائے گئے۔ 26 مارچ کے روز تھانہ کینٹ میں پولیس کی جانب سے ایک پریس کانفرنس منعقد کی گئی جس میں دو سولہ سالہ لڑکوں دانیال عرف دانی اور راجہ محمد عدنان نے میڈیا کے سامنے شیخ عبدالرحمن کو قتل کرنے کا اعتراف کیا۔ اٹک کا رہائشی دانیال ایبٹ آباد میں ایک ریڈی میڈ گارمنٹس فیکٹری کا ملازم ہے۔ اس نے میڈیا کو بتایا کہ مقتول نے ان کے ساتھ جنسی تشدد کرنے کی کوشش کی تھی۔ 23 مارچ کے روز اٹک میں اپنے ایک قریبی عزیز کی تدفین کے بعد واپس ایبٹ آباد آتے ہوئے دوران سفر اس کی شیخ عبدالرحمن سے ملاقات ہوئی جو اسے اپنی جیب میں پیسے وغیرہ دکھا کر اپنی طرف راغب کرنے کی کوشش کرتا رہا اور ایبٹ آباد پہنچنے پر اسے پہلے شہر کے مصروف علاقہ گامی اڈہ میں واقع ایک ہوٹل میں اپنا رہائشی کمرہ دکھانے لے گیا جہاں سے عبدالرحمن کو بعد میں سپلائی بازار آنے کا کہہ کر دانیال فوری طور پر اپنی فیکٹری چلا گیا بعدازاں عبدالرحمن بھی آگیا جہاں فیکٹری مالک کی موجودگی میں دانیال اپنے کام میں مصروف رہا اور عبدالرحمن بازار میں ادھر ادھر گھومتا رہا۔ رات گیارہ بجے دونوں کی ملاقات ہوئی اور دانیال اسے اپنے کمرے میں لے گیا جہاں اس نے اپنے ایک دوست راجہ عدنان کو باتھ روم میں چھپا رکھا تھا تھوڑی دیر بعد لائٹ بند کرکے دونوں نے مل کر عبدالرحمن پر اینٹ اور قینچی کے وار کرکے اسے موت کی نیند سلانے کے بعد قریبی زیر تعمیر مارکیٹ میں پھینک دیا جہاں سے اگلے روز اس کی نعش دریافت ہوئی۔ اس سے پہلے دونوں قاتلوں نے مقتول کی جیب سے چار ہزار روپے بھی نکالے تھے۔ پولیس کے مطابق قتل پیسوں کے حصول کیلئے کیا گیا ہے۔ زیر دفعہ 302 مقدمہ درج کرکے دونوں ملزمان کو عدالت میں پیش کیا گیا۔ مقتول عبدالرحمن گامی اڈہ میں قائم عمران ہوٹل میں رہائش پذیر تھا جس کے مالک سردار نذر محمد کے بقول وہ عرصہ 25 برس سے یہاں رہ رہا تھا۔ اس کا مؤقف ہے کہ مقتول عبدالرحمن پر ہم جنس پرستی کا جو الزام لگایا گیا ہے پچھلے ڈھائی عشروں کے دوران ایسی کوئی بات نذر محمد کے نوٹس میں نہیں آئی۔ مقتول کاروبار کے سلسلے میں ہی مصروف کار رہتا تھا۔ مقتول کے گھر اطلاع کے بعد 24 مارچ کی رات گیارہ بجے اس کے ایک بیٹے نے اس کی نعش وصول کی اور آبائی گاؤں لالہ موسیٰ لے جاکر سپرد کردی ہے۔ واضح رہے کہ مقتول شیخ عبدالرحمن کا تعلق شیعہ مسلک سے تھا تاہم اب تک اس کے قتل میں اس کی صورتحال میں کوئی مسلکی تنازعہ وغیرہ کی اطلاع نہیں ملی۔

(مدنی اعجاز)

تنخواہوں کی ادائیگی کا مطالبہ

عمرکوٹ عمرکوٹ ضلع میں محکمہ ٹریژری اور ریونیو کے ملازموں گلشیر شاہ، چیتن داس وغیرہ نے پریس کلب عمرکوٹ کے سامنے احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ ان کی تنخواہیں گزشتہ چھ ماہ سے نہیں دی جارہی ہیں۔ جس کے باعث ان کے خاندان فاقہ کشی کا شکار ہیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ جلد تنخواہیں دے کر ملازمین کی مشکلات دور کی جائیں۔

(اوکھو منروپ)

بجلی کی بندش کا مسئلہ

بارکھان بارکھان شہر کی نصف آبادی بجلی کی سہولت سے محروم ہے۔ گندم کی فصل کو پانی نہ ملنے کی وجہ سے زمیندار مالی بحران سے دوچار ہیں۔ کیسکو کے اہلکار مسئلے کی سنگینی سے آگاہ ہونے کے باوجود اس کے حل کے لیے کوئی پیش رفت نہیں کررہے۔ بجلی کی بندش کے سبب متعدد علاقوں میں پانی ناپید ہوچکا ہے۔ گندم کی فصل پانی نہ ملنے کی وجہ سے خشک ہورہی ہے۔ جس کے باعث زمینداروں کو کروڑوں روپوں کا نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے۔ دریں اثناء بارکھان شہر اور قریبی محلوں کے کئی ٹرانسفر جلے ہوئے ہیں جن کی ابھی تک مرمت نہیں کی گئی۔ عوامی حلقوں نے واپڈا چیف سے مطالبہ کیا تھا کہ جلد از جلد ان کی مرمت کروائی جائے۔ ضلع بارکھان کے عوامی و سماجی حلقوں نے مطالبہ کیا ہے کہ بارکھان شہر اور گردنواح کے دیہات میں بجلی کی فراہمی یقینی بنائی جائے اور اس حوالے سے عملی اقدامات کئے جائیں۔

(غلام قادر)

سیکرٹری جنرل کی رپورٹ

پچھلے سالانہ عمومی اجلاس سے اب تک کے عرصہ میں بہت سے واقعات رونما ہوئے۔ گیارہ مئی کو عام انتخابات کرائے گئے۔ مرکز اور صوبوں میں نئی حکومتیں بنائی گئیں اور جمہوری طور پر اقتدار منتقل ہونے پر بڑے جشن منائے گئے۔ دہشت گردی کے حملوں سے انسانی جانوں کا کثیر ضیاع ہوتا رہا۔ بہت مول تول کے بعد تحریک طالبان سے مذاکرات شروع کیئے گئے۔ ایک پریشان کُن جنگ بندی بھی نافذ ہوئی۔ جنرل (ر) مشرف کے خلاف سنگین بغاوت کا مقدمہ چلتا رہا اور قومی سلامتی کو مستحکم کرنے کے بہانے حکومت نے انسانی حقوق کی تراش خراش کے لئے قوانین وضع کیئے۔

بہت سے عوامل کی بدولت الیکشن کے دنوں میں تناؤ پیدا ہوا۔ پولنگ کے وقت تک الیکشن کرانے کی تیاریاں صحیح طریقے سے مکمل نہ ہوسکیں۔ دہشت گردوں کی طرف سے الیکشن کے عمل کو زک پہنچانے کی دھمکی دینے اور ان میں اس دھمکی کو عملی جامہ پہنچانے کے صلاحیت کی بنا پر عوام الیکشن کے انعقاد کے بارے شبہ میں مبتلا رہے۔ سابقہ حکومتی اتحادوں خاص طور پر عوامی نیشنل پارٹی کے ممبران کو پرتشدد حملوں کا نشانہ بنایا گیا اور پارٹی کو الیکشن کی سرگرمیوں میں حصہ لینے سے باز رکھا گیا۔ اسی طرح کی شکایتوں کی وجہ سے اے این پی اور پیپلز پارٹی کی الیکشن مہم جوش و جذبہ سے محروم رہی۔

پولنگ کے دن تشدد کے اکا دکا واقعات رونما ہوئے۔ بعض حلقوں خصوصاً بلوچستان میں ووٹ ڈالنے کی شرح بہت کم رہی۔ الیکشن کمیشن کا پولنگ اسٹیشنوں پر پورا کنٹرول نہ ہونے کی وجہ سے پولنگ کے دوران بہت سی خرابیاں دیکھنے میں آئیں۔ پاکستان تحریک انصاف کی طرف سے الیکشن کے دوران شدید خلاف ورزیوں کی شکایات ملیں۔ بالآخر طوفان تھم گیا اور انتخابات کے نتائج کو تسلیم کرلیا گیا۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق نے قومی اسمبلی کے 75 حلقوں کا مشاہدہ کیا اور انتخابات کو افسر شاہی کی منظّم ساز باز سے مبرّا قرار دیا اگرچہ مقامی گروہوں کی بعض حلقوں میں دھاندلی کو روکا نہ جاسکا۔ کچھ علاقوں میں خواتین کو ووٹ کے حق سے محروم رکھا گیا اگرچہ بعض علاقوں میں خواتین کو پہلی بار حق رائے دہی کی اجازت ملی۔ خواتین کے ووٹ ڈالنے کی شرح میں بھی اضافہ ہوا اور پہلے سے زیادہ خواتین امیدوار بھی میدان میں اتریں۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق نے قومی اسمبلی کے چھ ایسے حلقوں کا مشاہدہ بھی کیا جہاں غیر مسلم ووٹوں کی کافی زیادہ تعداد تھی اور یہ معلوم ہوا کہ اقلیتوں کے تحفظات کا بہت کم ازالہ کیا گیا تھا۔

بطور ووٹر یا امیدوار اُن کی مدد کرنے کی کوئی خاص کوشش نہیں کی گئی تھی۔ اس انتخاب نے ایک بار پھر یہ ثابت کیا ہے کہ اقلیتیں اُس وقت تک انتخابات یا نظم و نسق میں موثر کردار ادا نہیں کرسکتیں جب تک مرکزی سیاسی جماعتیں انہیں اپنی فیصلہ ساز کمیٹیوں میں شامل نہیں کرتیں اور عمومی نشستیں جیتنے میں اُن کی مدد نہیں کرتیں۔ عمومی نشستوں پر اُن کی ناکامی نے (ماسوائے سندھ میں صوبائی اسمبلی کی ایک نشست کے) مرکزی سیاسی جماعتوں کے نامزدگان میں سے اپنے نمائندے چُننے کے منصوبے پر اقلیتی برادریوں کے اعتراضات کو تقویت دی ہے۔

عوام کی یہ امیدیں پوری نہیں ہوئیں کہ انتخابات بلوچستان میں امن اور استحکام کا باعث بنیں گے۔ نئی منتخب شدہ حکومت قانون کی حکمرانی کی راہ میں حائل رکاوٹوں پر قابو نہیں پاسکی۔ ایچ آر سی پی نے بلوچستان کے لیے ایک نیا مشن بھیجا تھا مگر ایک دفعہ پھر اس کی سفارشات کو نظر انداز کردیا گیا۔ ایچ آر سی پی نے گلگت۔ بلتستان میں بھی ایک مشن بھیجا تھا جس کے مطابق کئی برس قبل کی گئی اصلاحات کے نتائج حاصل کرنے کے لیے بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ جنگجو انتہا پسندوں کی طرف سے سرزد کئے جانے والے تشدد نے وسیع پیمانے پر انسانی زندگی اور املاک کو نقصان پہنچایا ہے۔ ایچ آر سی پی نے صرف 2013 میں خودکش بم دھماکوں کے 46 واقعات میں 684 افراد کی ہلاکتیں قلمبند کی تھیں۔ نئی حکومت نے تحریک طالبان پاکستان کا اشتعال ٹھنڈا کرنے کی پالیسی اختیار کی یہ یقین کرتے ہوئے کہ ریاست کو چیلنج کرنے والا یہی بنیادی گروہ ہے۔ مگر ابھی تک بامعنی مذاکرات کا انعقاد ممکن نہیں ہوسکا۔ سول سوسائٹی کی کئی تنظیموں نے ان خدشات کا اظہار کیا تھا کہ خواتین اور مذہبی اقلیتوں کے حقوق کی قربانی دے کر جنگجوؤں کو رعاتیں دی جاسکتی ہیں۔

ملک کے مختلف حصوں میں پائی جانے والی لاقانونیت پر عوام کی تشویش کا ازالہ نہیں کیا گیا۔ 2013 کے دوران کراچی میں تقریباً 3,218 افراد ہلاک ہوئے۔ یہ تعداد 2012 کی ہلاکتوں سے 14 فیصد زائد ہے۔ ایچ آر سی پی کو دستیاب شدہ اعداد و شمار کے مطابق 2013 میں 357 پولیس مقابلوں میں 603 مشتبہ افراد ہلاک ہوئے اور تقریباً 50 پولیس اہلکاروں نے اپنی جان سے ہاتھ دھوئے۔ خواتین کے خلاف تشدد کا سلسلہ بغیر کسی رکاوٹ کے جاری ہے۔ 2013 میں صرف پنجاب میں جنسی تشدد کے 2,576 واقعات قلمبند کئے گئے تھے۔ 2013 میں 869 خواتین کو عزت کے نام پر قتل کیا گیا اور 800 خواتین نے خودکشی کی۔

زیرِ نظر عرصہ کے دوران مذہبی اقلیتوں اور اقلیتی مسلم فرقوں کی حالت زار شدید حد تک خراب ہوئی ہے۔ احمدیوں کو انتخابی عمل سے باہر رکھا گیا اور ان کے نامور اراکین کی ٹارگٹ کلنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ ہندوؤں اور مسیحوں نے شکایات کیں کہ ان کی لڑکیوں کا زبردستی مذہب تبدیل کیا جارہا ہے، ان کے لوگوں کو تاوان کی غرض سے اغواء کیا جارہا ہے اور پاکستان سے ان کی نقل مکانی میں اضافے کی اطلاعات بھی موصول ہوئی تھیں۔ اطلاعات کے مطابق 2013 کے دوران 687 افراد فرقہ وارانہ تشدد کا نشانہ بن کر ہلاک ہوئے اور 2013 کے پہلے چند ہفتوں کے دوران کوئٹہ میں 200 سے زائد ہزارہ شیعوں کو ہلاک کیا گیا۔ عوام کی تشویش کی ایک بڑی وجہ لوگوں کے بنیادی حقوق کی قیمت پر امن عامہ کے قوانین کو سخت کرنے کے حکومتی اقدامات تھے۔ شدید مخالفت کا مشاہدہ کرتے ہوئے حکومت نے تحفظ پاکستان آرڈیننس کو پارلیمان سے منظور کروانے کا فیصلہ کیا ہے جو کہ طاقت کے ڈھانچے میں پائے جانے والے اس بنیادی سُقم کی نشاندہی کرتا ہے جو کہ ریاست کے لیے ایک بہت بڑا چیلنج ثابت ہوسکتا ہے۔

اس عرصہ کے دوران حکومت اور فوج کے مابین کشیدہ تعلقات کا مشاہدہ بھی کیا گیا ہے۔ اُن کے مابین مشرف کے ٹرائل پر اختلافات نے جنم لیا اور بعدازاں آرمی چیف نے چند وفاقی وزراء کے بیانات کا نوٹس لیا۔ صورتحال اس وقت مزید گھمبیر ہوگئی جب ٹیلی ویژن کے اینکر حامد میر پر حملہ کیا گیا جس کا الزام آئی ایس آئی پر عائد کیا گیا۔ اس معاملے پر پائی جانے والی کشیدگی تاحال جاری ہے۔

اب میں مختصر طور پر ایچ آر سی پی کی سرگرمیوں کا ذکر کرنا چاہوں گا۔

2013 میں بھی ایچ آر سی پی نے سماجی شعبے کے لیے کم وسائل کی تخصیص کا نوٹس لیا، سرکاری اداروں میں تعلیم کی حالت کا جائزہ لیا، جیلوں کے حالات کا سروے کیا، سزائے موت، غذائی عدم تحفظ، جبری مشقت اور مزارعوں کے حقوق کے لیے غیر موثر قانون سازی کے خلاف مہم چلائی، نوجوانوں، مصنفین اور فنکاروں کے ساتھ میٹنگیں کیں، مقامی کمیونٹیوں کو انتہا پسندی کا مقابلہ کرنے کے لیے متحرک کیا، 2003 سے 2012 تک کے آرکائیو کے ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کیا، انسانی حقوق کی حالت کے حوالے سے رپورٹس جاری کیں، جبری غائب کیے گئے افراد کے واقعات کو عدالتوں میں لے جانے کا سلسلہ جاری رکھا اور انسانی حقوق کے مدافعین کے لیے حفاظتی انتظامات کو یقینی بنانے کے لیے ورکشاپس کا انعقاد کیا۔ گزشتہ برسوں کی طرح ایچ آر سی پی کو اس سال بھی عوام کے حقوق کے دفاع کی خاطر قربانیاں دینی پڑی ہیں۔ خیبر پختونخوا سے ایچ آر سی پی کونسل رکن اور خیبر پختونخوا چیپٹر کے سابق وائس چیئر پرسن ملک جرار حسین ایڈووکیٹ کو اُن کے کمسن بچوں کی آنکھوں کے سامنے بہیمانہ طریقے سے ہلاک کردیا گیا۔ پنجگور سے تعلق رکھنے والے ایچ آر سی پی کے کارکن احمد جان بلوچ کو بھی ہلاک کیا گیا۔ ایچ آر سی پی کے رکن حیدر علی ایڈووکیٹ کو اغوا کرلیا گیا جو کہ تاحال لاپتہ ہیں۔ ہمیں اپنے اُن ساتھیوں کے لیے دعائے خیر کرنی چاہیے جنھوں نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ آنے والا وقت اس سے بھی زیادہ تکلیف دہ ثابت ہو گا۔ انسانی حقوق کو لاحق خطرات موجود ہیں اور اُنہوں نے نئی شکلیں اختیار کرلی ہیں جبکہ سول سوسائٹی کی تنظیموں کے لیے بھی جگہ تنگ ہوتی جارہی ہے۔ اگر ایچ آر سی پی خوش امیدی کا دامن نہیں چھوڑ سکتا تو اس کی وجہ ایچ آر سی پی کا میدان میں کام کرنے والے اپنے کارکنوں کی جرأت اور عزم پر پختہ یقین ہے۔ مگر ہمیں سول سوسائٹی کی ہم خیال تنظیموں کے ساتھ مشترکہ مفاد پر مبنی روابط قائم کرنے چاہئیں اس سے قبل کہ مجتمع طوفان سے بچ نکلنے کی ہماری امیدوں کو نئی حقیقت کا سامنا کرنا پڑے۔

2013 کے حسابات کے گوشوارے کا خلاصہ رپورٹ کے ساتھ منسلک ہے۔

(آئی۔اے۔رحمٰن)

حسابات کا گوشوارہ

31 دسمبر 2013 کو کمیشن کی مالی حیثیت کے خلاصے کا متن درج ذیل ہے

وصولیوں اور اخراجات کا گوشوارہ:	2012	2013
وصولیاں	000,روپے	000,روپے
عطیات/چندے	70,856	76,336
دیگر وصولیاں	4,867	3,246
میزان	**75,723**	**79,582**

اخراجات	000,روپے	000,روپے
سرگرمیوں کے اخراجات	64,112	69,727
انتظامی اخراجات	7,449	7,107
دیگر آپریٹنگ اخراجات	239	271
مالی اخراجات	48	68
مجموعی اخراجات	**71,848**	**77,173**
آئندہ کے منصوبہ جات کے لیے	**3,875**	**2,409**

بیلنس شیٹ

	2012	2013
فنڈز	000,روپے	000,روپے
عمومی اثاثہ جات	38,279	38,280
مستقبل کی سرگرمیوں کے لیے دستیاب	8,771	11,180
میزان	**47,050**	**49,460**
مشتمل		
مستقل اثاثے	16,617	16,578
سرمایہ کاری، بنکوں میں جمع رقوم اور کل رواں اثاثے	30,433	32,882
میزان	**47,050**	**49,460**

انسانی حقوق کے سرگرم کارکنوں کی سالانہ ورکشاپ

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے سرگرم کارکنوں کی سالانہ ورکشاپ 26 اپریل 2014 کو کمیشن کے مرکزی دفتر دراب پٹیل آڈیٹوریم، ایوان جمہور لاہور میں منعقد ہوئی جس میں ملک کے مختلف حصوں سے آئے انسانی حقوق کے ایک سو سے زائد سرگرم کارکنوں نے شرکت کی۔ مقررین نے مندرجہ ذیل موضوعات پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ پاکستانی معاشرہ میں میڈیا کا کردار، عدم رواداری کے خاتمہ کے لئے انسانی حقوق کے محافظین کا کردار، جمہوری نظام حکومت کو کیسے مستحکم کیا جاسکتا ہے، خواتین اور بچوں کے حقوق سے متعلق اقوام متحدہ کے میثاقوں کی توثیق کے بعد ان پر عملدرآمد کا مسئلہ، زراعت اور صنعت کے شعبوں میں کام کرنے والوں کے حقوق و مسائل۔ اس کے علاوہ خواتین پر تیزاب کے پر تشدد حملوں کے بارے بین الاقوامی طور پر سراہی جانے والی شرمین عبید چنائے کی بنائی ڈاکومنٹری **Saving Face** دکھائی گئی۔

ورکشاپ کے اغراض ومقاصد

حسین نقی (نیشنل کوآرڈینیٹر، ایچ آر سی پی)

اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے میثاقوں کی توثیق کرنے کا مطلب یہ ہے کہ حکومت پاکستان اپنے شہریوں کو اقوام متحدہ کے میثاقوں کے مطابق انسانی حقوق فراہم کرنے کی ذمہ دار ہے۔ آپ انسانی حقوق حکومت کی طرف سے سلب کئے جانے کی شکایت اقوام متحدہ سے بھی کر سکتے ہیں۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق ان حقوق کی عدم فراہمی کی شکائت اقوام متحدہ میں درج کرا سکتا ہے۔ عورتوں اور بچوں کے حقوق کی خلاف ورزی کی شکائت بھی کی جاسکتی ہے۔ ہمارے خفیہ ادارے جنہیں حساس اداروں کا نام دیا گیا ہے انسانی حقوق کے بارے نہائت بے حس واقع ہوئے ہیں ان کی طرف سے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی شکایت بھی کی جاسکتی ہے۔ ہمارے ہاں اقوام متحدہ کے رپورٹر بھی متعین ہیں ان کے پاس بھی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی شکایت کی جاسکتی ہے۔

پاکستانی معاشرہ میں میڈیا کا کردار

ڈاکٹر مہدی حسن (پروفیسر بیکن ہاؤس نیشنل یونیورسٹی)

پاکستان میں میڈیا کے بارے جو کچھ ہو رہا ہے آپ سن بھی رہے ہیں اور دیکھ بھی رہے ہیں۔ ایک بحران کی صورت حال ہے۔ میڈیا اور جمہوریت معاشرہ میں لازم وملزوم ہوتے ہیں۔ آزاد میڈیا بھی جمہوریت کے بغیر پنپ نہیں سکتا۔ سن 1822 میں جب اخباری صحافت کا برصغیر میں آغاز ہوا اس وقت تمام اخبار انگریزی زبان میں تھے اور ایسٹ انڈیا کمپنی کی ملکیت تھے۔ انگریزی پڑھے لوگ بہت کم تھے اور اخبار پڑھنے کا شوق بھی اتنا عام نہیں تھا اس لئے اخبار کے قارئین بھی کم تھے اس لئے ایسٹ انڈیا کمپنی کو صحافت سے کوئی خطرہ درپیش نہ تھا۔ 1823 میں جو پہلا قانون نافذ ہوا اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ اخبار نکالنے کے لئے ڈیکلیریشن لینا ضروری ہے۔ ڈیکلیریشن سے مراد ڈیکلئیر کرنا تھا کہ آپ ایک اخبار نکالنا چاہتے ہیں جس کے دفتر کا یہ پتہ ہوگا اور فلاں صاحب اس کے ایڈیٹر ہوں گے۔ بعد میں آنے والی حکومتوں نے پریس اینڈ پبلیکیشن آرڈیننس کے ذریعے صحافت پر قدغنوں کو اپنا شعار بنا لیا۔ 1988 میں PPO میں تبدیلیوں کے بعد اخبارات کو لکھنے اور کہنے کی آزادی تو ملی مگر اطلاع تک رسائی کا حق نہ ملا۔ اقوام متحدہ کے چارٹر کے مطابق ہر شہری کو اطلاع تک رسائی کا حق حاصل ہے تاکہ وہ یہ معلوم کر سکے کہ کوئی فیصلہ کیوں کیا گیا اور کیسے کیا گیا۔ بہت سے اہم قومی معاملات کا پتہ نہیں چل سکا کہ لیاقت علی خان کے قاتل کو گولی مارنے والے پولیس افسر کو گرفتار کرنے کی بجائے ترقی کیوں دی گئی جس نے ملک کے وزیراعظم کے قتل کے ایک اہم ثبوت کو ضائع کیا۔ پاکستان کے وزیراعظم لیاقت علی خان نے امریکہ سے دورے کا دعوت نامہ منگوا کر روس کا دورہ کیوں منسوخ کیا۔ کسی کو معلوم نہیں اوجڑی کیمپ کے اسلحہ بارود کے ذخیرے کی آتشزدگی کی وجوہات کیا تھیں اور مشرقی پاکستان میں فوجی ایکشن کا مشورہ یحیٰی خان کو کس نے دیا تھا۔ کسی جمہوری معاشرہ میں میڈیا کے دو رول ہوتے ہیں جنکو FollowingAgenda اور Agenda Settled کہتے ہیں۔ جب خبر اس طرح کی ہو کہ اس نے کہا، انہوں نے زور دے کر کہا تو اس کا مطلب ہے کہ معاملہ طے ہے اور اخبار محض بات آگے پہنچا رہا ہے۔ جب عوام کی خواہشات اور ضروریات کو مدنظر رکھ کر کہا جائے کہ عوام کی بھلائی کی خاطر اس ایجنڈے کو اپنایا جائے تو اس کو Agenda Following کہتے ہیں۔ جب کوئی آزادی کسی ذمہ داری کے ساتھ آتی ہے تو اسے گیٹ کیپر کہتے ہیں۔ ہر اخبار اور میڈیا آفس میں ایک ایڈیٹر ہوتا ہے جس کا کام یہ طے کرنا ہوتا ہے کہ کونسی خبر جانی چاہیئے، کن الفاظ میں جانی چاہیئے اور کون سی خبر نہیں جانی چاہیئے اسے گیٹ کیپنگ کہتے ہیں۔ دہشت گردی کی جنگ میں 60 ہزار افراد مارے گئے، لاشوں کی تصویریں دکھائی گئیں کہ کس طرح ماں اپنے بچے کی لاش ملبے میں سے نکال رہی ہے۔ مہذب معاشرے میں اس طرح کی تصاویر نہیں دکھائی جاتیں۔ عراق کی جنگ میں ایک لاکھ فوجی مارے گئے۔ الجزیرہ نے صرف دو فوجیوں کی لاشیں دکھائیں جس پر باقائدہ الجزیرہ ٹی وی سے احتجاج کیا گیا۔ افغانستان میں نیٹو فوجوں کی موجودگی میں ایک بھی لاش نہیں دکھائی گئی۔ ہمارے ہاں یہ دکھایا گیا کہ ایک نوجوان فوجیوں سے ہاتھ جوڑ کر معافیاں مانگ رہا ہے مگر فوجی اسے گولی مار دیتا ہے۔ جو کچھ حامد میر کے سلسلے میں ہوا کیا یہ جیو کے ادارے کو کرنا چاہیئے تھا یا نہیں۔ یہ میڈیا کا حق ہے کہ ہر وہ اطلاع جسمیں خبر کا عنصر موجود ہو عوام تک پہنچائے۔ میڈیا خود فیصلہ کرتا ہے کہ کون سی خبر عوام تک پہنچانی ضروری ہے۔ ایک خبر چھپتی ہے کہ ایک غیر مسلم نے قرآن کی بے حرمتی کر دی۔ اگر گیٹ کیپر موجود ہوتا تو یہ خبر ان الفاظ میں نہ چھپتی۔ آجکل میڈیا پر جو تبصرے ہوتے ہیں ان کے لئے متعلقہ فریقین کو

اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے میثاقوں کی توثیق کرنے کا مطلب یہ ہے کہ حکومت پاکستان اپنے شہریوں کو اقوام متحدہ کے میثاقوں کے مطابق انسانی حقوق فراہم کرنے کی ذمہ دار ہے۔ آپ انسانی حقوق حکومت کی طرف سے سلب کئے جانے کی شکایت اقوام متحدہ سے بھی کر سکتے ہیں۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق ان حقوق کی عدم فراہمی کی شکائت اقوام متحدہ میں درج کرا سکتا ہے۔ عورتوں اور بچوں کے حقوق کی خلاف ورزی کی شکائت بھی کی جاسکتی ہے۔ ہمارے خفیہ ادارے جنہیں حساس اداروں کا نام دیا گیا ہے انسانی حقوق کے بارے نہائت بے حس واقع ہوئے ہیں ان کی طرف سے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی شکایت بھی کی جاسکتی ہے۔

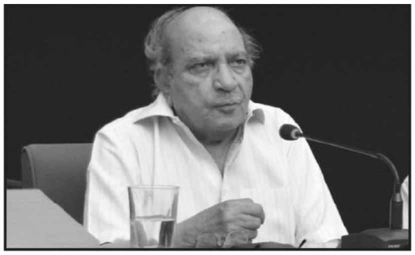

آراء کے لیے کو بلایا جاتا ہے۔سیاسی معاملات کیلئے سیاسی مبصروں کو بلایا جاتا ہے جو اپنی جماعت کے ایجنڈے کو مشتہر کرتے ہیں۔ پچھلے دس سالوں میں کتنے گھنٹے سیاسی لوگوں کو اپنا ایجنڈا مشتہر کرنے کے لئے دئے گئے جو لگ بھگ کروڑوں روپوں کے اشتہار بنتے ہیں۔میڈیا کا کردار یہ ہے کہ وہ عوامی سوچ بناتا ہے اوراس کا اظہار بھی کرتا ہے۔عوامی سوچ معاشرے میں اتفاق رائے سے بنتی ہے۔ یہ جاننا بہت ضروری ہے کہ کونسی بات عوام کی متفقہ سوچ نہیں ہے۔کسی معاشرے میں متفقہ رائے ممکن نہیں۔ضروری نہیں عوامی سوچ اکثریت کی رائے ہو۔کچھ لوگ لکھتے ہیں،تقریر کرتے ہیں۔ جن کی رائے بلند ہوتی ہے وہ رائے عامہ بن جاتی ہے۔ 60فیصد دیہاتی آبادی کی کوئی رائے نہیں ہوتی۔ 40 شہری آبادی میں کثیر تعداد نابالغ بچوں کی شامل ہے۔خواتین خانہ کی کوئی رائے نہیں ہوتی تو پھر کس کی رائے عوامی رائے ہوگی۔زیادہ شور مچانے والے کی بات کو سامنے رکھ کر پالیسی ساز فیصلے کرتے ہیں۔

اختلاف رائے جمہوریت کا حسن ہے۔ ہر ایک کو حق ہے کہ اپنی رائے کا اظہار کرے۔ سیاسی لیڈروں سے بھی اختلاف رائے کا حق ہوتا ہے۔ہم حالت جنگ میں ہیں اور ہر آدمی خطرات سے دوچار ہے۔ہم باہر نکلیں تو واپسی کا یقین نہیں ہوتا۔صحافی ان خطرات سے زیادہ قریب ہوتے ہیں۔ پولیس والوں یا فوجیوں کی طرح صحافی کو بھی خطرناک جگہوں پر جانا پڑتا ہے۔جن اداروں میں صحافی کام کرتے ہیں ان کو چاہیئے کہ صحافیوں کشیدہ زدہ علاقوں میں کام کرنے کی تربیت کا انتظام کریں۔

جمہوریت ایک ایسا نظام ہے جس میں کوئی حکمران نہیں ہوتا بلکہ عوام حکمران ہوتے ہیں۔اگر پالیسی ان کی مرضی کے مطابق ہو اور فیصلے ان کی مرضی کے مطابق ہوں تو عوام خود حکمران بنتے ہیں۔سوال یہ ہے کہ ہمارے ہاں اتنی آزادی ہونے کے باوجود میڈیا اپنے فرائض ٹھیک طرح ادا کر رہا ہے یا نہیں۔الیکٹرک میڈیا کا کوئی ضابطہ اخلاق نہیں۔ تین سال قبل حکومت نے اس مقصد کے لئے ایک کمیٹی بنائی جس کا میں بھی ممبر تھا۔ جب ہم کچھ ممبران اس کمیٹی کے سربراہ کے گھر اس پر بات چیت کے لئے گئے تو انہوں نے بتایا کہ وہ تو کوئی پاکستانی چینل دیکھتے ہی نہیں۔ضابطہ اخلاق اگر حکومت بنائے تو آزادی رائے کو زک پہنچے گی۔ہمارے جن میڈیا چینلز کا اثر بہت ہوتا ہے وہ تمام رضا کار رپورٹروں سے کام چلاتے ہیں جو لوگوں کو بلیک میل کرتے ہیں،ان پر رعب جماتے ہیں وہ کسی کو جواب دہ نہیں اور نہ ان کی تربیت کا انتظام کیا جاتا ہے۔ہماری میڈیا پالیسی کو کس طرح طے کیا گیا اور جو کچھ اس وقت ہو رہا ہے اس کی اصلاح کے لئے سینئر وہ پالیسی بنائیں۔کیا خرابیاں ہیں اوران کو کس طرح دور کرنا ہے طے کریں اور یہ بھی طے کریں کہ خلاف ورزی کرنے والے کو کیا سزا ملے گی۔

سوال:صحافیوں کے خلاف دہشت گرد حملوں کی وجوہات کیا ہیں؟

جواب:اختلاف رائے جمہوریت کا حسن ہے۔ ہر ایک کو حق ہے کہ اپنی رائے کا اظہار کرے۔سیاسی لیڈروں سے بھی اختلاف رائے کا حق ہوتا ہے۔ہم حالت جنگ میں ہیں اور ہر آدمی خطرات سے دوچار ہے۔ہم باہر نکلیں تو واپسی کا یقین نہیں ہوتا۔صحافی ان خطرات سے زیادہ قریب ہوتے ہیں۔ پولیس والوں یا فوجیوں کی طرح صحافی کو بھی خطرناک جگہوں پر جانا پڑتا ہے۔جن اداروں میں صحافی کام کرتے ہیں ان کو چاہیئے کہ صحافیوں کشیدہ زدہ علاقوں میں کام کرنے کی تربیت کا انتظام کریں اوران کو انشورنس کوریج بھی دیا جائے۔

سوال: رضا کار صحافت سے کیسے جان چھڑائی جائے، ویج بورڈ ایوارڈ کا اطلاق کیسے ہوگا؟

جواب: صحافیوں کی فلاح میں یونین کا بہت کردار ہوتا ہے۔ یونین چونکہ بہت کمزور ہو چکی ہیں ان کی رائے کو اہمیت نہیں دی جاتی۔پہلے ویج بورڈ ایوارڈ کے مطابق صحافی کے لئے گریجوایٹ ہونے کی شرط لازم تھی۔ اب چونکہ اخبارات میں بہت کم لوگ ڈگری یافتہ ہیں اور وہ رضا کار صحافی کے لئے تعلیم یافتہ ہونا ضروری نہیں سمجھتے اور وہ تنخواہ کے بغیر بھی کام کرنے پر تیار ہوتے ہیں۔

سوال: آزادی اظہار پر پابندی کیوں ہے؟

جواب: آئین میں آزادی رائے کے اظہار کے ساتھ آٹھ شرائط منسلک ہیں جیسے دوست ممالک، اسلام وغیرہ کے بارے اپنی رائے کا اظہار نہیں کر سکتے۔اسی طرح جب پشاور کے خان صاحب نے سنا کے پل صراط سے گذر کر جنت میں جانا ہوگا جو بال سے باریک اور تلوار سے تیز ہے تو خان صاحب اٹھ کھڑے ہوئے اور بولے کہ مولوی صاحب وہاں لکھوا دیا جائے کہ ادھر کا راستہ بند ہے۔اسی طرح ان آٹھ شرائط کی موجودگی میں آزادی اظہار پر عملی طور پر پابندی عائد ہے۔

سوال: حامد میر پر حملہ کس سازش کے تحت کیا گیا؟

جواب: جنگی حالات میں یہ سازش نہیں،ممکنات میں سے ہے۔ ہمارے ہاں روز کئی لوگ مرتے ہیں۔شکر ہے حامد میر کی جان بچ گئی۔مرنے کے بعد سوچنا عبث ہوگا کہ خطرہ مول نہیں لینا چاہیئے تھا۔

سوال: حساس اداروں پر تنقید غیر آئینی ہے؟

جواب: اختیارات میں حالات کے مطابق اضافہ ہوتا رہتا ہے۔جو خبر اخبارات میں پہلے دن فرنٹ پیج پر چھپتی ہے دوسرے دن اندرونی صفحات میں منتقل ہونے کے بعد معدوم ہو جاتی ہے مگر ہمارے ہاں فرنٹ پیج کی خبر اندر کے صفحات کی طرف جاتی ہی نہیں۔

عدم رواداری کا مطلب ہے کہ کسی کو صرف اس وجہ سے برداشت نہ کیا جائے کہ وہ ہم سے مختلف ہے۔ میں آج تیسری جنس کے ساتھ عدم رواداری پر مبنی سلوک پر بات کرنا چاہوں گی۔تیسری جنس کے ساتھ عدم رواداری بھی انسانی حقوق کی خلاف ورزی کی ذیل میں آتا ہے۔آپ لوگوں نے رپورٹ میں لکھا ہے کہ ان کو کیا مسائل درپیش تھے۔ان کے بارے فائل بنائی گئی ہے۔آپ لوگوں نے ان سے کبھی بات کی ہے۔پہلی چیز ذہن میں آتی ہے کہ وہ ناچتے ہیں، بھیک مانگتے ہیں، ان کو طوائف سمجھا جاتا ہے، ہمارا کردار یہ ہے کہ اپنے علاقے میں اُن کو دریافت کریں اوران کے مسائل سمجھنے کی کوشش کریں۔

عدم رواداری کے خاتمے کے لیے انسانی حقوق کے محافظین کا کردار

رافعہ عاصم

عدم رواداری کا مطلب ہے کہ کسی کو صرف اس وجہ سے برداشت نہ کیا جائے کہ وہ ہم سے مختلف ہے۔ میں آج تیسری جنس کے ساتھ عدم رواداری پر مبنی سلوک پر بات کرنا چاہوں گی۔ تیسری جنس کے ساتھ عدم رواداری بھی انسانی حقوق کی خلاف ورزی کی ذیل میں آتا ہے۔آپ لوگوں نے رپورٹ میں لکھا ہے کہ ان کو کیا مسائل درپیش تھے۔ان کے بارے فائل بنائی گئی ہے۔آپ لوگوں نے ان سے کبھی بات کی ہے۔پہلی چیز ذہن میں آتی ہے کہ وہ ناچتے ہیں، بھیک مانگتے ہیں،ان کو طوائف سمجھا جاتا ہے، ہمارا کردار یہ ہے کہ اپنے علاقے میں اُن کو دریافت کریں اوران کے مسائل سمجھنے کی کوشش کریں۔

محمد عبید

ملک میں مذہبی عدم رواداری میں بہت اضافہ ہو رہا ہے۔جن کے خلاف لڑائی ہے ان کے پاس بندوق ہے۔

ہمارا کام مشکل ہے۔ آہستہ آہستہ ان کو سمجھانا ہے۔ ایک دوسرے سے ملو اور بات کرو۔ اس سے مسائل حل ہوں گے۔

پاکستان بنانے والوں میں احمدی، شیعہ، سنی، اسماعیلی سب شامل تھے مگر ان کے ساتھ ناروا سلوک کیا جارہا ہے۔ ریاست کا غلط کام یہ ہے لوگوں کو دبا کر رکھنا کہ لوگ آواز بلند نہ کریں۔ بلوچ شناخت کو ختم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ نصاب کے مسائل پر بحث نہیں ہوئی۔ ریاست کا عدم رواداری میں ایک اہم کردار ہے۔ بچیوں کو انسانی حقوق کی تعلیم نہیں دی جاتی۔ عدم برداشت والے خودکسی کو برداشت نہیں کرتے۔ نصاب کو بتدریج تبدیل کیا جائے۔ یہاں شیعہ سنی ایک مسجد میں اذانیں دیتے اور نماز پڑھتے تھے۔ فرقہ واریت اور رواداری ایک ساتھ چل نہیں سکتے ہیں۔ رواداری اپنے گھر سے شروع ہوتی ہے۔

ہمارا اولین فرض ہے کہ ہم محروم طبقوں کی آواز بنیں۔ ہم کو بچوں کے لیے آواز اٹھانے کی ضرورت ہے۔ بہت کم تنظیمیں بچوں کے حقوق کے بارے بات کرتی ہیں۔ بچے پاکستان میں ہر طریقے سے محروم رہے ہیں۔ ہمارے ہاں چائلڈ میرج کا قانون 1961 میں بنا تھا۔ مگر کم سن بچیوں کی شادی اب بھی ہورہی ہے۔

جمہوری نظام کو کیسے مستحکم کیا جاسکتا ہے

عاصمہ جہانگیر

ہم نے ابھی تک فیصلہ نہیں کیا کہ ہم ایک قوم ہیں ہماری لسانی، قومیتی شناخت علیحدہ ہیں۔ ہمارے معاشی، ثقافتی، سیاسی حقوق کی یقین دہانی ہونی چاہیے۔ پہلی جمہوری حکومتوں نے طاقت نہیں پکڑی تھی۔ مسلم لیگ کی لمبی جدوجہد نہیں تھا۔ پاکستان کا جمہوری کلچر نہیں تھا۔ جس کی وجہ سے فاشزم کی لہر دیکھی گئی مگر اب معاملات کچھ بہتر ہوئے ہیں۔ ہمیں اب سیاستدانوں سے خطرہ نہیں۔ سرکاری، غیر سرکاری بندوقوں والوں سے خطرہ ہے۔ پاکستان قانونی جنگ اور بحث کے نتیجے میں بنا۔ ہم نے قلم کی تحریک کے تحت ملک بنالیا۔ اب فیصلہ کرنا ہے کہ اسے آئین کے تحت چلانا ہے یا بندوق سے چلانا ہے۔ میڈیا کس کی زبان بول رہا ہے۔ کیا ماحول پیدا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ ہماری سیاسی اور عسکری قیادت میں فرق ضرور ہے۔ عسکری قوتوں کو سول اداروں کے زیر اثر کام کرنا سیکھنا ہوگا۔ مشرف کے مقدمے کا غلط وقت چنا گیا۔ جب فوجی آتے ہیں تو ایک دردناک ماحول ہوتا ہے۔ حریف اور جج ان کی ٹھوڑیوں کو ہاتھ لگا رہے ہوتے ہیں۔ جانے والا گندہ تھا اور آنے والا دودھ میں نہایا ہوا ہے۔ اس کو آئینی طور پر ٹھپہ لگا کر قبول کیا جاتا ہے۔ اگر میں ایچ آر سی پی پر قبضہ کر لوں اور نقی اور رحمان صاحب خاموشی اختیار کرلیں بعد میں صرف عاصمہ کو سزا کیوں دی جائے۔ عسکری قیادت سیاستدانوں کی عزت نہیں کرتی کیونکہ وہ ان کو جانتے ہیں۔ یہی حال عدلیہ ہے۔ کوئی ایک دوسرے کی عزت نہیں کرتے۔ اعتماد سازی کی کمی ہے۔

جہادیوں کے ساتھ کیا کیا جائے؟ فوجی کہتے ہیں ہمیں پتہ ہے کیا کیا جائے۔ سول لوگوں کو سلیقہ نہیں ہے، طریقہ نہیں ہے۔ امن دینے والا لال مسجد کا مولوی ہمارا ہیرو ہے۔ ان میں سے کوئی متوازن نہیں۔ جب تک لوگوں نے شور نہیں مچایا لوگ ملا عمر اور نواز شریف کو ایک ساتھ دیکھتے تھے۔ اعتماد میں کمی ہے۔ دونوں کی صلاحیت مشکوک ہے۔ آپ کو دہشت گردی کی روک تھام کے لیے پالیسی بنانی چاہیے کہ آپ کو اپنے لوگوں کی حفاظت کیسے کرنی ہے۔

انڈیا کے ساتھ ٹریڈ کریں یا نہ کریں۔ پاکستان کو ایک لیڈر سے مل کر بات کرنی چاہیے۔ یو این کی بات کوئی نہیں مانتا۔ افسر یونین زیادہ متحرک ہوگئے ہیں۔ امریکہ، چائنا اور روس کی کوئی نہیں مانتا ہم خطہ میں اپنا ناطہ عربوں سے جوڑنا چاہتے ہیں۔ خلیج سے قربت ایران سے دوری ہورہی ہے۔ فائدہ اپنے ہمسائے کے ساتھ اچھے تعلقات رکھنے میں ہے۔ مگر ہماری خارجہ پالیسی آڑے آجاتی ہے۔ افغانستان کے انتخابات میں لوگوں نے بھرپور حصہ لیا۔ لوگوں نے کرزئی کی پالیسیوں کو جاری رکھنے کی حمایت نہیں کی۔ طالبان کو رد کردیا۔ ہماری سلامتی کے تحفظ کا نظریہ ہی علیحدہ ہے۔ نیا افغان صدر پاکستانی عوام کو اچھا سمجھتا ہے مگر سول حکومت سے بدظن ہے۔ ہمارا مفاد اس میں ہے کہ پالیسی بدل کر اپنے ہمسائے سے تعلقات بہتر کریں۔ یہاں خوشحالی آئے تو خلیجی ممالک پر انحصار کم ہوجائے گا۔ گلف میں کام کرنے کی تکلیف اٹھانے سے بہتر ہے یہاں ہی کام کریں۔ افغانستان میں انڈیا اور روس نے سرمایہ کاری کی۔

پاکستان کی سول سوسائٹی بہتر ہوئی جو جمہوری فضا کا نتیجہ ہے ہر جگہ پریس کلب اور جمہوری سوسائٹیاں قائم ہوئی ہیں۔ حامد میر پر حملہ سے رنگ برنگ باتیں سننے میں آرہی ہیں۔ ملک کے حاکم عوامی سوچ کو کنفیوز کرنے میں وقت گزارتے ہیں۔ حامد میر پر گولیاں چلیں ماضی میں آئی ایس آئی پر الزام لگتے رہے ہیں۔ مسنگ پرسنز پر آئی ایس آئی کو الزام دیا گیا۔ میڈیا کا فرض ہے کہ اس کو رپورٹ کرے مگر جس طرح جیو نے اس کو اٹھایا ہے جیو نے ٹھیک نہیں کیا۔ انسانی حقوق کے سرگرم کارکنوں کو صاف بات کرنی چاہیے۔ میڈیا کی آواز برقرار رکھی جائے۔ میڈیا ذمہ دار ہونا چاہیے۔ تحفظ پاکستان کی آڑ میں سے جمہوریت کو کیسے مستحکم کیا جاسکتا ہے؟ یہ آرڈیننس انسانی حقوق کے منافی ہے۔ کسی طرح سے بین الاقوامی قانون کے مطابق نہیں۔ اس ملک میں کون اجازت لے کر آتا ہے۔ بین الاقوامی سیاست ان کو حد میں رکھ سکتی ہیں۔ اگر خدانخواستہ جمہوری نظام کو دھچکا لگا اب اس کو سکون سے سوچ سمجھ کر کبھی آمروں کا ساتھ نہ دیں۔ پریس، نوکر شاہی، پارلیمان، فرنٹ ریز میں یہ نہ ہوں تو جمہوریت ڈانواں ڈول ہی رہے گی۔ آئین میں بنیادی حقوق بھی ہیں۔ پاکستان میں سب سے زیادہ ضرورت حکومت کو مذہب سے علیحدہ کرنے کی ضرورت ہے۔ میرا نماز، روزہ، حکومت کا راستہ نہیں۔ تھیوکریٹک حکومت ہونا بذات خود غلط ہے۔

پاکستان نے ان میثاقوں کی توثیق کی ذمہ داری قبول کی ہے۔ بچوں کے حوالے سے 1990 میں پاکستان نے دستخط کیے۔ یہ فخر کی بات ہے کہ یہ میثاق لانے میں میرا بڑا ہاتھ تھا۔ یو ایس اے اور صومالیہ نے توثیق نہیں کی۔ دوسرا کنونشن خواتین کے بارے میں تھا۔ عبوری حکومت سمیت کئی ممالک کی مخالفت کے باوجود یہ میثاق بنایا گیا۔ خواتین کے حقوق کے میثاق میں خامیاں رہ گئیں ہیں۔ بچوں کے میثاق کی بدولت پاکستان میں مثبت اقدامات ہوئے مگر بچوں کو تحفظ دینا حکومت کی ترجیح نہیں ہے۔ آپ کو اپنے قوانین میں تبدیلیاں لانی ہوں گی۔

خواتین اور بچوں سے متعلق یو این کے میثاقوں کی توثیق اور ان پر عملدرآمد کا مسئلہ

حنا جیلانی

پاکستان نے ان میثاقوں کی توثیق کی ذمہ داری قبول کی ہے۔ بچوں کے حوالے سے 1990 میں پاکستان نے دستخط کیے۔ یہ فخر کی بات ہے کہ یہ میثاق لانے میں میرا بڑا ہاتھ تھا۔ یو ایس اے اور صومالیہ نے توثیق نہیں کی۔ دوسرا کنونشن خواتین کے بارے میں تھا۔ عبوری حکومت سمیت کئی ممالک کی مخالفت کے باوجود یہ میثاق بنایا گیا۔ خواتین کے حقوق کے میثاق میں خامیاں رہ گئیں ہیں۔ بچوں کے میثاق کی بدولت پاکستان میں مثبت اقدامات ہوئے مگر بچوں کو تحفظ دینا حکومت کی ترجیح نہیں ہے۔ آپ کو اپنے قوانین میں تبدیلیاں لانی ہوں گی۔

تحفظ کا معاملہ کچھ حد تک بہتر ہے مگر بچوں کی ترقی کا مسئلہ توجہ طلب رہا۔ ملک کی آبادی 22 کروڑ ہے۔ جس کا 53 فیصد بچے ہیں، مردم شماری نہ ہونے کی وجہ سے بچوں کی تعداد بتانا مشکل ہے۔ جب آپ کے پاس اعداد نہیں تو منصوبہ بندی نہیں ہوسکتی۔ انتشار کی حالت میں منصوبہ بندی متاثر ہوتی ہے۔ ہماری سوسائٹی میں ان کی بہتری ضروری نہیں سمجھی جاتی۔ ہمارا اولین فرض ہے کہ ہم محروم طبقوں کی آواز بنیں۔ ہم کو بچوں کے لیے آواز اٹھانے کی ضرورت ہے۔ بہت کم تنظیمیں بچوں کے حقوق کے بارے بات کرتی ہیں۔ بچے پاکستان میں ہر طریقے سے محروم رہے ہیں۔ ہمارے ہاں چائلڈ میرج کا قانون 1961 میں بنا تھا۔ مگر کم سن بچیوں کی شادی اب بھی ہورہی ہے۔ کچھ قوانین مخصوص طبقوں کے لیے بنائے گئے۔ فوجداری کی زد میں آنے والے بچوں کے لیے قانون بنائے گئے۔ بچوں کو بالغوں کے ساتھ نہیں رکھا جائے گا۔ بچیاں بالغ عورتوں کے ساتھ رکھی جاتی ہیں، ان کو عورت کا درجہ دیا گیا۔ نابالغ بچیوں کی صحت کی طرف توجہ نہیں دی جاتی۔ چھوٹی عمر کے بچوں کو شادی کی ذمہ داری اٹھانے کی وجہ سے ان کی صحت اور سوچ متاثر ہوتی ہے۔ ہمارے قوانین مختلف کاموں کے لیے عمر کا مختلف تعین کیا جاتا ہے۔ شادی کے لیے 16 سال کی عمر جبکہ ووٹ کے لیے 21 سال کی عمر، روزگار انتشار کی فضا سے جڑا ہوا ہے۔ انرجی بحران بھی اس انتشار سے جڑا ہوا ہے۔ گھروں کے جھگڑے بچوں کی مشقت کو ہوا دیتے ہیں۔ منشیات کے عادی مردوں کے بچوں کو فیکٹریوں میں کام کرنا پڑتا ہے۔ معذوری کے معاملے میں بھی معذور بچیاں امتیاز کا شکار ہوتی ہیں۔ لڑکوں کو معاشرتی طور پر فعال کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ عورتوں کا بین الاقوامی معاہدہ امتیاز کو ختم کرنے کا معاہدہ ہے۔ خواتین کے خلاف تشدد کا قانون آئین کا حصہ بن گیا۔ کوئی مذہب کسی کے خلاف تشدد روکنے کے خلاف نہیں۔ 1990 کی دہائی میں پاکستان میں عورتوں کی تحریک شروع ہوئی۔

بچوں کی مشقت کی مکروہ ترین شکل کے انسداد سمیت بہت سے میثاقوں کی توثیق کردی گئی ہے مگر عمل درآمد خاطر خواہ نہیں ہے۔ بلکہ ان حقوق میں کمی آئی ہے۔ **1948** میں کسی جگہ کام کرنے والوں کی یونین بن جاتی تھی۔ اب کم از کم **50** مزدوروں کی یونین ہی بن سکتی ہے۔ بھٹے پر **250** لوگ کام کرتے ہیں مگر درج صرف **49** کیے جاتے ہیں۔ یا دوسری صورت میں پاکٹ یونین بنالی جاتی ہے۔

1988 کے الیکشن میں پیپلز پارٹی کو عورتوں کے حقوق اپنے منشور میں شامل کرنا پڑے ہیں۔ آج جب ہم عدالتوں کے تعصبات ختم نہیں کر سکے مگر ہم اس میں بہتری ضرور لائے ہیں۔ آج عورت تشدد کے خلاف پناہ مانگتی ہے تو دارالامان ان کے لیے جیل بن جاتی ہے۔ سکھر کے دارالامان 50 عورتیں تین کمروں میں بند تھیں تحفظ کے نام پر محبوس تھیں۔ انسانی حقوق کے حوالے سے سب سے ضروری کام ذہن کو بدلنا ہوتا ہے۔

جب ایک عورت کو حریف دھمکیاں دیتے ہیں تو عدالتیں اسے تحفظ نہیں دیتیں۔ خواتین وکلا کی وجہ سے عورت عدالت تک پہنچی ہے مگر عدالت کے اندر تشدد ہونے کے علاوہ جج نہیں بولتے۔ 2004 میں آنے والے عزت کے نام پر قتل کے قانون کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ عورتوں کو پنچائیتی فیصلوں کو ماننے پر مجبور کیا جاتا رہا ہے۔ جب آپ بین الاقوامی میثاق کو قبول کرتے ہیں تو حکومت کو باقاعدہ رپورٹ پیش کرنی ہوتی ہے۔ ہماری تو حکومتی ریکارڈ تک رسائی نہیں تو رپورٹ کیسے بنے گی۔ فیملی کورٹ میں خواتین کے بیٹھنے کی جگہ نہیں ہوتی۔ دارالامان میں عورت کی عزت محفوظ نہیں۔ بچے سارا دن عدالتوں میں روتے ہیں کوئی جگہ نہیں جہاں شیر خوار بچے ماں باپ سے مل سکیں۔ مناسب مانیٹرنگ سسٹم کسی دارالامان میں موجود نہیں۔ ہر معاہدے کے ساتھ ایک کمیٹی منسلک ہے جو عملدرآمد کو یقینی بناتی ہے مگر حکومت کی پشت نہ ہو تو کوئی کمیٹی مجبور نہیں کرسکتی۔ یہ ذمہ داری مقامی عدالتوں پر آجاتی ہے۔ مقامی قوانین بننے ضروری ہیں تاکہ ذمہ دار اداروں کی کارکردگی سامنے آسکے۔

زراعت اور صنعت کے شعبوں میں کام کرنے والوں کے حقوق ومسائل

آئی اے رحمٰن

زراعت سے تعلق رکھنے والوں کا زیادہ تعلق زرعی مزدوری تک محدود ہے۔ بچے بھی کھیتوں، فیکٹریوں اور گھروں میں کام کرنے کی وجہ سے مزدوروں میں شامل ہیں۔ عالمی محنت کے میثاق سے قبل مزدوروں کے حقوق کا تعین ہو چکا تھا۔ کیسے ملازمت ملے گی۔ اجرت ملے گی۔ ریاستی، سوشل سکیورٹی کے کیا حقوق ہوں گے۔ یو این نے ایک کانفرنس کے ذریعے ان قوانین کی منظوری دی تھی۔ تنظیم سازی کا حق بنیادی حق ہے۔ 192 کی تعداد میں ممالک نے مزدوروں کے حقوق کے کنونشن کی توثیق کردی ہے۔

بچوں کی مشقت کی مکروہ ترین شکل کے انسداد سمیت بہت سے میثاقوں کی توثیق کردی گئی ہے مگر عمل درآمد خاطر خواہ نہیں ہے۔ بلکہ ان حقوق میں کمی آئی ہے۔ 1948 میں کسی جگہ کام کرنے والوں کی یونین بن جاتی تھی۔ اب کم از کم 50 مزدوروں کی یونین ہی بن سکتی ہے۔ بھٹے پر 250 لوگ کام کرتے ہیں مگر درج صرف 49 کیے جاتے ہیں۔ یا دوسری صورت میں پاکٹ یونین بنالی جاتی ہے۔ اب ٹھیکے دار نے مزدور کو حقوق سے محروم کردیا ہے۔ حقوق کی تعریف بڑھتی جا رہی ہے۔ آرٹیکل 6 کے مطابق کام کا حق تسلیم کیا گیا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ مزدور آزادی سے اپنا کام چنے گا۔ ان کی تربیت کی جائے گی۔ مساوی معاوضہ کی بات ہے۔ فیکٹری میں ایسا کام نہ ہو جو عزت نفس کو متاثر کرے۔

آرٹیکل 5 سماجی سکیورٹی کی بات کرتا ہے۔ سکیورٹی کا مطلب ہے تحفظ۔ خواتین ورکروں، خواتین ورکروں کو تنظیم سازی کا حق حاصل ہے۔ ان قوانین پر عملدرآمد سے صنعتی اور زرعی مزدور کے حقوق کے تحفظ کو یقینی بنایا جاسکتا ہے۔ 82 فیصد مزدوروں کو مزدوری کا حق حاصل ہے۔ 28 فیصد عورتیں بیروزگار ہیں۔ کھیت میں کام کرنے والی عورتیں گنتی میں نہیں آتی۔ ہماری ذمہ داریوں میں ان محنت کشوں کی حمایت کرنا شامل ہے۔ ان کو ہمت دلانا اور انہیں منظم کرنے میں ان کی مدد کرنا ضروری ہے۔ ایچ آر سی پی نے فیصلہ کیا ہے کہ غیر مراعات یافتہ طبقے کا خیال رکھنا چاہیے۔ ہم 34 سال سے کوشش کر رہے ہیں۔ یہ ہنرمند لوگ ہیں۔ زمین کی تقسیم کو مناسب کیا جائے۔ مزدوروں کے حقوق دینے سے معیشت کا فائدہ ہوتا ہے نقصان نہیں ہوتا ہے۔ یہ بڑی تحریک ہے جس کے لیے آپ کا تعاون درکار ہوگا۔ چھوٹے کاشتکار کے پاس سرمائے کی کمی ہوتی ہے۔ وہ اپنی فصل آڑھتی کو کم قیمت پر بیچتے ہیں۔ حکومت نے اجناس کی سپورٹ پرائس بڑھا دی ہے۔ زرعی مزدوری کے لیے کوئی قانون موجود ہے۔ مزارع کو قبول نہیں کیا جاسکتا۔ جس فیکٹری میں تقریباً یہ نہیں ہوتا اس کی شکایت درج ہونی چاہیے یونین بنائیں۔ سارے ملک کے ریلوے ملازمین ایک یونین بناسکتے ہیں۔ انڈیا کے پنجاب کی زرعی پیداوار پورے پاکستان سے زیادہ ہے۔ وجہ زرعی اصلاحات ہے۔

زراعت سے تعلق رکھنے والوں کا زیادہ تعلق زرعی مزدوری تک محدود ہے۔ بچے بھی کھیتوں، فیکٹریوں اور گھروں میں کام کرنے کی وجہ سے مزدوروں میں شامل ہیں۔ عالمی محنت کے میثاق سے قبل مزدوروں کے حقوق کا تعین ہو چکا تھا۔ کیسے ملازمت ملے گی۔ اجرت ملے گی۔ ریاستی، سوشل سکیورٹی کے کیا حقوق ہوں گے۔

خودکشی کے واقعات

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور جہدحق کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی گئی رپورٹوں کے مطابق 25 مارچ سے 25 اپریل تک کے دوران ملک بھر میں 216 افراد نے خودکشی کر لی۔ خودکشی کرنے والوں میں 71 خواتین شامل تھیں۔ اسی عرصہ کے دوران 49 افراد نے خودکشی کرنے کی کوشش کی جنھیں بروقت طبی امداد دے کر بچالیا گیا۔ اقدام خودکشی کرنے والوں میں 19 خواتین شامل ہیں۔ اعداد وشمار کے مطابق خودکشی کرنے والوں میں 117 افراد نے گھریلو جھگڑوں ومسائل سے تنگ آ کر اور 25 نے معاشی تنگدستی سے مجبور ہوکر خودکشی کر لی۔ خودکشی کے واقعات میں 94 نے زہر کھا/پی کر، 24 نے خودکو گولی مار کر اور 43 نے گلے میں پھندا ڈال کر جان دے دی۔ خودکشی اور اقدام خودکشی کے 166 واقعات میں سے صرف 18 واقعات کی ایف آئی آر درج ہوئی۔

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
25مارچ	رمیض	مرد	20برس	-	-	ذہنی معذوری	پھندڈال کر	زمان ٹاؤن، کراچی	-	روزنامہ ایکسپریس
25مارچ	طارق	مرد	45برس	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھنداڈال کر	اشرف کالونی، کراچی	-	روزنامہ ایکسپریس
25مارچ	ماہ جبین	خاتون	30برس	-	-	-	زہرخورانی	لیاری، کراچی	-	روزنامہ ایکسپریس
26مارچ	-	خاتون	16برس	-	-		پھنداڈال کر	نارتھ ناظم آباد، کراچی	-	روزنامہ جنگ
26مارچ	وسیم	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	قلعہ سمیکا، مانگا منڈی	-	روزنامہ نوائے وقت
26مارچ	-	خاتون	35برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	محلّہ کشمیرنگر، جلالپور جٹاں	-	روزنامہ نوائے وقت
26مارچ	اقبال	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھنداڈال کر	ملکہ ہانس	-	روزنامہ نئی بات
26مارچ	نعیم	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	خودکوگولی مارکر	چک 11ای بی، پاکپتن	-	روزنامہ نئی بات
26مارچ	عاصمہ بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھنداڈال کر	علامہ اقبال کالونی، فیصل آباد	-	روزنامہ جنگ
26مارچ	ثریابی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھنداڈال کر	علامہ اقبال کالونی، فیصل آباد	-	روزنامہ جنگ
26مارچ	بلقیس بی بی	خاتون	-	75برس	-	-	زہرخورانی	سیالکوٹ	-	روزنامہ جنگ
26مارچ	قمرحسین بھٹی	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	محلّہ محب علی، کمالیہ	-	روزنامہ جنگ
26مارچ	عابدہ کلثوم	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھنداڈال کر	قصبہ پٹھان کوٹ، ساہیوال	-	روزنامہ نئی بات
26مارچ	اختر سلیم	مرد	20برس	-	غیرشادشدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	پھنداڈال کر	عثمان کالونی، گوجرانوالہ	-	روزنامہ نئی بات
27مارچ	عظیماں	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	قائم والا، ڈیرہ غازیخان	-	روزنامہ خبریں
27مارچ	ابوبکر	مرد	-	-	شادی شدہ	-	پھنداڈال کر	بستی وجہ، کوٹ چھچہ	-	روزنامہ خبریں
27مارچ	شہلابی بی	خاتون	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	محلّہ شاہی جامع مسجد، قائم پور	-	روزنامہ خبریں
27مارچ	رشید	مرد	25برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سنگھ پورہ، لاہور	-	روزنامہ خبریں
27مارچ	اشرف	مرد	-	-	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	پھنداڈال کر	فیصل کالونی، گوجرانوالہ	-	روزنامہ نوائے وقت
27مارچ	-	مرد	-	-	-	-	-	خوشاب	-	روزنامہ نوائے وقت
27مارچ	-	خاتون	-	-	-	-	-	گجرات	-	روزنامہ نوائے وقت
27مارچ	فریدہ بلوچ	خاتون	35برس	-	شادی شدہ	اولاد نہ ہونے پردلبرداشتہ	دریامیں کودکر	کوٹری بل، حیدرآباد	-	روزنامہ نوائے وقت
28مارچ	راناذکاءاللہ	مرد	-	-	شادی شدہ	گرفتاری کے ڈر سے	زہرخورانی	چک 143، ای بی، ہڑپہ	-	روزنامہ ایکسپریس
28مارچ	انوربی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ہڑپہ	-	روزنامہ ایکسپریس
28مارچ	شرجیل حسین	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	کالوکے روڈ، شیخوپورہ	-	روزنامہ دنیا
28مارچ	شفقت	مرد	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	چھت سے کودکر	ایوب انصاری ٹاؤن، لاہور	-	روزنامہ جنگ
29مارچ	-	خاتون	-	-	شادی شدہ	-	پھنداڈال کر	گاؤں حصارہ، ضلع چارسدہ	درج	روزنامہ ایکسپریس
29مارچ	صفیہ بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کوٹ خادم علی شاہ، ساہیوال	-	روزنامہ جنگ

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
29مارچ	فرحان	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	اسلامیہ پارک، فیصل آباد	-	روزنامہ جنگ
29مارچ	زینب مائی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خود کو گولی مار کر	بستی فاروق آباد، تھانہ گیلے والا	-	روزنامہ جنگ ملتان
29مارچ	شہناز مائی	خاتون	28برس	-	-	-	زہر خورانی	راجن پور	-	روزنامہ جنگ ملتان
29مارچ	منیر احمد	مرد	25برس	-	-	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	صادق آباد	درج	روزنامہ جنگ ملتان
30مارچ	مشتاق چانڈیو	مرد	25برس	-	-	-	خود کو گولی مار کر	کورنگی، کراچی	-	روزنامہ ایکسپریس
30مارچ	اسد	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	ٹرین تلے کود کر	تھانہ ریس کورس، لاہور	-	روزنامہ نوائے وقت
30مارچ	ک	خاتون	16برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	گوجرانوالہ	-	روزنامہ نوائے وقت
30مارچ	عباس	مرد	-	-	شادی شدہ	-	خود کو گولی مار کر	میر دار معافی، ہڑپہ	-	روزنامہ نوائے وقت
30مارچ	مشتاق	مرد	30برس	-	-	-	زہر خورانی	گجرات	-	روزنامہ نوائے وقت
30مارچ	عرفان بٹ	مرد	25برس	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	سلطی ٹاؤن، فیصل آباد	-	روزنامہ جنگ
30مارچ	کائنات	مرد	16برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	کامونکی	-	روزنامہ جنگ
31مارچ	معشوق علی	مرد	35برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	-	گھوٹکی	-	لالہ عبدالحلیم
31مارچ	حیات خان	مرد	30برس	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	پاک کالونی، کراچی	-	روزنامہ ایکسپریس
31مارچ	-	خاتون	60برس	-	-	-	نہر میں کود کر	منڈی بہاؤالدین	-	روزنامہ جنگ
31مارچ	عرفان	مرد	28برس	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	لالہ زار کالونی، گجرات	-	روزنامہ جنگ
31مارچ	-	مرد	30برس	-	-	-	ٹرین تلے کود کر	منصور آباد، فیصل آباد	-	روزنامہ نئی بات
یکم اپریل	گلناز	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	شاہین مسلم ٹاؤن، پشاور	درج	روزنامہ ایکسپریس
یکم اپریل	گ	خاتون	-	-	-	-	زہر خورانی	گاؤں پھندر، پشاور	درج	روزنامہ ایکسپریس
یکم اپریل	محمد علی	مرد	24برس	-	-	-	زہر خورانی	جعفری محلہ، خیر پور	-	لالہ عبدالحلیم
یکم اپریل	مینا کماری	خاتون	25برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	کنویں میں کود کر	گاؤں سوجی کاتڑ، چھاچھرو	-	لالہ عبدالحلیم
یکم اپریل	نینا کماری	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	کنویں میں کود کر	گاؤں سوجی کاتڑ، چھاچھرو	-	لالہ عبدالحلیم
یکم اپریل	-	مرد	60برس	-	شادی شدہ	-	-	پھالیہ	-	روزنامہ جنگ
2اپریل	ذیشان	مرد	28برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	فیصل آباد	-	روزنامہ جنگ
2اپریل	اکبر	مرد	-	-	-	مالی حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	بٹراں والی، گوجرانوالہ	-	روزنامہ نئی بات
2اپریل	نواب	مرد	30برس	-	غیر شادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	ٹوبہ ٹیک سنگھ	-	روزنامہ نئی بات
2اپریل	سہیل	مرد	-	-	-	-	پھندا ڈال کر	گوجرانوالہ	-	روزنامہ نوائے وقت
2اپریل	محمد آصف	مرد	-	-	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہو کر	خود کو گولی مار کر	لنگڑے والی ڈھاری، بھائی پھیرو	-	روزنامہ خبریں
2اپریل	محمد عمران	مرد	-	-	شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہر خورانی	اوچ شریف	-	روزنامہ مشرق
2اپریل	شائستہ بی بی	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہر خورانی	اوچ شریف	-	روزنامہ مشرق
2اپریل	ارم	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہر خورانی	-	-	خواجہ اسد اللہ
2اپریل	مسرت مائی	26برس	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	گوٹھ خیرو، گھوٹکی	-	روزنامہ جنگ ملتان
3اپریل	بابر حسین	مرد	15برس	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	لیاقت آباد، کراچی	-	روزنامہ جنگ
3اپریل	صائمہ	خاتون	26برس	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	لانڈھی، کراچی	-	روزنامہ جنگ
3اپریل	ساجد مسیح	مرد	-	-	-	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	محلّہ کوروٹانہ، نسجاہ	-	روزنامہ نئی بات
3اپریل	سلطان	مرد	35برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	چک 34 ایم ایل، کلورکوٹ	-	روزنامہ نئی بات

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
4اپریل	صباء	خاتون	20برس	ـ	ـ	ـ	پھندا ڈال کر	گارڈن، کراچی	ـ	روزنامہ ایکسپریس
4اپریل	آفتاب خاصخیلی	مرد		ـ	غیر شادی شدہ	ـ	خود کو گولی مار کر	تاج کالونی، نوابشاہ	ـ	لالہ عبدالحلیم
4اپریل	مجید	مرد	34برس	ـ	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	بوڑھ والا تکیہ، ہنجر وال، لاہور	ـ	روزنامہ نوائے وقت
4اپریل	ممتاز	مرد	35برس	ـ	شادی شدہ	مالی حالات سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	قصبہ شاہ یوسف، شاہ پور	ـ	روزنامہ نوائے وقت
4اپریل	عمران	مرد	35برس	ـ	غیر شادی شدہ	ـ	زہرخورانی	حدو کے، فیروزوالہ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
4اپریل	محبوب علی انصاری	مرد	70برس	ـ	ـ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	ٹرین تلے کود کر	ننکانہ	ـ	روزنامہ نئی بات
5اپریل	ـ	مرد	ـ	ـ	ـ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ ہوکر	پھندا ڈال کر	دانش سکول، بہاولپور	ـ	روزنامہ ڈان
6اپریل	عقیقہ	خاتون	ـ	ـ	غیر شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پل سے کود کر	ملتان	ـ	روزنامہ ایکسپریس
6اپریل	نعمان	بچہ	13برس	ـ	غیر شادی شدہ	امتحان میں ناکامی پر	پھندا ڈال کر	موضع زمی، خیرپور ٹامیوالی	ـ	روزنامہ ایکسپریس
6اپریل	ماروی بی بی	خاتون	40برس	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سون واہ، فاضل پور	ـ	روزنامہ ایکسپریس
6اپریل	محمد آصف	بچہ	10برس	ـ	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بستی ڈھاک، کہروڑپکا	ـ	روزنامہ خبریں
6اپریل	محمد شاہد اقبال	مرد	23برس	ـ	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک170ڈی اے، لیہ	ـ	روزنامہ خبریں
6اپریل	شاہد مسعود	مرد	30برس	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	کوٹ سلطان، جمن شاہ	ـ	روزنامہ ایکسپریس
7اپریل	ہدایت بی بی	خاتون	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	ڈیرہ مراد جمالی	ـ	روزنامہ ڈان
7اپریل	محمد نوید	مرد	ـ	ـ	غیر شادی شدہ	ـ	خود کو گولی مار کر	گاؤں ماچھی کھوکھر، ہیڈ مرالہ	ـ	روزنامہ جنگ
7اپریل	نسرین مائی	خاتون	27برس	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کندھ کوٹ	ـ	روزنامہ جنگ
7اپریل	محمد علیم	مرد	52برس	ـ	ـ	ذہنی معذوری	دریا میں کود کر	قصبہ قریشیاں والا، دریان خان	ـ	روزنامہ جنگ
7اپریل	ف	خاتون	ـ	ـ	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	راوی پارک، لاہور	ـ	روزنامہ نوائے وقت
8اپریل	ووفا کنگ	مرد	51برس	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	اسلام آباد	ـ	روزنامہ ڈان
8اپریل	ارسلان	مرد	25برس	ـ	ـ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	ٹوبہ، فیصل آباد	ـ	روزنامہ جنگ
8اپریل	رانی	خاتون	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	ٹرین تلے کود کر	551 گ ب، ماموں کانجن	ـ	روزنامہ جنگ
8اپریل	نشا افتخار	خاتون	26برس	ـ	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	دریا میں کود کر	تھانہ ہیڈمرالہ، سیالکوٹ	ـ	روزنامہ جنگ
8اپریل	سعدی احمد	مرد	ـ	ـ	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	موضع خورد، ننکانہ	ـ	روزنامہ نیوز
9اپریل	اکرم	مرد	45برس	ـ	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	زہرخورانی	چک242رب، فیصل آباد	ـ	راولپنڈی نیوز
9اپریل	سونیا شمیم	خاتون	ـ	ـ	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	نور پورہ کالونی، چشتیاں	ـ	روزنامہ نوائے وقت
9اپریل	اسد	مرد	ـ	ـ	ـ	نشہ کی رقم نہ ملنے پر	گلہ کاٹ کر	ظفر کالونی، سرگودھا	ـ	روزنامہ جنگ
9اپریل	فہد اکرم	مرد	28برس	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	بنی سلہریاں، سیالکوٹ	ـ	روزنامہ جنگ
9اپریل	اویس	مرد	24برس	ـ	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	چک47ایم بی، جوہر آباد	ـ	روزنامہ جنگ
9اپریل	منور	مرد	29برس	ـ	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	پھندا ڈال کر	چک110جنوبی، سرگودھا	ـ	روزنامہ جنگ
9اپریل	آصف الطاف	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	خود کو گولی مار کر	پلندری، آزاد کشمیر	ـ	روزنامہ ایکسپریس
9اپریل	رمضان	مرد	18برس	ـ	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بہاولپور	ـ	ایکسپریس ٹریبون
9اپریل	شمائلہ	خاتون	35برس	ـ	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	آفندی ٹاؤن، حیدرآباد	ـ	لالہ عبدالحلیم
9اپریل	محمد ریحان	مرد	22برس	ـ	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	سرجانی، کراچی	ـ	روزنامہ جنگ
9اپریل	جمیل وزیر	مرد	ـ	ـ	شادی شدہ	ـ	ـ	پہاڑپور، ڈی آئی خان	درج	روزنامہ ایکسپریس
9اپریل	نادیہ	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	مترو	ـ	روزنامہ جنگ ملتان

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
10اپریل	ہارون	مرد	21برس	-	غیرشادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	بہاولپور	-	ایکسپریس ٹریبون
10اپریل	ساجد	مرد	24برس	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	اقبال مارکیٹ، کراچی	-	روزنامہ ایکسپریس
10اپریل	بدرالدین	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	-	سنٹرجیل، پشاور	درج	روزنامہ آج
10اپریل	سونیاشمیم	خاتون	15برس	-	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	نورپور، چشتیاں	-	روزنامہ جنگ ملتان
10اپریل	مسانول	مرد	20برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	میانوالی، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
11اپریل	نسیمہ بی بی	خاتون	26برس	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	فیروزآباد، کراچی	-	روزنامہ جنگ
11اپریل	مولابخش	مرد	15برس	-	-	-	پھندا ڈال کر	سکھن	-	روزنامہ ایکسپریس
10اپریل	بلال	مرد	20برس	-	غیرشادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	بہاولپور	-	ایکسپریس ٹریبون
11اپریل	بدرالدین	مرد	-	-	-	-	پھندا ڈال کر	سنٹرل جیل، پشاور	-	ایکسپریس ٹریبون
11اپریل	فرحان	مرد	20برس	-	غیرشادی شدہ	شادی نہ ہونے پر دلبرداشتہ	زہرخورانی	بستی ملوک، ملتان	-	ایکسپریس ٹریبون
11اپریل	ماریہ	خاتون	18برس	-	غیرشادی شدہ	شادی نہ ہونے پر دلبرداشتہ	زہرخورانی	بستی ملوک، ملتان	-	ایکسپریس ٹریبون
11اپریل	ط	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جہلم	-	روزنامہ جنگ
11اپریل	شہباز	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	82/6آر، ساہیوال	-	روزنامہ جنگ
11اپریل	ارشد	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	نورشاہ، ساہیوال	-	روزنامہ جنگ
11اپریل	منظوراں	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	موضع رنگ شاہ، ساہیوال	-	روزنامہ جنگ
11اپریل	محمد صدیق	مرد	-	-	-	-	پھندا ڈال کر	سنٹرل جیل، میانوالی	-	روزنامہ جنگ
11اپریل	صابرعلی	مرد	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	نہر میں کود کر	کیو بی لنک نہر، فیصل آباد	-	روزنامہ نوائے وقت
11اپریل	سلیمان	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	پھندا ڈال کر	نشتر کالونی، لاہور	-	روزنامہ نیوز
12اپریل	شریف گجر	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مار کر	کتلوہی خورد، قصور	-	روزنامہ جنگ
12اپریل	عابدعلی	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	فیصل آباد	-	ایکسپریس ٹریبون
12اپریل	ممتاز بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	موضع اللہ پور، ساہیوال	-	روزنامہ ایکسپریس
12اپریل	عمران	مرد	20برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بشیرکالونی، ساہیوال	-	روزنامہ ایکسپریس
12اپریل	خالد	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	موضع سکندر، ساہیوال	-	روزنامہ ایکسپریس
12اپریل	زلیخاں	خاتون	30برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کشمور	-	روزنامہ جنگ ملتان
12اپریل	جمشید	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈیرہ غازی خان	-	روزنامہ جنگ ملتان
12اپریل	اللہ رکھا	مرد	-	-	-	پسند کی شادی نہ ہونے پر	پھندا ڈال کر	بدھلہ سنت، ملتان	-	روزنامہ جنگ ملتان
13پریل	پروین مائی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	موضع متیلا، شاہ جمال	-	روزنامہ جنگ ملتان
13پریل	بلال	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	خودکو گولی مار کر	علی پور چٹھہ، گوجرانوالہ	-	روزنامہ ڈان
13پریل	-	مرد	-	-	-	-	زہرخورانی	چک نورشہباز، پاکپتن	-	روزنامہ نئی بات
13پریل	نصیب اللہ	مرد	-	-	-	-	پھندا ڈال کر	پشتون آباد، کوئٹہ	-	ایکسپریس ٹریبون
13پریل	جواد	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	-	پھندا ڈال کر	تھانہ مصطفیٰ آباد، لاہور	-	روزنامہ نوائے وقت
13پریل	محمد بابر	مرد	18برس	-	غیرشادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	نہر میں کود کر	مانانوالہ، قصور	-	روزنامہ نوائے وقت
13پریل	عمیر	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	وزیرآباد	-	روزنامہ نوائے وقت
13پریل	غ	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جوہرکالونی، فیصل آباد	-	روزنامہ نوائے وقت
13پریل	امانت	مرد	60برس	-	-	ذہنی معذوری	پھندا ڈال کر	گجرات	-	روزنامہ نوائے وقت

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
13اپریل	طاہرہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	دینہ	-	روزنامہ نوائے وقت
13اپریل	نسرین	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	نارووال	-	روزنامہ نوائے وقت
13اپریل	اصغر	مرد	40برس	-	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	زہرخورانی	علی پور چٹھہ	-	روزنامہ نوائے وقت
13اپریل	عمر	مرد	-	-	-	-	زہرخورانی	جلالپور	-	روزنامہ نوائے وقت
13اپریل	یاسر	مرد	18برس	-	-	-	پھندا ڈال کر	چک جھمرہ	-	روزنامہ نوائے وقت
13اپریل	پروین	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	مظفرگڑھ	-	روزنامہ نوائے وقت
13اپریل	ستار	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	نہر میں کود کر	بنگلہ گوگیرہ، ساہیوال	-	روزنامہ ایکسپریس
13اپریل	فوزیہ	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	نہر میں کود کر	بنگلہ گوگیرہ، ساہیوال	-	روزنامہ ایکسپریس
13اپریل	رابعہ	خاتون	15برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	پیج کوہا، ملتان	-	روزنامہ نئی بات
14اپریل	شاہ نواز	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	امتحان میں ناکامی پر	ٹرین تلے کود کر	بہاولپور	-	روزنامہ ڈان
14اپریل	فرحان جمیل	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	-	نہر میں کود کر	مٹھن کوٹ	-	روزنامہ جنگ ملتان
14اپریل	ریحان	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	نارووال	-	ایکسپریس ٹریبون
15اپریل	ع	خاتون	13برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	شان مان کالونی، مردان	درج	روزنامہ آج
15اپریل	فضیلہ بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	-	پھندا ڈال کر	گاؤں برنس ضلع چترال	درج	روزنامہ ایکسپریس
15اپریل	شیر علی	بچہ	9برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	سیالکوٹ	-	روزنامہ جنگ
15اپریل	بابر	مرد	18برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	مانانوالہ، ننکانہ صاحب	-	روزنامہ جنگ
15اپریل	نعیم	مرد	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خود کو گولی مار کر	عارف والہ	-	روزنامہ جنگ
15اپریل	نمرہ	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	نوشہرہ ورکاں	-	روزنامہ جنگ
16اپریل	گلزار علی	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	گاؤں رستم ضلع مردان	درج	روزنامہ آج
16اپریل	رب نواز	مرد	30برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	بلوشاہ اقبال آباد، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں
16اپریل	-	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	نانی والہ بنگلہ، ہڑپہ	-	روزنامہ ایکسپریس
16اپریل	سلیم بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	بیماری سے دلبرداشتہ ہوکر	-	چشتیاں	-	روزنامہ خبریں ملتان
16اپریل	محبوب کھرل	مرد	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	چشتیاں	-	روزنامہ خبریں ملتان
14اپریل	نبیلہ	خاتون	16برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	قبولہ بستی، ہڑپہ	-	روزنامہ ایکسپریس
14اپریل	-	خاتون	-	-	-	-	زہرخورانی	مانسہرہ	-	راولپنڈی نیوز
14اپریل	رضا عباس	مرد	30برس	-	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	ٹرین تلے کود کر	غلام محمد آباد، فیصل آباد	-	روزنامہ جنگ
14اپریل	محمد خالد	مرد	25برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	محلہ فاضل شاہ، مٹھن کوٹ	-	روزنامہ جنگ
16اپریل	سکینہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خود کو آگ لگا کر	محلّہ سردار کالونی، گوجرہ	-	روزنامہ نوائے وقت
16اپریل	محمد اسلم	مرد	-	-	-	-	پھندا ڈال کر	محلّہ سردار کالونی، گوجرہ	-	روزنامہ نوائے وقت
16اپریل	سلیماں بی بی	خاتون	-	-	-	بیماری سے دلبرداشتہ ہوکر	تیز دھار آلے سے	چشتیاں	-	روزنامہ نوائے وقت
16اپریل	محبوب کھرل	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں 4 فورڈواہ، چشتیاں	-	روزنامہ نوائے وقت
16اپریل	اختر علی	مرد	30برس	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	سہیل آباد، بٹالہ کالونی، فیصل آباد	-	روزنامہ جنگ
17اپریل	سنی مسیح	مرد	24برس	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خود کو گولی مار کر	نولکھا، لاہور	-	روزنامہ خبریں
17اپریل	مسرت	خاتون	17برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	فیصل آباد	-	روزنامہ جنگ
17اپریل	فیاض احمد	مرد	-	-	-	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	خود کو گولی مار کر	شیخوپورہ	-	روزنامہ جنگ

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
17اپریل	مزمل	مرد	19برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	محلّہ بھٹہ کالونی، ننکانہ	-	روزنامہ نوائے وقت
17اپریل	شہباز	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہر خورانی	صاحب والا، ننکانہ	-	روزنامہ نوائے وقت
18اپریل	سردار آصف	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	-	کوٹ لشکر نور پور، قصور	-	روزنامہ دنیا
18اپریل	صدر دین	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	محلّہ شالی جھنجڑ والہ، بھکر	-	روزنامہ نئی بات
18اپریل	نادیہ	خاتون	18برس	-	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہر خورانی	480 گ ب، فیصل آباد	-	روزنامہ نئی بات
18اپریل	امجد	مرد	20برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	چک جھمرہ، ملوانی، فیصل آباد	-	روزنامہ نئی بات
18اپریل	رضوان	مرد	-	-	-	-	خود کو گولی مار کر	محلّہ کوغلام، گوجرہ	-	روزنامہ نئی بات
18اپریل	روبینہ بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	شیخوپورہ	-	روزنامہ خبریں
18اپریل	خرم	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	پھندا ڈال کر	منڈی بہاؤالدین	-	روزنامہ جنگ
18اپریل	محمد امجد	مرد	-	-	-	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	فیصل آباد	-	روزنامہ جنگ
19اپریل	مدیحہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	ساہیوال	-	روزنامہ جنگ
19اپریل	حافظ مقبول	مرد	-	-	-	مالی حالات سے دلبرداشتہ	خود کو گولی مار کر	کامونکی	-	روزنامہ جنگ
19اپریل	راشدہ	خاتون	28برس	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ ملتان
20اپریل	طارق	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	متین پورہ، گوجرانوالہ	-	روزنامہ نوائے وقت
20اپریل	سمیراں بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	قصبہ طول، شرقپور	-	روزنامہ نوائے وقت
20اپریل	طارق	مرد	35برس	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	امین پور سیداں، گوجرانوالہ	-	روزنامہ جنگ
20اپریل	فیصل	مرد	26برس	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	وحدت کالونی، لاہور	-	روزنامہ جنگ
21اپریل	محسن	مرد	26برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	موضع کوٹلی رانجھن، ہیڈ مرال	-	روزنامہ جنگ
21اپریل	-	مرد	20برس	-	-	پھندا ڈال کر	-	گاؤں بھگیانہ کلاں، پھولنگر	-	روزنامہ جنگ
21اپریل	عاصم تاج	مرد	20برس	-	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	خود کو گولی مار کر	257 ر ب، فیصل آباد	-	روزنامہ جنگ
21اپریل	ذوالفقار	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	ہڑپہ	-	روزنامہ جنگ
21اپریل	امداد علی	مرد	-	-	-	مالی حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	ڈہرکی	-	روزنامہ جنگ
22اپریل	ث	خاتون	21برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	گاؤں سکندر جنوبی، ڈی آئی خان	درج	روزنامہ ایکسپریس
22اپریل	-	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	-	پھندا ڈال کر	پراچگان بانڈہ، ضلع کوہاٹ	درج	روزنامہ ایکسپریس
22اپریل	-	مرد	17برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	پاکپتن	-	روزنامہ نوائے وقت
22اپریل	قاسم	مرد	22برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	کھڈیاں، قصور	-	روزنامہ نوائے وقت
22اپریل	اشرف	مرد	-	-	شادی شدہ	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	نور حیات کالونی، بھلوال	-	روزنامہ نوائے وقت
22اپریل	رفاقت	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہر خورانی	ٹوبہ ٹیک سنگھ	-	روزنامہ نوائے وقت
23اپریل	ظفر	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہو کر	پھندا ڈال کر	چیچہ وطنی	-	روزنامہ ایکسپریس
23اپریل	راج بی بی	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	محلّہ اسلام پورہ، حافظ آباد	-	روزنامہ جنگ
24اپریل	اسد	مرد	14برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	ستوکتلہ، لاہور	-	روزنامہ جنگ
24اپریل	غلام مصطفیٰ	مرد	-	-	-	-	پھندا ڈال کر	پاکپتن	-	روزنامہ جنگ
24اپریل	ثریا	خاتون	20برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	میاں چنوں	-	روزنامہ جنگ
24اپریل	عارف	مرد	-	-	شادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	میاں چنوں	-	روزنامہ جنگ

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
24اپریل	حسن شاہ	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	دریاخان	-	روزنامہ جنگ
24اپریل	عابدہ	خاتون	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	ٹرین تلے کودکر	چک 11، بھلوال	-	روزنامہ جنگ
24اپریل	-	خاتون	18برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بہاولپور	-	ایکسپریس ٹریبون
24اپریل	ندیم	مرد	15برس	-	غیرشادی شدہ	-	زہرخورانی	فیصل آباد	-	روزنامہ نوائے وقت
24اپریل	مرتضیٰ	مرد	25برس	-	-	-	-	محلہ باباجی شاہ، ملکہ ہانس	-	روزنامہ نوائے وقت
24اپریل	سونیابی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	پیرمحل	-	روزنامہ نوائے وقت
25اپریل	گل زمین	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	دریامیں کودکر	گاؤں قندیل، مدین سوات	درج	روزنامہ روزنامہ آج
25اپریل	عندلیب	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	دریامیں کودکر	گاؤں قندیل، مدین سوات	درج	روزنامہ روزنامہ آج
25اپریل	آفتاب مقبول	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	خودکو گولی مارکر	پاکپتن	-	روزنامہ ایکسپریس
25اپریل	رشیدہ بی بی	خاتون	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	شاہدرہ ٹاؤن، لاہور	-	روزنامہ ایکسپریس
25اپریل	عثمان	مرد	20برس	-	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	-	ہڑپہ	-	روزنامہ ایکسپریس
25اپریل	راحیل	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	-	ہڑپہ	-	روزنامہ ایکسپریس
25اپریل	ثناءاللہ	مرد	-	-	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	پھندا ڈال کر	گاؤں کیاہی، منکیرہ	-	روزنامہ جنگ
25اپریل	حمزہ	مرد	14برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	شاہ کوٹ	-	روزنامہ نوائے وقت
25اپریل	عبدالصمد	مرد	-	-	-	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	فیصل آباد	-	روزنامہ نوائے وقت

اقدام خودکشی

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
26مارچ	بلال	مرد	30برس	-	-	-	خودکو آگ لگاکر	خان گڑھ، ملتان	-	مشرق
26مارچ	قمرعباس	مرد	-	-	شادی شدہ	-	خودکو آگ لگاکر	تھانہ کوٹ مومن	-	ڈان
26مارچ	عاشق حسین	مرد	-	-	-	جائیداد کے تنازع پر	خودکو آگ لگاکر	ظفروال، کچہری	-	جنگ
26مارچ	منیراحمد	مرد	27برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو آگ لگاکر	پیروال، علی پور	-	روزنامہ جنگ ملتان
27مارچ	زرینہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	گاؤں بدھائی، چمکنی، پشاور	درج	روزنامہ آج
27مارچ	بلقیس	خاتون	30برس	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	بستی موچی والا، لیہ	درج	دنیا
28مارچ	عظمیٰ بی بی	خاتون	-	-	-	-	خودکو آگ لگاکر	مسلم کالونی، رحیم یارخان	درج	روزنامہ جنگ ملتان
29مارچ	ساجدعلی	مرد	-	-	-	-	-	ڈیرہ شمس، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
29مارچ	تقدیرحسین	مرد	-	-	-	-	-	محلہ غریب آباد، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
29مارچ	امام علی	مرد	-	-	-	-	زہرخورانی	نواں کوٹ، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
29مارچ	ثمینہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو آگ لگاکر	ملت پارک، لاہور	-	نئی بات
31مارچ	جاوید	مرد	-	-	شادی شدہ	-	-	شمالی چھاؤنی، لاہور	-	نوائے وقت
31مارچ	شہزاد	مرد	14برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ٹنڈوآدم	-	لالہ عبدالحلیم
31مارچ	کوثرمائی	خاتون	27برس	-	-	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	زہرخورانی	چک عباس، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
31مارچ	تنویر	مرد	45برس	-	-	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	زہرخورانی	کوٹ سمابہ، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
31مارچ	وحید احمد	مرد	16برس	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	اڈہ خانپور، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
31مارچ	غلام نسیم	مرد	25برس	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
31مارچ	شفقت علی	مرد	22برس	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	-	رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
یکم اپریل	آمنہ	خاتون	30برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	مستوئی محلہ، شہدادکوٹ	-	لالہ عبدالحلیم
2اپریل	مزمل بی بی	خاتون	-	-	-	-	خودکوآگ لگاکر	حافظ آباد	-	نیشن
2اپریل	کبرا بی بی	خاتون	-	-	-	-	خودکوآگ لگاکر	حافظ آباد	-	نیشن
2اپریل	فضیلت بی بی	خاتون	-	-	-	-	خودکوآگ لگاکر	حافظ آباد	-	نیشن
3اپریل	وصی محمد بروہی	مرد	-	-	-	-	خودکوگولی مارکر	جھول، ٹھٹھہ	-	لالہ عبدالحلیم
4اپریل	-	خاتون	22برس	-	غیر شادی شدہ	انصاف نہ ملنے پر	خودکوآگ لگاکر	مال روڈ، لاہور	-	نیوز
5اپریل	-	مرد	-	-	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	دریا میں کودکر	محلہ بخاری، چاچڑاں	-	خبریں
5اپریل	ثمینہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	مالی حالات سے دلبرداشتہ	نہر میں کودکر	تھانہ پیر، لاہور	-	ایکسپریس
10اپریل	ریحانہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خودکوآگ لگاکر	رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
11اپریل	اکبر علی	مرد	-	-	-	پولیس سے دلبرداشتہ ہوکر	-	فیروزوالہ	-	نوائے وقت
11اپریل	محمد حفیظ شیخ	مرد	-	-	شادی شدہ	-	-	حیدرآباد	-	لالہ عبدالحلیم
12اپریل	محمد اشرف	مرد	-	-	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	خودکوآگ لگاکر	سدھوپورہ، فیصل آباد	-	نوائے وقت
14اپریل	عشرت	خاتون	12برس	بچی	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک112/9ایل، ہڑپہ	-	ایکسپریس
14اپریل	آصف	مرد	22برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک112/9ایل، ہڑپہ	-	ایکسپریس
15اپریل	خرم شہزاد	مرد	20برس	-	-	-	خودکوگولی مارکر	اسلام آباد	-	ایکسپریس ٹریبون
16اپریل	عائشہ بی بی	خاتون	22برس	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	نہر میں کودکر	وہاڑی، ملتان	-	روزنامہ جنگ ملتان
16اپریل	اللہ دتہ	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خودکوآگ لگاکر	کوٹ اسلام، حویلی کورنگا	-	روزنامہ جنگ ملتان
16اپریل	اقراء بی بی	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوآگ لگاکر	ٹھٹھہ سیالاں، مظفرگڑھ	درج	روزنامہ جنگ ملتان
16اپریل	اسحاق	مرد	24برس	-	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	خودکوآگ لگاکر	جتوئی	درج	روزنامہ جنگ ملتان
17اپریل	اقراء	خاتون	18برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوآگ لگاکر	ٹھٹھہ ساہیوال، مظفرگڑھ	-	نوائے وقت
17اپریل	-	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	انصاف نہ ملنے پر دلبرداشتہ	زہرخورانی	ننکانہ	-	خبریں
18اپریل	طاہرہ	خاتون	22برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	حبیب اللہ روڈ، لاہور	-	جنگ
18اپریل	-	مرد	90برس	-	شادی شدہ	اولاد سے دلبرداشتہ ہوکر	نہر میں کودکر	گوجرانوالہ	-	نئی بات
18اپریل	آسیہ	خاتون	20برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بھٹو کالونی، چنیوٹ	-	نئی بات
18اپریل	افتخار	مرد	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خودکوگولی مارکر	انڈسٹریل ایریا، فیروزوالہ	-	نوائے وقت
18اپریل	عبدالستار	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	تھانہ مریدوالہ، فیصل آباد	-	خبریں
19اپریل	عماد علی	مرد	-	-	شادی شدہ	-	خودکوآگ لگاکر	رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
19اپریل	عبدالغفور	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	-	خودکوآگ لگاکر	رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
21اپریل	راشد	مرد	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	احمد پور شرقیہ	-	خواجہ اسداللہ
22اپریل	زرینہ	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	چک 7 گ ب، ننکانہ	-	روزنامہ خبریں
24اپریل	محمد عاصم	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ننکانہ	-	روزنامہ خبریں

ایک پاکستانی عورت

میں اک پاکستانی عورت
رشتے ناطے سارے میرے
ابا میرے دادا میرے
سوہنے موہنے بچے میرے
میں شوہر کے دل کی ملکہ
راج سنگھاسن پر بیٹھی میں حکم چلاؤں
خواب تھا میرا
لیکن خواب سے میں جاگی تو
گلے میں میرے طوق پڑا تھا
جس کو دادا کھینچ رہا تھا
ابا چاقو گھونپ رہا تھا
شوہر لٹھیا مار رہا تھا
جس کو میں نے کوکھ جنا تھا
دس سال کا بچہ میرا
گالی دیکر کاری کہہ کر
میرے منہ پر تھوک رہا تھا

(اسد اقبال بٹ)

(یہ نظم سکھر سے ایک گاؤں میں پیش آنے والے واقعہ سے متاثر ہو کر لکھی گئی ہے)

تب سے میں پاگل ہو گیا

اس نے کہا یہ ظلم ہے
میں نے کہا تو کیا کریں
اس نے کہا مٹ جائیں گے
میں نے کہا زندہ ہیں کب؟
اس نے کہا تاریخ دیکھ
میں نے کہا حالات دیکھ
اس نے کہا بزدل ہو تم
میں نے کہا پاگل ہو تم
پھر ایک دن، وہ لاش کی صورت میں
مجھ کو مل گیا
لیکن وہ تب پاگل نہ تھا
اک لاش تھا جو مسخ تھی
میں نے اسے دیکھا تو دانش آنکھ سے ٹپکی میری
تب سے میں پاگل ہو گیا

(علی رضا)

اے سائنسدانو!

اے مرے سائنسدانو!
ہم نے مانا کہ بہت ارفع ہو تم
تم نے وہ چیز بنالی ہے
کہ گھڑی بھر میں،
مُلک کا مُلک نقشے سے مِٹا سکتی ہے
ہر ذِی رُوح کو
حیات سے چھٹکارا دِلا سکتی ہے
دھرتی کو بھی بانجھ بنا سکتی ہے
کیا یہ ممکن ہے؟ کہ کل پرسوں،
تمہارا زرخیز ذہن
ایسی بھی کوئی چیز بنالے جو
ہم غریبوں کا شِکم بھر سکتی ہو
ایک ہی وقت سہی
بُھوک مٹا سکتی ہو
ذرا سوچو تو!
کیا یہ ممکن ہے؟
اے مرے ملک کے سائنسدانوں!

(عظمیٰ جون)

پاکستان میں صنفی استحصال اور سول سوسائٹی کا ردعمل۔ بدترین سال 2012 کا جائزہ

انور شاہین

پاکستان اپنے آغاز سے ہی اندرونی اور بیرونی تنازعات کے نہ ختم ہونے والے سلسلے سے گزرتا رہا ہے۔ پاکستان سے متعلق جنگوں اور تنازعات کے تجزیے سے یہ بات آشکار ہوتی ہے کہ دونوں اقسام کے تنازعات کے پس پردہ مستقل وجوہات کے ساتھ ساتھ ابھرتی ہوئی وجوہات بھی ہیں۔ اسی وجہ سے موجودہ استحصال کی ایک مخصوص صنفی نوعیت اور صنفی اثر ہے۔ سال 2012 انسانوں کے قتل، زخمی ہونے والے افراد یا املاک کے نقصان اور دہشت گردی کے مجموعی واقعات کے حوالے سے بدترین رہا۔ صرف کراچی میں چار ہزار سے زائد افراد اپنی زندگیوں سے محروم ہوگئے۔ افغانستان میں 1979 سے جاری جنگ کا ناگزیر طور پر یہاں بھی اثر ہوا ہے۔ ملک میں خواتین کا بالواسطہ کے علاوہ بلاواسطہ استحصال کیا جاتا رہا ہے۔ اس کا تعلق ملک کی حدود میں جاری دہشت گردی کے سرگرمیوں سے بھی جوڑا جاتا رہا ہے۔ مزید براں امن کے دنوں میں بھی خواتین کو قتل کرنے کا سلسلہ یکساں طور پر جاری رہا ہے۔ ''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' متعدد خاندانوں کے لیے نقصانات اور شدید عدم تحفظ کا باعث بنی ہے۔ یہ کہنا غیر ضروری ہے کہ اس کے نتیجے میں ہونے والی تکالیف صنفی نوعیت کی بھی تھیں۔ مختصراً، بیان کردہ صورتحال نہ صرف پیچیدہ ہے بلکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فی الوقت اس میں بہتری کے امکانات بہت کم ہیں۔ حالیہ سالوں میں سول سوسائٹی کے ردعمل میں بتدریج کمی واقع ہوتی رہی ہے، وسعت کے لحاظ سے نہیں بلکہ انسانوں کے استحصال کے باعث بڑھتے ہوئے چیلنج میں اس کے کردار کے حوالے سے۔ حال ہی میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میڈیا کی فعالیت اور عدالتی فعالیت سول سوسائٹی کی فعالیت پر غالب آ گئی ہے۔ صنفی مسائل، جن کی عکاسی عام طور پر سول سوسائٹی کرتی ہے، غیر اہم ہوتے جارہے ہیں۔ یہ دستاویز 2012 کے منظرنامے کا تجزیہ کرتی ہے، جس میں نہایت اہم واقعات پیش آئے، مثال کے طور پر بچوں کے حقوق کی کارکن، ملالہ یوسف زئی پر حملہ، بلدیہ ٹاؤن میں لگنے والی آگ، فرقہ وارانہ بالخصوص ہزارہ برادری کے افراد کے قتل، پولیو ویکسین پلانے والوں کا قتل اور جرگوں کے فیصلے۔ ان واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے، یہ دستاویز صنفی استحصال کی نوعیت، وجوہات اور بالخصوص مضمرات کا جائزہ لیتی ہے۔

پاکستان: ایک پس منظر

پاکستان جو کہ ایک اسلامی ریاست اور آبادی کے لحاظ سے دنیا کا چھٹا بڑا ملک ہے، چار صوبوں، پنجاب، سندھ، خیبر پختونخوا اور بلوچستان کے علاوہ وفاق کے زیرانتظام قبائلی علاقوں (فاٹا)، صوبوں کے زیرانتظام قبائلی علاقوں (پاٹا) اور وفاقی دارالحکومت اسلام آباد کے علاقوں پر مشتمل وفاق ہے۔ یہ ایک نظریاتی ریاست ہونے کا دعویٰ کرتا ہے جس کی بنیاد اسلام پر رکھی گئی ہے، لیکن ریاست کا نظام اسلامی اقدار سے مکمل طور پر ہم آہنگ نہیں ہے، جیسا کہ متعدد مذہبی تنظیمیں اور فرقہ وارانہ گروہ دعویٰ کرتے ہیں۔ تاریخی لحاظ سے یہ ہندوستانی برصغیر کا ایک حصہ رہا ہے جسے اگست 1947 میں آزادی ملی۔ موجودہ آئین جس کی منظوری 1973 میں دی گئی تھی، متعدد شخصی آزادیوں اور خودمختاریوں کی ضمانت دیتا ہے۔ یہ ایک عمومی جدت پسندانہ نظریے کو عملی شکل دیتا ہے اور اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ جنس کی بنیاد پر امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا اور خاندان، مامتا اور بچوں کا مکمل تحفظ کیا جائے گا۔

یواین ڈی پی کے مطابق معاشی ترقی کے لحاظ سے پاکستان **145**ویں نمبر پر ہے۔ ایک تہائی پاکستانی شہروں میں رہتے ہیں۔ بالغوں کی شرح خواندگی **58**فیصد (مرد **69**فیصد، خواتین **46**فیصد) ہے؛ متوقع عمر **65.4**سال (خواتین **66.1**سال) ہے۔ مجموعی شرح پیدائش جو کہ **3.4** بچے فی خاتون اور آبادی میں اضافے کی شرح جو کہ **2.03**فیصد ہے، جنوبی ایشیا میں سب سے زیادہ ہے، جبکہ مانع حمل کے پھیلاؤ کی شرح **27**فیصد ہے۔ (زچگی کے دوران اموات کی شرح بہت زیادہ ہے (جو کہ ایک لاکھ زندہ بچوں کی پیدائش کے مقابلے میں **260**اموات ہے)۔ صنفی عدم مساوات کے گوشواروں میں پاکستان **115**ویں درجے پر ہے۔ ملک کے مختلف علاقے یکساں طور پر ترقی یافتہ نہیں ہیں۔

یواین ڈی پی کے مطابق معاشی ترقی کے لحاظ سے پاکستان 145ویں نمبر پر ہے۔ ایک تہائی پاکستانی شہروں میں رہتے ہیں۔ بالغوں کی شرح خواندگی 58 فیصد (مرد 69 فیصد، خواتین 46 فیصد) ہے؛ متوقع عمر 65.4 سال (خواتین 66.1 سال) ہے۔ مجموعی شرح پیدائش جو کہ 3.4 بچے فی خاتون اور آبادی میں اضافے کی شرح جو کہ 2.03 فیصد ہے، جنوبی ایشیا میں سب سے زیادہ ہے، جبکہ مانع حمل کے پھیلاؤ کی شرح 27 فیصد ہے۔ (زچگی کے دوران اموات کی شرح بہت زیادہ ہے (جو کہ ایک لاکھ زندہ بچوں کی پیدائش کے مقابلے میں 260 اموات ہے)۔ صنفی عدم مساوات کے گوشواروں میں پاکستان 115 ویں درجے پر ہے۔ ملک کے مختلف علاقے یکساں طور پر ترقی یافتہ نہیں ہیں۔

2012 میں بحران کی نوعیت

پاکستان میں مختلف بحرانوں میں سے سیاسی بحران سب سے زیادہ اہم ہے۔ معاشی عدم استحکام، بجٹ کا خسارہ، افراط زر، روپے کی قدر میں کمی، توانائی کا بحران، بیرونی سرمایہ کاری میں کمی اور غربت معاشی بحران کو ظاہر کرتے ہیں۔ ٹیکس نہ دینے اور بدعنوانی کا عنصر 2012 میں غالب رہا۔ فرسودہ قبائلی اور جاگیردارانہ روایات اب بھی فعال ہیں اور یہ ایک دائمی ثقافتی تضاد کو جنم دیتے ہوئے جدیدیت اور گلوبلائزیشن سے تصادم کا باعث بنتی ہیں۔ دہشت گردی، جرائم اور سماجی تضاد کی وجہ سے بقاء کا بحران پیدا ہوا ہے۔ ان بحرانوں کے دوران کسی بھی جنس سے تعلق رکھنے والے فرد کے استحصال کا تعلق سماجی و سیاسی حالات سے ہوتا ہے جس سے اس کی زندگی متاثر ہوتی ہے۔ مندرجہ ذیل اجزاء 2012 کے ان نمایاں واقعات کی وضاحت کرتے ہیں جو شہریوں کی فلاح و بہبود پر اثرانداز ہوئے۔

حالات و واقعات کے جائزے

1۔ فرقہ وارانہ قتل اور ہزارہ (شیعہ) برادری کی نسل کشی

شیعہ برادری پر ہونے والے حملے کوئی نئی بات نہیں۔

2012 کے دوران کوئٹہ اور بالخصوص کراچی سے شیعہ برادری سے تعلق رکھنے والے پیشہ ور اور عام افراد کی ٹارگٹ کلنگ کی خبریں موصول ہوتی رہیں۔ایسے ہی ایک واقعے (15 جنوری) میں جنوبی پنجاب میں ایک ماتمی جلوس میں ہونے والے دھماکے کے نتیجے میں 21افراد جاں بحق ہوگئے۔کراچی میں محرم کے پہلے دس روز کے دوران 8دھماکے ہوئے۔ 1998 سے لے کر اب تک ہزارہ برادری کے 800افراد کوایک منظم انداز سے ہلاک کیا جاچکا ہےلیکن بہت کم مجرموں کوگرفتار کیا گیا یاسزا دی گئی۔چونکہ اس نسل کشی میں بیرون ملک سے آنے والا پیسہ استعمال ہورہا تھا اس لیے زیرحراست مجرم جیل سے فرار ہوگئے اورکسی نے بھی کوئی موثر کارروائی نہ کی۔صرف کوئٹہ میں ہزارہ افراد کی تعداد پانچ لاکھ ہے۔10 جنوری اوراس کے 39دن بعد 16فروری کو کوئٹہ میں دو بڑے بم دھماکوں میں بالترتیب 87اور 90افراد جاں بحق ہوئے جن میں سے زیادہ تر کاتعلق ہزارہ برادری سے تھا۔دونوں واقعات میں ورثا لاشوں کے ہمراہ کئی روز تک احتجاج کرتے رہے۔بالآخروفاقی حکومت حرکت میں آگئی۔پھر بھی اس واقعے کی پیشگی اطلاعات ہونے کے باوجود ہزارہ برادری کے افراد کی ہلاکتوں کی روک تھام میں حکومت کی ناکامی کی شدید مذمت کی گئی۔ سال 2012 کا اختتام تحریک طالبان کی جانب سے شیعہ برادری، جیسے تحریک طالبان پاکستان ’’کافر‘‘ قرار دینا چاہتی ہے، کے خلاف جہاد میں توسیع کے خطرے کے ساتھ ہوا، چنانچہ شیعوں پر جان لیوا حملے کئے گئے۔یہ خیال کیا جاتا ہے کہ دوفرقہ وارانہ جنگجوتنظیموں سپاہ صحابہ پاکستان اورلشکر جھنگوی میں انضمام نے اس حوالے سے ایک نہایت اہم کردار ادا کیا ہے۔سول سوسائٹی کی تنظیموں نے سڑکوں پر احتجاج کیا، موم بتیاں جلائیں اورمطالبہ کیا کہ ریاست سے ذمہ داری کے طور پر شیعہ افراد کاتحفظ کرے۔

نیم دلانہ حکومتی کارروائی نےکمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کو یہ اعلان کرنے پرمجبور کیا کہ اگرحکومت مکمل طور پرہزارہ برادری اوردیگرشیعہ افراد پر ہونے والے حملوں کی ذمہ دار نہیں تو یہ کم ازکم دہشت گردی میں شامل ضرور ہے۔ایچ آر سی پی نےتحریک طالبان جیسے نیٹ ورک کے خلاف سخت کارروائی کرنے کا مطالبہ کیا جو کہ فوری طور پر ان حملوں کی ذمہ داری قبول کرتے ہیں۔اس بات پرزور دیا گیا کہ دہشت گردوں کے حوالے سے کسی بھی نرم رویے کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔بین الاقوامی برادری اوراقوام متحدہ نے بھی متاثرہ خاندانوں کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کیا۔

ہزارہ برادری کے افراد طویل عرصے سے جاری نسل کشی کے باعث ہجرت بھی کرنے لگے ہیں۔خواتین یقیناً، آہ وزاری، اذیت اوراس آفت اور بے دخلی کے برے اثرات میں برابر شریک تھیں۔کراچی ایئر پورٹ پر پاکستان چھوڑ کر آسٹریلیا جانے والے لوگوں کے بیچ انہیں اپنے خاندانوں کے ساتھ دیکھا جاسکتا ہے۔کراچی میں رہنے والی شیعہ برادری بھی اپنی سلامتی کے بارے میں فکر مند ہے کیونکہ حالیہ برسوں میں ٹارگٹ کلنگ میں مسلسل اضافہ ہوا ہے۔

> ہزارہ برادری کے افراد طویل عرصے سے جاری نسل کشی کے باعث ہجرت کرنے لگے ہیں۔خواتین یقیناً، آہ وزاری، اذیت اوراس آفت اور بے دخلی کے برے اثرات میں برابر شریک تھیں۔کراچی ایئرپورٹ پر پاکستان چھوڑکرآسٹریلیا جانے والے لوگوں کے بیچ انہیں اپنے خاندانوں کے ساتھ دیکھا جاسکتا ہے۔

2۔پولیو ورکرز پر حملے

ملک میں جاری انسداد پولیو مہم میں خواتین کی ایک بڑی تعداد تقریباً چار دہائیوں سے کارکنوں اور رضا کاروں کے طور پر کام کررہی ہے۔ مذہبی انتہا پسندوں اور طالبان نے یہ پروپیگنڈا کیا کہ یہ مسلمانوں کی مستقبل کی نسل کو بانجھ بنانے کی ایک سازش تھی۔لہذا حالیہ برسوں میں اس کے خلاف مزاحمت کا آغاز ہوا۔ 19دسمبر 2012 کو خیبرپختونخوا کے تین شہروں اور کراچی میں پولیو کی ٹیموں پر ہونے والے متعدد حملوں کے دوسرے مرحلے میں ایک خاتون اورتین ہیلتھ ورکر جاں بحق ہوگئے۔اس وقت مرنے والوں کی کل تعداد گیارہ تھی۔ریاست نے حسب معمول اس کی مذمت کی۔قومی اسمبلی نے ایک قرارداد منظور کی تاکہ پولیو ٹیموں کے تحفظ کویقینی بنایا جاسکے۔درحقیقت وزیرداخلہ کو یہ سب اس واقعے سے پہلے کرنا چاہئے تھا کیونکہ یہ واقعہ اچانک پیش نہیں آیا تھا بلکہ سندھ اور خیبرپختونخوا میں یہ خطرات موجود تھے۔آمرانہ رویہ اپنانے اور درست سمت میں کام نہ کرنے پر وزیرداخلہ کی بھی مذمت کی گئی۔صدر نے پولیو ٹیموں پر حملے کرنے والوں کے خلاف سخت کارروائی کا حکم دیا۔اقوام متحدہ اورامریکہ نے بھی اس حملے کی مذمت کی اور پولیو ٹیموں کوتحفظ فراہم کرنے کا مطالبہ کیا۔کرہ ارض سے پولیو کے خاتمے کے لیے جن تین ممالک پر اب گہری نظر رکھی جاتی ہے ان میں پاکستان بھی شامل ہے۔اگر دہشت گردوں نے پولیو ویکسین کی فراہمی میں رکاوٹ ڈالنے کا سلسلہ جاری رکھا تو یہ عالمی سطح پر پھر سے پھیلنے لگے گا جس سے باقی دنیا میں سخت جدوجہد کے بعد حاصل ہونیوالی پولیو سے پاک ماحول کا دعویٰ غلط ثابت ہوگا۔اس مہم کی کامیابی کو یقینی بنانے کے لیے دنیا بھر کے خیراتی اداروں اورمتعلقہ حلقوں کی شمولیت کا انحصار اس بات پر ہے کہ کارکنان اور حکومت کتنی مستعدی سے اس کویقینی بناتے ہیں۔ان حملوں کے نتیجے میں عالمی ادارہ صحت اور یونیسیف نے یہ مہم منسوخ کردی جس کے نتیجے میں تین لاکھ کے قریب بچے اس تحفظ سے محروم ہوگئے۔ طالبان اور جنگجوؤں کے حوالے سے حکومت دستبرداری کے احساس سے مبتلا ہے۔دلچسپ بات یہ ہے کہ تھانے میں اس واقعے کی ایف آئی آر درج کروائی گئی تھی مگرانسداد دہشت گردی کے قانون کے تحت نہیں، چونکہ پاکستانی پولیس اسی طرح کام کرتی ہے تاکہ وہ خود پرسے تحقیقات کا بوجھ کم کرسکے۔تاہم پولیس کے سربراہ نے مستقبل میں سکیورٹی کا سخت انتظام کرنے کا وعدہ کیا۔ حسب معمولی معاوضوں کا اعلان کیا گیا،کراچی کے کمشنر نے خصوصی اجلاس منعقد کیا اورمقتول خواتین کوخراج تحسین پیش کیا۔سکیورٹی کے لیے ایک چھوٹے پیمانے کے منصوبے کا اعلان کرتے ہوئے انہوں نے تذکرہ کیا کہ کراچی کہ 50یونین کونسلوں میں 178علاقے انتہائی حساس تھے۔ پنجاب میں جہاں حساس علاقوں میں پولیس تعینات کی گئی تھی، سارا عمل، خیروعافیت کے ساتھ پایہ تکمیل کو پہنچا۔یہ موازنہ کیا جاسکتا ہے کہ ایک صوبے میں حفاظتی انتظامات کارگر ثابت ہوئے۔ جبکہ دوسرے صوبے میں حفاظتی انتظامات کا فقدان تباہی کا باعث بنا۔

اسلامی جماعت، جماعت اسلامی نے وقوعے پر اپنا رد عمل ظاہر کرتے ہوئے اس حملے کی مذمت کی۔اخبارات کے اداریوں میں بچوں، معاشرے اور قومی وقار کے تحفظ کے لیے اقدامات کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔کراچی میں چند مشتبہ قاتلوں کوگرفتار کیا گیا اوران کو ہلاک کردیا گیا۔حتیٰ کہ گروہ کے سرغنہ کے نام ایک خط بھی دکھایا گیا جس میں منصوبے کی کامیابی کا دعویٰ کیا گیا تھا۔سندھ میں ہیلتھ ورکروں اورویکسین پلانے والوں نے احتجاج کیا اورڈیوٹی پرجانے سے انکار کردیا۔انہوں نے دھرنے دیے۔این جی اوز نے بڑے پیمانے پریکجہتی کا اظہار کیا۔

3۔بچوں کے حقوق کی کارکن ملالہ یوسف زئی پرحملہ

10 اکتوبر کو سوات (خیبرپختونخوا) سے تعلق رکھنے

والی ایک چودہ سالہ لڑکی کو گولیاں مار کر شدید زخمی کر دیا گیا جس کی ذمہ داری ایک جنگجو تنظیم تحریک طالبان پاکستان، جس نے 2009 کے قریب شہرت حاصل کی اور جو اپنے آغاز سے لے کر اب تک ملک کے مختلف علاقوں میں ہونے والی دہشت گردی کی کارروائیوں میں سرگرمی سے شامل ہے، نے فخر کے ساتھ قبول کی۔ ملالہ نے اپنے علاقے میں سکولوں کو جلانے، بند کرنے اور تباہ کرنے پر احتجاج کیا تھا؛ تقریباً 700 سکول تباہ ہوئے اور یہ حملے تا حال جاری ہیں۔ وہ بی بی سی بلاگ کے ذریعے دنیا کو تعلیم اور طالب علموں کی حالت زار سے آگاہ کرتی رہی ہے۔ سوات کے لوگوں کو دہشت گردی کی وحشیانہ کارروائیوں کا سامنا کرنا پڑا جو کہ سوات میں کئی برسوں تک جاری رہیں اور ان پر تین فوجی آپریشنوں کے بعد قابو پایا گیا۔ تحریک طالبان پاکستان اور افغان جنگ کے بیچ تعلق کا سراغ 1979 میں افغانستان میں شروع کی جانے والی جنگ سے لگایا جاسکتا ہے۔ روسی افواج کی واپسی کے بعد جنگجو، جن میں سے زیادہ تر کی بھرتی اور تربیت پاکستان میں کی گئی تھی، پاکستان واپس لوٹ آئے۔ انہوں نے ریاست مخالف سرگرمیوں کا آغاز کیا اور سوات اور قبائلی علاقوں، جو کہ پاک افغان سرحد کے قریب واقع ہیں اور جہاں جنگ اور امن کے دنوں میں سرحد عبور کرنا ایک عام بات ہے، پر قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ افغان جنگ کے اثرات پاکستانی عوام کے لیے اس قدر نقصان دہ ثابت ہوئے کہ اپنی تعلیم کے حق کا دعویٰ کرنے والی ایک چھوٹی سی لڑکی کو بھی قریب سے گولی ماردی گئی۔ وہ معجزانہ طور پر بچ گئی تو طالبان نے اعلان کیا کہ وہ اسے پھر دوبارہ نشانہ بنائیں گے کیونکہ وہ سیکولر خیالات رکھتی تھی اور اختلاف رائے کو فروغ دے رہی تھی۔ طالبان نے اپنی بربریت کو جائز ثابت کرنے کے لیے قرآن کے ایک پارے اور آیت کا حوالہ بھی دیا لیکن بہت سے مذہبی سکالروں نے ان کی تاویلات سے اتفاق نہیں کیا۔ یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ ملالہ پر حملے کا واقعہ ''پاکستان کے ماضی اور اس کے مستقبل'' کے درمیان تقلید پسندی اور جدت پسندی کے درمیان جہل پسندی اور روشن خیالی کے درمیان ایک واضح یکسر کھینچنے کے حوالے سے مددگار ثابت ہوا تھا۔ اس......

یہ بحث تا حال جاری ہے۔ حکومت پاکستان کی فراخدلانہ حمایت اور برطانیہ کے شہر برمنگھم کے کوئن الزبتھ ہسپتال کی جانب سے علاج کی بہترین سہولیات کی فراہمی کے باعث ملالہ کافی حد تک صحت یاب ہوچکی ہے۔ ملالہ کی صحت بحالی ہوچکی ہے لہذا یہ امید کی جاتی ہے کہ پاکستان میں آزاد خیال، سیکولر اور جدید سوچ قائم رہے گی۔ ملالہ کو ملنے والی داد کی ماضی میں مثال نہیں ملتی اور وہ بجا طور پر تشدد کا مقابلہ کرنے والی نڈر لڑکی کہلانے کی حقدار ہے۔ ملالہ نے کروڑوں لوگوں کو متاثر کیا ہے اور اسے دنیا بھر سے حمایت حاصل ہوئی ہے۔ اب وہ بہادری کی ایک علامت اور خواتین اور بچوں کے حقوق کی ایک موثر آواز بن چکی ہے۔ پاکستان میں اور پاکستان سے باہر سول سوسائٹی نے غیر متوقع طور پر مظاہروں، دعاؤں، میسجز اور ایوارڈوں کے ذریعے فراخدلی سے اپنے ردعمل کا اظہار کیا ہے، مختصراً، وہ پاکستان کی پہلی بین الاقوامی طور پر مشہور لڑکی بن چکی ہے جس نے پوری دنیا کو متحرک کیا اور علم کی روشنی پھیلانے کے لیے اس کے پاس عظیم الشان منصوبے ہیں، جبکہ حملہ آوروں جو کہ تاریک قوتوں کی نمائندگی کرتے ہیں، کی اتنی ہی مذمت کی گئی۔ اس واقعے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انتہا پسندوں اور جنگجوؤں کے دلوں میں خواتین اور بچوں کے لیے کوئی احترام نہیں ہیں اور ان کا اسلام کو قائم رکھنے کا دعویٰ مکمل طور پر بے بنیاد ہے، اس کی بجائے وہ دنیا کو اسلام کا بدنما چہرہ دکھا رہے ہیں۔ جس معاشرے نے ان کے احکامات کی پیروی کرنے سے انکار کیا ہے، انہوں نے اس کے ساتھ وحشیانہ سلوک کیا ہے۔ آبادی کا ایک چھوٹا سا حصہ ان کا حامی ہے۔ یہ ہی اقلیت ریاستی نظریے، جو کہ تقلید پسندی، بمع خشک مزاجی، روشن خیالی کی مخالفت اور زمانہ بربریت کی قدامت پسندی کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، کی غیر متغیر نوعیت کو فروغ دیتی ہے۔

4۔ بلدیہ ٹاؤن کی فیکٹری میں آتشزدگی

کراچی کی ایک گارمنٹ فیکٹری میں دھماکے کے بعد آگ بھڑک اٹھی۔ مسدود دروازوں اور سلاخوں والی کھڑکیوں کے باعث اچانک ایک بڑے پیمانے پر لگنے والی آگ کے نتیجے میں متعدد ملازمین جان بحق ہو گئے۔ ایک اندازے کے مطابق جاں حق ہونے والوں کی تعداد 259 تھی۔ ناقابل شناخت لاشوں کے باعث مرد و خواتین کی صحیح تعداد کا پتہ نہیں چل سکا۔ مرنے والوں میں ڈیوٹی پر موجود خواتین اور ان خواتین کی بڑی تعداد شامل تھی جو کہ اپنی تنخواہ وصول کرنے کے لیے آئی تھیں۔ تحقیقات کے دوران دہشت گردی، غفلت اور سوچے سمجھے اقدام کے شبہات کا اظہار کیا گیا۔ ریاستی حکام کی جانب سے معاوضوں کا اعلان کیا گیا۔ جن خامیوں کی نشاندہی کی گئی ان میں حفاظتی اقدامات کا فقدان، کام کی جگہ کو بند کرنا، دبیز شیشوں والی کھڑکیاں، تہہ خانے اور فیکٹری سے بنی ہوئی اضافی منزل کا ورک فلور کے طور پر استعمال، ہنگامی اخراج کی عدم موجودگی، چار دیواری کی عدم موجودگی اور فائر بریگیڈ کی آمد میں تاخیر شامل تھے۔ تمام 18 سرکاری ادارے جو تمام فیکٹریوں کی حفاظت اور نگرانی کے ذمہ دار تھے، ناکام رہے تھے، ملٹی نیشنل کمپنیاں جو ان کی مصنوعات خریدتی تھیں وہ بھی قصوروار پائی گئیں چونکہ تمام بین الاقوامی عہدو پیاں اور لیبر قوانین کی پیروی نہیں کی گئی تھی۔ ایسی بدعنوانی، غفلت اور نااہلیت بہت سی فیکٹریوں میں پائی جاتی ہے۔ بھرتی کا نظام اور اجرت کے طرائق کار مزدور طبقے کی خودمختاری میں کمی کا سبب بنتے ہیں۔ اس لیے مزدوروں کی ایک بڑی تعداد سوشل سکیورٹی اور اولڈ ایج بینیفٹ کی سہولیات سے محروم رہتی ہے۔ دو کروڑ تیس لاکھ فیکٹری ملازمین میں سے صرف ستر لاکھ اندراج شدہ ہیں۔ آتشزدگی ایک غیر معمولی واقعہ نہیں تھا تاہم یہ جان لیوا ترین ثابت ہوا تھا۔ سول سوسائٹی، میڈیا اور ملک بھر کی مزدور تنظیموں نے اس کے خلاف احتجاج کیا۔ ایک این جی او پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف لیبر ایجوکیشن اینڈ ریسرچ نے مستقبل کے لیے حفاظتی ضوابط کی آگاہی اور ان کے نفاذ کے لیے متعدد پروگرام شروع کر رکھے ہیں۔

5۔ روایتی عدالتیں

جرگے رواج پر مبنی قوانین اور روایتی ضابطہ اعمال کی پیروی کرتے ہیں۔ ان کے فیصلے عام طور پر بااثر لوگوں کی حمایت کرتے ہیں اور مردوں کی نسبت خواتین کو زیادہ نشانہ بناتے ہیں۔ جرم کا بدلہ لینے کے لیے غیرت کے نام پر قتل یا وہ شخص جن پر جنسی تعلق کا الزام عائد کیا جاتا ہے، اور الزام کی حمایت میں کسی عورت کو قتل کر دیا جاتا ہے، اس سے رقم حاصل کرنے کے واقعات عام ہیں۔ پسند کی شادی معاملے میں جرگے کا ایک مخصوص فیصلہ انہیں کارو اور کاری قرار دینا ہوتا ہے چنانچہ اپنے خاندانوں کی عزت کو خطرے میں ڈالنے پر انہیں موت کا حقدار تصور کیا جاتا ہے۔ ونی کا اطلاق بھی تلافی کے طور پر کیا جاتا ہے جس میں ایک سے زائد کمسن بچیوں کا کسی تنازعے کے دوران کسی بالغ خاتون سے تبالہ کیا جاتا ہے۔ 25 اکتوبر 2012 سے 21 نومبر 2012 تک کے دوران 41 افراد کو کاروکاری کے تحت قتل کیا گیا جن میں 29 خواتین اور 12 مرد شامل تھے۔ 2012 میں کم از کم 913 لڑکیوں اور خواتین کو قتل کر دیا گیا جن میں 99 کم سن بچیاں شامل تھیں۔ ان میں سے 604 خواتین مردوں کے ساتھ ناجائز تعلقات جو کہ عام طور پر ایک ایسا مبینہ الزام ہوتا ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں ہوتا، رکھنے کی بنا پر اپنی زندگیوں سے محروم ہوئیں۔

191 افراد جن میں سے 7 ہندو اور 6 مسیحی خواتین شامل تھیں، جنہوں نے اپنے خاندان کی مرضی کے خلاف پسند کی شادی کی تھی اور انہیں موت کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ پاکستان کے شمالی علاقے کوہستان میں ایک شادی کی تقریب میں شرکت کرنے پر پانچ خواتین کو جرگے کے حکم پر قتل کر دیا گیا۔ تقریب میں رقص کرنے پر ایک نوجوان کو بھی قتل کر دیا گیا تھا۔

خواتین کا استحصال: ایک تجزیہ

خواتین کا استحصال گزشتہ برسوں میں بھی جاری رہا ہے لیکن حالیہ برسوں کے دوران اضافی وجوہات دیکھنے میں آئیں، مثال کے طور پر بیروزگاری سے دلبرداشتہ ہونا، غربت یا گھریلو جھگڑے۔ جرائم کی روایتی اقسام مثال کے طور پر غیرت کے نام پر قتل، تیزاب پھینکنا، ہراسیمگی، سرعام تذلیل، اغواء، تشدد اور قتل برقرار ہیں۔ گزشتہ سال کے مقابلے میں 2012 میں خواتین کے خلاف جرائم میں اضافہ دیکھنے میں آیا۔ جنوری سے اکتوبر (11 ماہ) کے دوران خواتین کے خلاف وحشیانہ تشدد کے 4,585 واقعات پیش آئے۔ ان میں سے 432 خواتین کو ان کے رشتہ داروں نے قتل کیا، 110 کو جنسی تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ 197 کو جنسی زیادتی کے بعد قتل کیا گیا اور 89 کو اجتماعی زیادتی کا نشانہ بنایا گیا۔ اغواء کے 332، تشدد کے 533 اور کاروکاری کے 104 واقعات پیش آئے۔ پسند کی شادی کے بعد شادی شدہ جوڑوں کی جانب سے ریاست سے تحفظ کا مطالبہ کرنے کے واقعات ایک معمول بن گئے۔ اکتوبر 2012 میں صرف کراچی میں 258 مردوں، 7 خواتین اور 78 بچوں کو قتل کر دیا گیا۔ خواتین کو قتل کرنے کی وجوہات میں، مقدمے کی پیروی، جائیداد/ کاروبار کا تنازعہ، مبینہ بے وفائی، پسند کی شادی، غیر ازدواجی تعلقات، جبری شادی سے انکار شامل تھیں۔ قاتلوں میں رشتہ دار شوہر، دیگر افراد اور نامعلوم افراد شامل ہیں۔ پولنگ سٹیشن کے عملے کی ایک خاتون کو ایک خاتون امیدوار نے تشدد کا نشانہ بنایا۔ گیس سلنڈر اور بوائلروں کے حادثات بھی دیکھنے میں آئے۔ غیر مسلم خواتین کو نشانہ بنایا گیا، ان میں سے دو خواتین جو کہ این جی او کی سینئر کارکن کو قتل کر دیا گیا اور قرآن پاک کی بے حرمتی کرنے پر ایک مسیحی لڑکی رمشا پر تضحیک مذہب کا الزام عائد کیا گیا۔ خاتون سماجی کارکنان اور انسانی حقوق کے مدافعین، مثال کے طور پر فریدہ آفریدی کو مذہبی انتہا پسندی عناصر کے احکامات کے تحت قتل کیا گیا۔ خیبر پختونخوا اور فاٹا اس معاملے میں سب سے آگے ہیں۔ ضلع کوہستان میں مذہبی پیشواؤں نے خواتین این جی او کارکنان کو خبردار کیا کہ وہ علاقے میں داخل نہ ہوں۔ خلاف ورزی کرنے والوں کو دھمکی دی گئی کہ ان کی شادی زبردستی مقامی مردوں سے کر دی جائے گی۔ ہراسیمگی کے واقعات اعلیٰ تعلیم کے اداروں، پولیس، شعبہ صحت اور تعلیم میں بھی پیش آئے، موخرالذکر دو شعبے اہم ترین ہیں جن میں خواتین کی ایک بڑی تعداد کام کر رہی ہے۔ وفاقی خاتون محتسب جو کہ خواتین کے خلاف ہراسیمگی کے واقعات کا جائزہ

> ریاست عوام کو تحفظ فراہم کرنے کی اولین ذمہ داری کو پورا کرنے میں بری طرح ناکام ہوچکی ہے۔ امن وامان کی بگڑتی ہوئی صورتحال کے باعث پورا معاشرہ مصائب کا شکار رہا ہے۔ ایک عام خیال یہ ہے کہ یہ صورتحال گزشتہ دو دہائیوں کے دوران خراب ہوئی ہے۔

لینے کی ذمہ دار ہے، نے رپورٹ دی کہ پاکستان میں ساٹھ فیصد کے قریب خواتین کو ہراسیمگی کا سامنا ہے۔ 2012 میں غیرت کے نام پر قتل کے کل 913، واقعات میں 99 کمسن بچیاں شامل تھیں۔ 604 خواتین ایسی تھیں جنہیں ناجائز تعلقات کے الزام عائد کرتے ہوئے اور 191 کو پسند کی شادی کرنے پر قتل کیا گیا۔ 7 ہندو اور 6 مسیحی خواتین کو بھی ایسے ہی نتائج کا سامنا کرنا پڑا۔ ان کے قاتل عام طور پر ان کے عزیز و اقارب تھے۔ قتل سے پہلے جنسی زیادتی اور اجتماعی زیادتی کے واقعات کی تعداد بالترتیب 13 اور 16 تھی۔

مردوں کی نسبت خواتین میں خودکشی کا رجحان کم رہا۔ 26 اکتوبر 2012 سے 25 نومبر 2012 تک خودکشی کے 155 واقعات پیش آئے جن میں 43 خواتین شامل تھیں۔ زیادہ تر افراد نے گھریلو جھگڑوں کی بنا پر خودکشی کی، معاشی حالات کی بنا پر خودکشیوں کی تعداد بھی تقریباً اتنی ہی تھی اور پسند کی شادی نہ ہونے پر خودکشیوں کی تعداد برائے نام تھی۔ خواتین کے خلاف جرائم کی مجموعی صورتحال کو میڈیا اور سول سوسائٹی نے تنقید کا نشانہ بنایا اور ان کا ردعمل احتجاج، تجاویز، پریس کانفرنسوں،......کی شکل میں سامنے آیا۔ ایسے اقدامات کے نتیجے میں چند اچھے قوانین کی منظوری دی گئی ہے، اس کے باوجود استحصال میں اضافہ ہو رہا ہے اور اسی طرح سول سوسائٹی کو درپیش چیلنجوں میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔

ریاست کا ردعمل

(i) قانون سازی

حالیہ برسوں میں چند مثبت اشارے ملے ہیں جن کے باعث خواتین کے مسائل کے حوالے سے نظام میں ایک امید پیدا ہوئی ہے، چونکہ صدر مشرف کے دور حکومت میں خواتین کی نمائندگی تیس فیصد تک پہنچ چکی تھی اس لیے خواتین دوست قوانین کی منظوری کا عمل مسلسل جاری رہا ہے۔ 2006 سے اب تک تشدد، ہراسیمگی، الزام دہی، سابقہ امتیازی قوانین کے غلط استعمال، تیزاب پھینکنے کے خلاف خواتین کے تحفظ کے لیے چھ قوانین کی منظوری دی گئی ہے۔ اکتوبر میں پنجاب کے کام کرنے کی جگہ پر ہراسیمگی کے خلاف خواتین کے تحفظ کے بل 2012 نامی بل کی تجویز پیش کی گئی تھی جس پر سال کے آخر تک عمل درآمد نہیں کیا گیا تھا۔ ہائیر ایجوکیشن کمیشن کی انسداد ہراسیمگی پالیسی لازمی ہونے کے باوجود کل 138 یونیورسٹیوں میں سے صرف 98 یونیورسٹیوں میں اپنائی گئی تھی۔ دسمبر میں مرد اور خواتین کے لیے شادی کی عمر جو کہ اس وقت سولہ برس ہے، کو اٹھارہ سال تک بڑھانے کے بارے میں تبادلہ خیال کیا گیا، فی الوقت یہ عمر غیر مساوی ہے۔ مذہبی حلقوں کی جانب سے مزاحمت کے خوف کے باعث دیگر شراکت داروں کے علاوہ انہیں بھی اعتماد میں لینے کی تجویز پیش کی گئی۔ قانون کے ذریعے جبری شادیوں کی نگرانی کرنے کی تجویز بھی پیش کی گئی۔ قومی اسمبلی میں تیزاب پھینکنے اور جلانے سے متعلقہ جرائم کا بل 2012 پرائیویٹ رکن کے بل کے طور پر پیش کیا گیا جو کہ رپورٹنگ، تحقیقات، طبی شواہد کی جمع بندی، بحالی کے لیے معاوضے کی فراہمی اور متاثرہ شخص اور گواہ کے تحفظ جیسے پہلوؤں کا جائزہ لیتا تھا۔ وزارتوں نے سال کے آخر تک اس کے متعلق اپنی رائے نہیں دی تھی۔ سول سوسائٹی نے صوبائی اسمبلیوں میں ایسے بل پیش کرنے کے حوالے سے دباؤ ڈالنے کی کوشش کی تھی، تاہم اس حوالے سے کوئی خاص پیش رفت نہیں ہوسکی۔ ایسے اقدامات کو کم از کم خواتین کے لیے اچھی علامات کے طور پر لیا جاسکتا ہے۔ دسویں جماعت تک بچوں کی لازمی تعلیم کے بل کی منظوری فروری 2013 میں دی گئی تھی اور ایسا لگتا تھا کہ یہ اقدام کافی حد تک اس ردعمل کا نتیجہ تھا جس کا اظہار دنیا بھر کے ممالک نے طالبان کی جانب سے درپیش شدید خطرات کے باوجود لڑکیوں اور بچوں کی تعلیم کے حوالے سے کیا تھا۔ اس کی ایک مثال اقوام متحدہ کی جانب سے 10 نومبر 2012 ''ملالہ ڈے'' قرار دینا اور دنیا کے تمام بچوں کو تعلیم کے حق کی فراہمی کا مطالبہ کرنا ہے۔ ملالہ جرات، بچوں کے تعلیم کے حق اور خواتین کے حقوق کی علامت بن چکی ہے۔ اس حوالے سے اس کی خدمات کو تسلیم کرتے ہوئے اسے بین الاقوامی ٹپریری امن ایوارڈ، بچوں کے بین الاقوامی امن ایوارڈ اور ضمیر کے سفیر کے ایوارڈ کے علاوہ اگلے مہینے میں دیگر متعدد ایوارڈوں اور تمغوں

سے نوازا گیا۔

(ii) عدلیہ

مذکورہ سال متعدد عدالتی مقدمات، جو کہ پارلیمنٹ، فوج اور سول نوکر شاہی پر اثر انداز ہوئے، کے باعث پیدا ہونے والے تناؤ کے حوالے سے جانا جاتا ہے۔ عوام کے استحصال سے متعلقہ مقدمات میں عدلیہ نے از خود نوٹس کے ذریعے ان مقدمات کا جائزہ لیا جو کہ سنجیدہ نوعیت کے تھے مگر ان پر مناسب توجہ نہیں دی گئی تھی۔ اس حوالے سے دو مقدمات خاصے اہم تھے۔ ان کا تعلق کراچی اور بلوچستان میں امن و امان کی صورتحال سے تھا۔ عدلیہ نے اپنی رائے کا اظہار کیا کہ متعلقہ حکومتیں شہریوں کے جان و مال کے تحفظ میں ناکام ہو چکی تھیں۔ بدعنوانی سے متعلق چند مقدمات میں دیئے گئے فیصلوں سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ اعلیٰ عدالت اور زیریں عدلیہ اپنی ذمہ داری سے آگاہ تھی۔

(iii) تحفظ

ریاست عوام کو تحفظ فراہم کرنے کی اولین ذمہ داری کو پورا کرنے میں بری طرح ناکام ہو چکی ہے۔ امن و امان کی بگڑتی ہوئی صورتحال کے باعث پورا معاشرہ مصائب کا شکار رہا ہے۔ ایک عام خیال یہ ہے کہ یہ صورتحال گزشتہ دو دہائیوں کے دوران خراب ہوئی ہے۔ لیبر تحریکوں کے لیڈروں کی جانب سے حقوق کے تحفظ کے مطالبے اور مقدمہ بازی کے باوجود ایک طویل عرصے سے تحفظ اور معائنے کے ضوابط کی خلاف ورزی ہوتی رہی ہے۔ اس مجرمانہ غفلت کے ذمہ دار افراد سزا سے استثنیٰ کے ساتھ اس سرگرمی میں مصروف ہیں۔ احتجاجی قائدین کا یہ دعویٰ ہے کہ اس بحران کا سبب سرمایہ کار کی زیادہ منافع حاصل کرنے کی کوشش اور لیبر قوانین کی تعمیل کا فقدان ہے۔ حکمران اشرافیہ اور صنعت کار لیبر قوانین کے بارے میں لاپرواہ ہیں۔ اس سلسلے میں موجودہ قوانین کے سختی سے نفاذ کے بغیر خواتین کے خلاف تشدد کی موثر طور پر جانچ نہیں کی جا سکتی۔ ریاست ان خواتین کو تحفظ فراہم کرنے میں بھی ناکام رہی ہے جو کہ

خواتین کا استحصال بالواسطہ اور بلاواسطہ طور پر جاری ہے۔ جب خواتین کو جسمانی نقصان یا حتیٰ کہ موت کا سامنا ہوتو یہ بلاواسطہ ہوتا ہے اور چونکہ خواتین پر معاشرے میں وسیع پیمانے پر ہونے والے تشدد کے اثرات مرتب ہوتے ہیں تو اس صورت میں یہ بالواسطہ ہوتا ہے۔

غیرت کے نام پر قتل کے خطرے سے دوچار ہیں چونکہ متاثرہ خاتون کو اس کے خاندان کے لوگ دھتکار دیتے ہیں اور زیادہ تر واقعات میں خاندان کے لوگ اسے قتل کرنے پر مائل ہوتے ہیں۔ ایسے موقعوں پر گواہان تحفظ کے فقدان کے باعث عدالت میں پیش ہونے کے لیے خود کو پر اعتماد محسوس نہیں کرتے۔

ماحاصل

خواتین کا استحصال بالواسطہ اور بلاواسطہ طور پر جاری ہے۔ جب خواتین کو جسمانی نقصان یا حتیٰ کہ موت کا سامنا ہوتا تو یہ بلاواسطہ ہوتا ہے اور چونکہ خواتین پر معاشرے میں وسیع پیمانے پر ہونے والے تشدد کے اثرات مرتب ہوتے ہیں تو اس صورت میں یہ بالواسطہ ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر چونکہ عوامی مقامات پر خواتین کی حاضری مردوں کی نسبت کم ہوتی ہے اس لیے جنگجوؤں کے حملوں کے نتیجے میں ہونے والی اموات کی صورت میں عام طور پر چند خواتین بالواسطہ تشدد کا نشانہ بنیں، لیکن ایسی اموات کے مضمرات خاندان کی خواتین کی زندگیوں کو خوف میں مبتلا رکھتے ہیں۔ 9/11 کے واقعے کے بعد پاکستان میں دہشت گردی کے واقعات بلا روک ٹوک جاری رہے ہیں۔ سال 2012 بلاشبہ ہر لحاظ سے خونریز ترین تھا۔ اس میں فرقہ وارانہ تشدد میں سب سے بڑا قتل عام ہوا، دوسرا جان لیوا ترین فضائی حادثہ پیش آیا اور پہلی مرتبہ انسانی حقوق کا دفاع کرنے والی بچی پر حملہ کیا گیا۔ یہ سال خواتین کے صنفی استحصال کے علاوہ امتیازی سلوک، تکالیف اور ڈھانچہ جاتی تشدد جو کہ ایک انتہائی قبائلی سماجی نظام جس نے اب بھی قبائلی اور جاگیردارانہ ورثے کے خوفناک خدوخال کو برقرار رکھا ہوا ہے، کی جبلت میں شامل ہے۔ اس سال کا مثبت پہلو یہ تھا کہ یہ خواتین کے حوالے سے کافی اچھا بھی رہا۔ پہلی مرتبہ کسی پاکستانی جو کہ ایک عورت تھی، نے آسکر ایوارڈ کی تقریب کے موقع پر اکیڈمی ایوارڈ جیتا اور ایک کم سن کارکن جس نے قومی امن ایوارڈ جیتا تھا، کو نوبل امن ایوارڈ کے لیے نامزد کیا گیا۔ چند مزید ایوارڈ کھیل، اداکاری اور صحافت سے متعلقہ افراد کو بھی دیئے گئے۔ اگر خواتین کے استحصال کے واقعات اور اسباب کا خلاصہ کریں تو یہ معلوم ہوگا کہ قبائلی نظام، جاگیردارانہ نظام، استعماریت اور جدید استعماریت کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ ان سیاسی قوتوں نے مذہبی اور معاشی قوتوں کے ساتھ گٹھ جوڑ قائم کیا ہوا ہے۔ عالمی معیشت کا بھی اس میں کافی کردار ہے۔ دور دور تک پھیلی ہوئی غربت جس کا سبب معاشی اور سیاسی عدم استحکام ہے، اور حالیہ وسیع تاریخی سیلاب لوگوں کو پہلے سے کہیں زیادہ کمزور کر رہے ہیں۔

دہشت گردی کے خلاف جنگ، جس کا آغاز چاہے جہاں بھی ہوا ہو، اب پاکستان میں اپنا محصول وصول کر رہی ہے۔ مجرموں سے کم اور معصوم شہریوں سے زیادہ۔ خواتین ڈرون حملوں میں بھی ہلاک ہوتی ہیں۔ پاکستانی خواتین کو عالمی سطح پر ایوارڈ دیئے جا رہے ہیں لیکن مقامی سطح پر انہیں اس سے کہیں زیادہ استحصال کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ سول سوسائٹی نے معاشرے کو لاقانونیت کا شکار کرنے، جس کا سبب دہشت گردی اور سرحد پار ہونے والی جنگ ہے، کی انتہائی گرم جوشی سے مذمت کی ہے۔ یہ بیانات جاری کرتی رہی ہے، احتجاج کرتی رہی ہے، خاص طور پر متاثرین کو امداد کے حصول کے لیے مدد فراہم کرتے ہوئے، قانونی معاونت فراہم کرتے ہوئے اور بہتر قوانین اور ان کے نفاذ کی وکالت کرتے ہوئے۔ سول سوسائٹی کی تنظیمیں اپنی کاوشوں کا دائرہ کار بڑھانے کے لیے سرگرمی سے کوشاں ہیں۔ میڈیا نے آزادانہ طور پر اور سول سوسائٹی کے ساتھ مل کر جرائم کی نشاندہی کرنے، متاثرین کے لیے حمایت حاصل کرنے اور سیاسی اور سول حکام سے ذمہ دارانہ نظم و ضبط کا مطالبہ کرنے میں اپنا کردار ادا کیا ہے۔ بظاہر ریاست اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں ناکام رہی ہے۔ اس کی تمام تر ذمہ داری ریاست پر ڈالنے سے پہلے سرحد پر اور سرحد کے اندر نازک صورتحال اور دہشت گردی کے خلاف جنگ کے بین الاقوامی پھندوں کو ذہن میں رکھنے کی ضرورت ہے۔ یہ یقینی طور پر بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کر سکتی تھی۔ اسے بہر صورت اپنا کردار ادا کرنا چاہئے، اگر یہ ایسا کرنے میں ناکام رہتی ہے تو لوگوں کو سیاسی نظام، قیادت، نظریات اور ایسی کسی بھی چیز بات پر اعتماد نہیں رہے گا جس کا اظہار صاحب اقتدار کرتے ہیں۔

خواتین کا استحصال بالواسطہ اور بلاواسطہ طور پر جاری ہے۔ جب خواتین کو جسمانی نقصان یا حتیٰ کہ موت کا سامنا ہوتو یہ بلاواسطہ ہوتا ہے اور چونکہ خواتین پر معاشرے میں وسیع پیمانے پر ہونے والے تشدد کے اثرات مرتب ہوتے ہیں تو اس صورت میں یہ بالواسطہ ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر چونکہ عوامی مقامات پر خواتین کی حاضری مردوں کی نسبت کم ہوتی ہے اس لیے جنگجوؤں کے حملوں کے نتیجے میں ہونے والی اموات کی صورت میں عام طور پر چند خواتین بالواسطہ تشدد کا نشانہ بنیں، لیکن ایسی اموات کے مضمرات خاندان کی خواتین کی زندگیوں کو خوف میں مبتلا رکھتے ہیں۔

جہد حق پڑھنے والوں کے خطوط

ریلوے لائن کی مرمت کی جائے

ہرنائی ڈسٹرکٹ ہرنائی ایک طرف سبی سے منسلک ہے دوسری طرف کوہلو سے جڑا ہوا ہے۔انگریز دور میں یہ دونوں اطراف سے ریلوے ٹریک کے ذریعے دونوں شہروں سے منسلک تھا۔نواب اکبر بگٹی کے قتل کے بعد سبی۔ ہرنائی ریلوے لائن کو دھماکہ خیز مواد سے اڑا دیا گیا تھا۔ریلوے کی سفری سہولیات نہ ہونے کی وجہ سے ہرنائی کے لوگوں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے۔ انہیں اشیائے خورونوش اور دیگر تجارتی ساز وسامان کی دیگر علاقوں کو منتقلی اور دیگر علاقوں سے اپنے ضلع میں منتقلی کے حوالے سے مسائل درپیش ہیں۔ حکومت وقت کو چاہئے کہ وہ ریلوے ٹریک کی بحالی کے لیے سنجیدہ کوششیں کرے تاکہ لوگوں کو مشکلات سے نجات مل سکے۔

(حمیداللہ خان)

بنیادی سہولیات کی کمی

استور ضلع استور کا ضلعی ہیڈ کوارٹر بنیادی سہولیات سے محروم ہے۔ پورے ضلع کا سب سے زیادہ آبادی والا گاؤں گاریکوٹ میں نہ صحت کی سہولیات موجود ہیں اور نہ ہی تعلیم کی۔بجلی نہ ہونے کے برابر ہے۔اور بجلی کی ترسیل کا ذریعہ بھی انتہائی ناقص ہے جس کی وہ سے کسی بڑے حادثے کا خطرہ رہتا ہے۔واٹر سپلائی کا نظام بھی ٹھیک نہیں ہے۔ہسپتال میں ایک بھی ڈاکٹر نہیں ہے اور ہسپتال کو پانی اور بجلی کی سہولت سے محروم رکھا گیا ہے۔

(رفیع اللہ)

شاہراہ کی خستہ حالت

چمن گزشتہ بارہ سال سے زیر تعمیر کوئٹہ چمن شاہراہ ابھی تک خستہ حالت میں ہے۔تعمیری کام مکمل بند ہے۔لوگ شاہراہ کی خستہ حالت کی وجہ سے ریلوے گاڑی کے ذریعے سے سفر کرتے ہیں لیکن بیماروں کے لیے سخت مشکلات کا سامنا ہے۔حکومت سے اپیل ہے کہ چمن کوئٹہ شاہراہ کی تعمیر جلد از جلد مکمل کی جائے۔

(محمد صدیق)

بلوچستان کے عوام کے مسائل حل کیئے جائیں

تربت پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) اسپیشل ٹاسک فورس تربت مکران کے اپریل کا ماہانہ اجلاس اتوار 13 اپریل کو ایچ آر سی پی کے آفس میں منعقد ہوا جس میں کمیشن کے کارکنان کے علاوہ انسانی حقوق سے دلچسپی رکھنے والے خواتین وحضرات کی ایک بڑی تعداد شریک رہی۔اس ماہ کے اجلاس کا خصوصی موضوع ادب اور تعلیم منتخب کیا گیا تھا جس پر اجلاس میں شریک حاضرین کی اکثریت نے اظہار خیال کیا۔اجلاس کے آغاز پر تعارفی نشست کے بعد ابتدائی کلمات ادا کرتے ہوئے اسپیشل ٹاسک فورس تربت مکران کے کوارڈینیٹر پروفیسر غنی پرواز نے کہا کہ ایچ آر سی پی ایک غیر سیاسی تنظیم ہے جو سماجی سطح پر خواتین اور اقلیتوں کے حقوق کے علاوہ اقلیتوں ،بچوں اور تمام مظلوم طبقات کے لیئے 1986 سے جدوجہد کررہی ہے۔ پروفیسر غنی پرواز کے ابتدائی قلمات کے بعد ہیلتھ ٹیم کے سربراہ ڈاکٹر سمی پرواز نے حاملہ خواتین اور حمل کے ابتدائی ایام میں ماؤں کی شرح اموات پر رپورٹ پیش کی اور بتایا کہ بلوچستان میں یہ شرح انتہائی خطرناک ہے یہاں پر ہر دس ہزار خواتین میں 600 اوسطاً موت کا شکار ہوجاتی ہیں جس کا بنیادی سبب کم یا غیر تعلیم یافتہ ہونا، ہسپتال اور ڈاکٹروں تک رسائی نہ ہونے کے علاوہ زیادہ تر خواتین میں دوران حمل خطرناک بیماریوں کا شعور نہ ہونا ہے۔اس کے بعد خواتین ٹیم کی سربراہ شہناز شبیر نے دومختلف عورتوں کی رپورٹ پیش کیں جن میں پہلی رپورٹ انگوری نامی ایک اقلیتی خاتون کی تھی جو گورنمنٹ گرلز کالج تربت میں بطور سوپر ریٹائرڈ ہوئی تھی۔ان کی پنشن اور ریٹائرمنٹ کے بعد سرکاری مراعات کئی سال سے نہیں مل رہی ہیں جس سے اسے بہت مشکلات کا سامنا ہے انہوں نے ایچ آر سی پی کی طرف سے اس خاتون کی دادرسی کے بارے میں کیئے گئے اقدامات کے بارے میں آگاہ کیا۔شاہینہ شاہین نے ایک مظلوم عورت، مجید دشتی ایڈوکیٹ نے تربت شہر اور دیہی علاقوں میں صحت کی ناگفتہ بہ صورتحال اور تحصیل دشت کے ہیڈ کوارٹر کھڈان کے سرکاری ہسپتال میں ڈاکٹروں کی عدم دستیابی پر رپورٹ پیش کی۔ جبکہ حمل امین نے سانحہ گڈانی کے حوالے سے موٹروے پولیس کی ناقص کارکردگی پر مبنی اپنی رپورٹ پیش کی اور اس سانحے کے ذمہ داروں کے خلاف کاروائی کا مطالبہ کیا۔تعلیم اور ادب کے منتخب خصوصی موضوع پر پروفیسر غنی پرواز ، بشیر احمد بلوچ ، مہراللہ گچکی ، محمد کریم گچکی ، کلیم اللہ بلوچ ، اسداللہ ، حمل امین ، زرجان بلوچ ، شہناز شبیر ودیگر نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ بلوچستان بالخصوص مکران میں ایک عرصے سے پرائیوٹ تعلیمی اداروں کے خلاف سرکاری فورسز سرگرم ہیں جو باعث تشویش ہے۔ڈیلٹا انگلش لینگو یج سینٹر جو تربت کا ایک معروف تعلیمی ادارہ تھا اس پر بے جا الزامات لگا کر جبری طور پر بند کردیا گیا۔اس کے علاوہ کاروان انگلش لینگو یج سینٹر کوشکلات ، برٹش انگلش لینگو یج سینٹر پیدارک ،عطاشاد ڈگری کالج تربت پر چھاپہ اور دیگر کئی تعلیمی اداروں کے خلاف کاروائیاں کر کے انہیں سیکیورٹی فورسز بند کرا چکی ہیں جو باعث تشویش ہے۔شرکاء نے کہا کہ سرکاری فورسز کا تربت اور گوادر میں بلوچی ادیب وشاعر میجر مجید کے کتاب ’’وائے وتن ہشکیں دار‘‘ کی غیر قانونی ضبطگی کے علاوہ کتاب فروخت کرنے والے دکانوں کو سیل کر کے مالکان کو غیر قانونی گرفتار کرنے کا عمل غیر سنجیدہ ہے حالانکہ کسی کتاب پر پابندی کا اعلان وفاقی یا صوبائی حکومت یا متعلقہ محکمہ کرتی ہے جس کے بعد اس کی خرید وفروخت غیر قانونی ہوگی مگر تربت اور گوادر میں مقتدر قوتوں نے قانون وآئین کا پاس ولحاظ کے بنا ایک غیر قانونی عمل کیا جو ملکی قوانین کے برخلاف ہے اور فورسز کا یہ عمل قابل مذمت ہے۔اس بارے میں صوبائی حکومت کی خاموشی سیکیورٹی فورسز کے اس غیر قانونی عمل کو تقویت دینے کا باعث بن سکتی ہے جس وہ جب اور جہاں چاہیں ایسے نامناسب اقدامات کھلے عام کرسکیں گے۔اجلاس میں مختلف قراردادیں منظور کی گئیں جن میں بلوچستان اسمبلی کے سابق اپوزیشن لیڈر اور معروف وکیل کچکول ایڈوکیٹ کے تربت میں واقع دو رہائش گاہوں پر مقتدر قوتوں کی حمایت کے ساتھ مسلح افراد کے قبضے کی شدید مذمت کر کے دونوں رہائش گاہوں پر قبضہ فوری ختم کرنے ، سرکاری ٹیکنیکل علوم دینے کے واحد ادارہ ٹی ٹی سی پر ایک معروف سیکیورٹی ادارے کے قبضہ کو غیر قانونی سمجھتے ہوئے اس پر قبضہ ختم کرنے ، ڈیلٹا انگلش لینگو یج ، کاروان انگلش لینگو یج سینٹر اور برٹش انگلش لینگو یج سینٹر پر فورسز کے چھاپہ ،طلباء واسٹاف کی گرفتاری وگمشدگی اور پھر ان کو تشدد کے بعد نیم بیمار حالت میں رہا کرنے کے علاوہ سینٹرز کی جبری بندش کی شدید مذمت کرتے ہوئے ان تمام سینٹرز کو دوبارہ کھولنے ، تربت وگوادر کے بک اسٹال پر چھاپہ ، میجر مجید کے کتاب کی غیر قانونی ضبطگی اور دکان مالکان کو حبس بیجا میں رکھنے کی مذمت کرتے ہوئے ذمہ داروں کے خلاف کاروائی کا مطالبہ کیا گیا جبکہ سانحہ گڈانی کی تحقیقات اور ذمہ داروں کو قانون کے کٹہرے میں لانے کے علاوہ دیہی علاقوں میں ڈاکٹروں کی تعیناتی کا مطالبہ بھی کیا گیا۔

(اسداللہ)

لاہور: 27-26 اپریل 2014 پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے سالانہ عمومی
اجلاس کے موقع پر کمیشن کی کونسل کا اجلاس اور تین سالہ مدت کے لیے نئے انتخاب کا انعقاد ہوا

March 2014

Price:

Rs: 500/-
Us Doller:5/-
British Pound:6
EUR:4/-

ISBN- 978-969-8324-70-4

Postage Extra

Human Right Commission Of Pakistan
Aiwan-i-Jamhoor, 107-Tipu Block,
New Garden Town, Lahore - 54600
Tel: +92-42-35864994 Fax: 92-42-35883582

اسلام آباد: انسانی حقوق کی صورتحال 2013 کا اجراء 24 اپریل 2014 کو اسلام آباد میں کیا گیا

Human Right Commission Of Pakistan
Aiwan-i-Jamhoor, 107-Tipu Block, New Garden Town, Lahore - 54600
Tel: +92-42-35864994 Fax: 92-42-35883582